bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

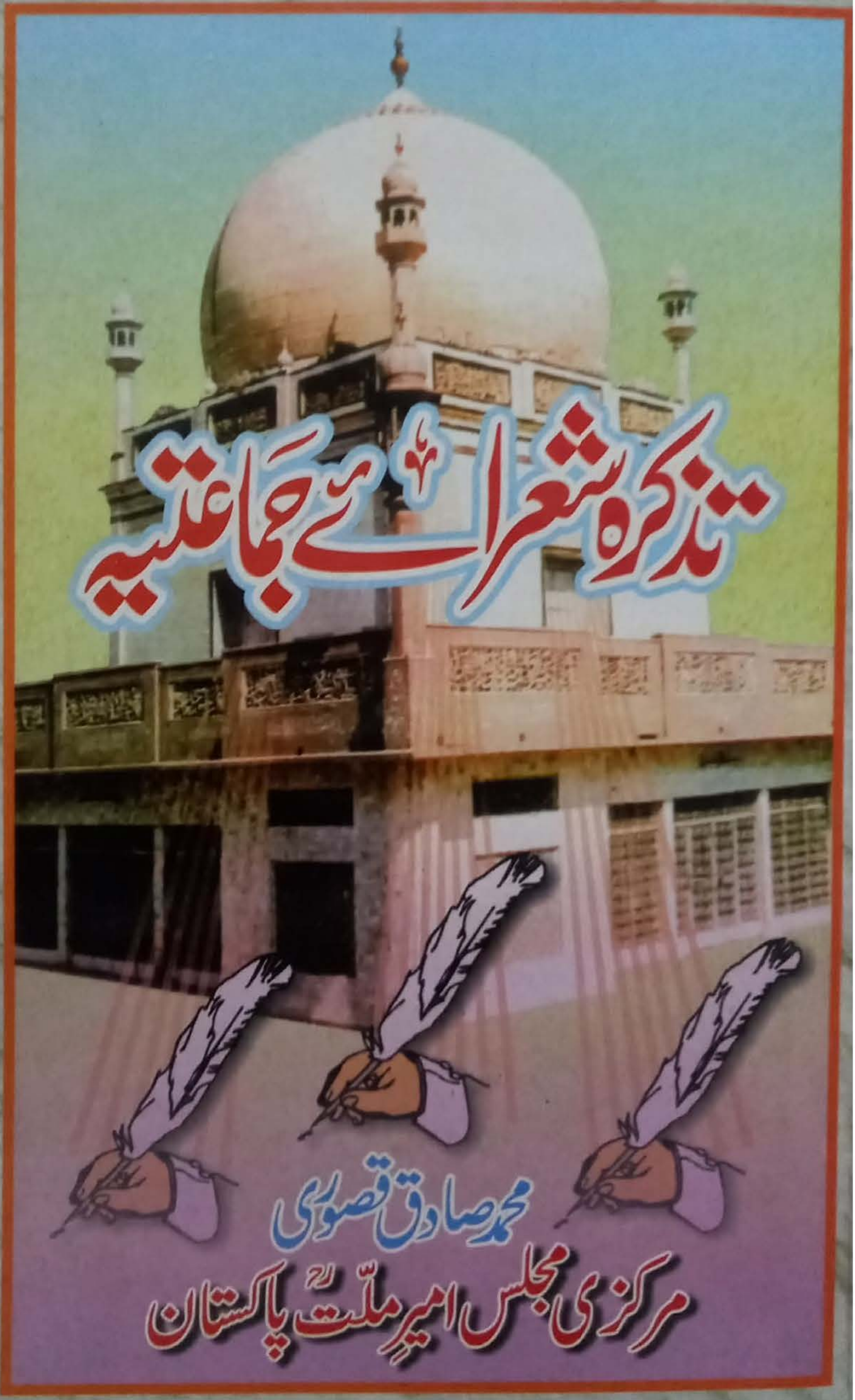

تذکرۂ شعرائے جماعتیہ

محمد صادق قصوری

مرکزی مجلس امیرِ ملّتؒ پاکستان

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ شعرائے جماعتیہ

محمد صادق قصوری

☆ مرکزی مجلسِ امیرِ ملّتؒ پاکستان ☆

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar...@hotmail.com www.marfat.com

بیادِ عزیز

سنوسی ہند قبلۂ عالم امیر ملت حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: جانشینِ امیرِ ملت پیر سید منور حسین شاہ صاحب جماعتی علی پور سیداں

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۸

نام کتاب ---------------- تذکرہ شعرائے جماعتیہ

مؤلف ---------------- محمد صادق قصوری

صفحات ---------------- ۱۸۴

سن طباعت ---------------- مئی ۲۰۰۶ء

تعداد ---------------- ایک ہزار

ہدیہ ---------------- دعائے خیر بحق معاونینِ مجلس

افضال کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹرز د پرانی سیشن کورٹ قصور۔ 0321-4142030

پرنٹرز: گوہر حیدری حاجی فرید روڈ قصور 0300-6572540

ضروری نوٹ: بیرونی حضرات بیس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

مرکزی مجلس امیر ملت، بُرج کلاں

ضلع قصور۔ پوسٹ کوڈ۔ 55051

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

دریچہ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۷
۲	آغازِ سخن　از مولف	۸
۳	منشی رحیم بخش سعدؔ	۱۳
۴	غلام محمود صفی میسوریؒ	۱۷
۵	حافظ ظفر علی ظفر پسروریؒ	۱۸
۶	میر سعید اللہ سعید امرتسریؒ	۲۰
۷	مولانا غلام احمد اخگر امرتسریؒ	۲۳
۸	حکیم فیروز طغرائی امرتسریؒ	۲۵
۹	مشتاق سنیاسی بٹالویؒ	۳۱
۱۰	راقب قصوریؒ	۳۳
۱۱	سید محمد غوث سکھوچکیؒ	۴۰
۱۲	شمشیر بٹالویؒ	۴۴
۱۳	زہیر عاقل شاہی میسوریؒ	۴۶
۱۴	مولانا غلام محمد شوکت بنگلوریؒ	۵۰
۱۵	منشی محمود علی محمود رہتکیؒ	۵۱
۱۶	پیر نیک عالم گجراتیؒ	۵۳
۱۷	صوفی عنایت محمد پسروریؒ	۵۶
۱۸	آزاد بیکانیریؒ	۵۸
۱۹	مرزا فرحت اللہ بیگ فرحت دہلویؒ	۶۲

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar...mail.com www.marfat.com

۲۰	انورؔ فیروزپوریؒ	۶۵
۲۱	طالبؔ کنجاہیؒ	۶۷
۲۲	علامہ تاجؔ عرفانیؒ	۷۰
۲۳	مولانا غلام محمد ترنمؔ امرتسریؒ	۷۵
۲۴	خواجہ محمد کرم الٰہی سیالکوٹیؒ	۷۸
۲۵	فائقؔ اکبرآبادیؒ	۸۲
۲۶	فیاضؔ رامپوریؒ	۸۴
۲۷	حکیم محمد خوب، احمد آبادیؒ	۸۶
۲۸	پروفیسر حامدؔ حسن قادریؒ	۸۸
۲۹	فہیمؔ اکبرآبادیؒ	۹۲
۳۰	قاضی شمس الدین شمسؔ سیال کوٹیؒ	۹۴
۳۱	میر عثمان علی خاں عثمانؔ حیدر آبادیؒ	۹۶
۳۲	منشی عمر دین شیداؔ بیکانیریؒ	۹۸
۳۳	ممتاز علی خاں ممتازؔ رتیرویؒ	۹۹
۳۴	محمد عبداللہ مضطرؔ گجراتیؒ	۱۰۱
۳۵	خلیلؔ صمدانیؒ	۱۰۳
۳۶	حکیم خادم علی خادمؔ سیال کوٹیؒ	۱۰۴
۳۷	خواجہ محمد عبداللہ خُلدی امرتسریؒ	۱۰۷
۳۸	ملک عبدالقادر خوشترؔ کنجاہیؒ	۱۰۸
۳۹	قاضی محمد فاضل مومنؔ کوہاٹیؒ	۱۱۲
۴۰	نور محمد نورؔ خالدیؒ	۱۱۴

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

۴۱	پروفیسر محمد طاہر فاروقیؒ	۱۱۶
۴۲	منشی احمد دین گجراتیؒ	۱۲۱
۴۳	راشد علی راشدؔ بچھرانویؒ	۱۲۰
۴۴	ملک غلام نبی سمبڑیالیؒ	۱۲۴
۴۵	مولانا غلام رسول گوہرؔ قصوریؒ	۱۲۶
۴۶	انجمؔ وزیر آبادیؒ	۱۳۱
۴۷	کلیم حیدر آبادیؒ	۱۳۳
۴۸	احمد دین انجمؔ کراچویؒ	۱۳۶
۴۹	فیاض حیدر آبادیؒ	۱۳۸
۵۰	مہرِ دلؔ مردانیؒ	۱۴۰
۵۱	عزیزؔ مخدومی امرتسریؒ	۱۴۱
۵۲	مسافرؔ گجراتیؒ	۱۴۴
۵۳	محمد رمضان شکھویؒ	۱۴۶
۵۴	فیضؔ بیکانیریؒ	۱۴۷
۵۵	آزادؔ بنگلوریؒ	۱۴۹
۵۶	مائلؔ بنگلوریؒ	۱۵۰
۵۷	منظور حسین نامیؔؒ	۱۵۳
۵۸	لیلیٰؔ حسین پوریؒ	۱۵۷
۵۹	عارفؔ بیکانیریؒ	۱۶۴
۶۰	ڈاکٹر مغیث الدین فریدیؔؒ	۱۶۷
۶۱	اسلم کاشمیریؒ	۱۷۴

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۶۲	کتابیات	۱۷۶
۶۳	قطعاتِ تاریخ طباعت	۱۸۱
۶۴	اظہار تشکر	۱۸۴

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اِنتساب

سیدی ومرشدی سنوسیِ ہند امیر ملت حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب
نقشبندی مجددی محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز کے نام------

میرا امیر سید جماعت علی ہے
نبیؐ کا نواسا خدا کا ولی ہے

خاکِ راہِ امیرِ ملتؒ
محمد صادق قصوری

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtia[redacted].com www.marfat.com

آغازِ سخن

شعروادب ابتداء ہی سے اہل اللہ کی توجہات کا مرکز رہا ہے۔ اہل تصوف نے تبلیغ دین کے لئے جہاں اور بہت سے انداز اپنائے وہاں محافلِ شعروادب سے بھی خوب کام لیا۔ خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند بخاری، مولانا عبدالرحمٰن جامیؔ، مولانا جلال الدین رومیؔ، شیخ مشرف الدین سعدیؔ، شیخ فریدالدین عطاؔر، مولانا نظامیؔ گنجوی، خواجہ حافظؔ شیرازی، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، بوعلی شاہ قلندر پانی پتی، امیر خسرو، بابا فریدالدین گنج شکر، سلطان باہو، خواجہ غلام فرید، شاہ عبداللطیف بھٹائی، بلھے شاہ قصوری، شاہ حسین لاہوری، حکیم الامت علامہ اقبال اور مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہم جیسے بے شمار اہل اللہ اور بزرگانِ دین کا کلام بلاغت نظام مختلف زبانوں میں زبان زدِ عام ہی نہیں بلکہ ہماری تاریخ کا ایک درخشاں باب بھی ہے۔

ماضی قریب کے نامور صوفی بزرگ سنوسئ ہند امیر ملت حضرت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) کا شمار بھی اُن اہل اللہ میں ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی مذہبی، اور سیاسی خدمات کی انجام دہی میں شعروادب سے بھی خوب کام لیا۔ تقریر وتحریر میں آپ بلند مقام پر فائز تھے۔ شعروشاعری سے بھرپور دلچسپی تھی مگر باقاعدہ شاعر نہیں تھے۔ کبھی کبھار ایک آدھ شعر کہہ لیتے تھے۔ مثلاً ایک محفل میں ارشاد کیا ؎

رمضان کا مہینہ اس طرح گزر گیا ہے
جھونکا ہوا کا جیسے اِدھر سے اُدھر گیا ہے

ایک دفعہ آپ حیدرآباد دکن میں فروکش تھے۔ حکیم الشعراء امجدؔ حیدرآبادی (ف ۱۹۶۱ء) کو آپ نے ایک بہت قیمتی اور نایاب "بردیمانی" عطا فرمائی جو کسی صاحب نے جناب امجدؔ سے زبردستی چھین لی۔ آپ کو معلوم ہوا تو بے حد ناراض ہوئے۔ اس موقعہ پر جناب امجدؔ نے کہا:

کاظمین الغیظ غصّے میں کبھی آتے نہیں
رنج سہتے ہیں مگر وہ رنج پہنچاتے نہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.[illegible]t.com

اس پر آپ نے خوش ہو کر ایک روپیہ کا سکہ عثمانی عنایت فرمایا اور ایک مصرعہ کہا:

تم ہمارے ہو نہ ہو، پر ہم تمہارے ہو گئے

جناب انجم نے مصرعہ لگا کر پیش خدمت کیا:

ہم یہ کہہ کر سارے جھگڑوں سے کنارے ہو چکے
تم ہمارے ہو نہ ہو پر ہم تمہارے ہو چکے

حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز، کو قدرت نے نہائت سنجیدہ مذاق ودیعت فرمایا تھا۔ آپ سلیم الطبع، معنی شناس اور سخن فہم تھے۔ بسا اوقات بدوران گفتگو نہائت قیمتی اور دلچسپ اشعار زبان فیض ترجمان سے صادر ہوتے تھے جو موقع کی مناسبت کے لحاظ سے ایسے معلوم ہوتے تھے کہ شاعر نے خاص اسی موقع کے لئے یہ شعر موزوں کیا ہے۔ اشعار کی موزوں اور برمحل اصلاح میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ بے شمار مواقع پر آپ نے اس خداداد مہارت تامہ کا مظاہرہ فرمایا۔

ایک دفعہ آپ انجمن اسلامیہ قصور کے جلسہ کی صدارت فرما رہے تھے، جناب حفیظ جالندھریؒ (ف۔۱۹۸۲ء) اپنے مخصوص انداز میں خوش الحانی سے ''شاہنامہ اسلام'' سنا رہے تھے۔ جب انہوں نے یہ شعر پڑھا:

محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے

حضرتؒ نے برجستہ فرمایا، حفیظ صاحب! ''سب کچھ نامکمل ہے''۔ حفیظ نے اس اصلاح کو بار بار سراہا اور عرض کیا۔ ''انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے ایڈیشن میں اس اصلاح کے ساتھ ہی چھپواؤں گا''۔

ایک جلسہ میں ایک خوش گو شاعر جناب اکبر اپنی غزل سنا رہے تھے۔ انہوں نے یہ مصرع پڑھا:

اپنی زلفوں پہ نہ ہونے دیا قرباں تو نے

حضرت نے برجستہ ٹوکا اور کہا، اکبر صاحب! ''زلفوں پہ قربان ہونا'' اردو روزمرّہ کے مطابق نہیں ہے۔ یوں کہئے:

اپنے قدموں پہ نہ ہونے دیا قرباں تو نے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ایک بار آپ کے مرید باصفا حافظ عبدالطیف صاحب حضرت امیر مینائی (ف۔۱۹۰۰ء) کی نعت سنا رہے تھے۔ جب مطلع پڑھا:

زہے نصیب مدینہ مقام ہو جائے در رسولؐ پہ قصہ تمام ہو جائے

تو حضرتؒ نے برجستہ ارشاد فرمایا، حافظ جی! دوسرا مصرع اس طرح پڑھو!

درِ حضورؐ پہ حاضر غلام ہو جائے

حافظ صاحب نے اسی نعت کا مقطع سنایا:

بلالو جلد مدینے میں ہے امیر کو ڈر کہیں نہ عمرِ دو روزہ تمام ہو جائے

اس پر حضرتؒ نے ارشاد کیا، حافظ جی! ''ڈر نہیں'' ''خوف'' پڑھو۔

ایک دفعہ قصور کے معروف نعت خواں جناب صابر قصوری آپ کی خدمت میں نعت پڑھ رہے تھے۔

ایسی تھی حضرتؐ میں سحر البیانی جس کا نہیں کوئی دنیا میں ثانی

آپ نے فوراً اصلاح کی اور فرمایا! ''سحر البیانی'' نہیں ''سحر بیانی'' پڑھو۔ اسی طرح ایک اور موقعہ پر صابر صاحب نے یہ شعر پڑھا

زمیں کو بھی عزت ہو عرشِ علا کی دکھا جاؤ بندوں کو صورت خدا کی

حضرت نے فوراً ارشاد فرمایا۔ یوں پڑھو! دکھا جاؤ بندوں کو قدرت خدا کی''

۱۹۴۴ء میں آپ مدراس (بھارت) میں مولوی عبدالرحیم سیٹھ بٹیری کے بنگلہ میں رونق افروز تھے کہ آپ کے مرید خاص نواب مرزا ذوالفقار علی بیگ فیاض جماعتی حیدر آبادیؒ (ف۔۱۹۹۳ء) نے ایک نعتیہ غزل پڑھی جس کا ایک شعر یوں ہے۔

جانبازوں کا جمگھٹ ہے بازارِ محبت میں
اللہ بھی ہے محشر میں دیوانہ محمدؐ کا

آپ نے فوراً ارشاد کیا کہ بھئی! اللہ پاک کی شان میں ایسا نہ کہو، بلکہ دوسرا مصرعہ یوں پڑھو۔ ''اللہ بھی ہے محشر میں مستانہ محمدؐ کا''

شعر و شاعری سے متعلق آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز، کی دلچسپی کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.maktabah.org

مثالیں ملاحظہ کیں۔ عجیب اتفاق ہے کہ آپ کے مریدوں اور خلفاء میں تو شاعروں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔ ایک مدت سے آرزو تھی کہ ''سلسلہ جماعتیہ کے شعراء'' کے حالات کو کتابی شکل میں اہل علم وادب اور شعروسخن کی خدمت میں پیش کیا جائے تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ حضرت امیر ملتؒ کے دامن سے وابستہ شعراء، کن کن بلند مقامات پر فائز ہیں۔ جو اردو کے علاوہ عربی، فارسی، ہندی اور پنجابی میں بھی شعر کہتے تھے۔ اکثر شعراء تو اپنی روحانی، مذہبی، علمی، ادبی اہلیت کے اعتبار سے بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں۔ مثلاً فیروز طغرائی امرتسریؒ، مولانا حامد حسن قادریؒ مصنف ''داستانِ اردو''، شیخ محمد ابراہیم آزاد بیکانیریؒ (چیف جسٹس بیکانیر ہائی کورٹ)، منشی امام الدین راقب قصوریؒ، علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی لاہوریؒ، نواب میر عثمان علی خان عثمانؒ والئی حیدر آباد دکن، پروفیسر محمد طاہر فاروقیؒ، محمد عثمان عارف بیکانیری سابق گورنر یو پی، ڈاکٹر مغیث الدین فریدی (نبیرہ مولانا احمد حسن کانپوریؒ) وغیرہم۔

مقام شکر ہے کہ آج ''تذکرہ شعرائے جماعتیہ'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ تذکرہ میں ۵۸ شعرائے کرام کے حالات سنِ وفات کی ترتیب کے حساب سے شامل ہیں۔ بہت سارے شعرائے کرم کا نمونہ کلام تو دستیاب تھا مگر حالاتِ زندگی نایاب تھے۔ بدیں وجہ شامل نہیں کر سکا۔ جس کا از حد افسوس ہے۔ اگر اس تذکرہ میں کوئی خوبی پائی جائے تو اسے فضلِ ربی، عنایتِ مصطفویؐ اور فیضِ مرشدی سمجھا جائے اور اگر اس میں کوئی خامی ہو تو میری نااہلی پر محمول کیا جائے اور مطلع کیا جائے تاکہ اگلے ایڈیشن میں تصحیح کی جا سکے۔

اس کتاب کی تیاری میں جانشینِ امیرِ ملت، مہر الملت حضرت پیر سیّد منور حسین شاہ صاحب جماعتی علی پوری دامت برکاتہم عالیہ کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ استاذی حکیم ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری ا۔ مدظلہ کی، شفقت اور رہبری بھی مکمل طور پر حاصل رہی ورنہ یہ کتاب کبھی بھی معرضِ وجود میں نہ آسکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہُما پایہ سلامت تا قیامت رکھے اور مجھ ایسے بے شمار نا کارہ لوگ ان سے مستفیذ و مستفیض ہوتے رہیں۔

ضیغم اسلام فاتح تختۂ دار بطل حریت غازئ تحریک ختم نبوّت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی دامت برکاتہم عالیہ۔ ۲۔ کی بے مثال علم دوستی، ادب پروری اور صادق نوازی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عمر خضر عطا فرمائے اور صحتِ کاملہ عاجلہ سے نوازے۔

علاوہ ازیں جناب ڈاکٹر عابد کپور تھلوی آف شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ، جناب محمد حنیف حنفی آف چنگا میرا (گوجر خان)، جناب فیاض احمد (پسر حضرت شمس سیالکوٹی)، جناب فاروق ارجمند (نبیرہ صوفی عنائت پسروریؒ) آف راولپنڈی و دیگر حضرات کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں میرے ساتھ تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر دے۔

میرے اکلوتے بیٹے محمد خالد فاروق قصوری نے ہر وقت میرا ساتھ دیا اور یوں یہ کتاب پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اُسے اپنی، اپنے حبیب مکرم ﷺ اور حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز، کی سچی اور پکی محبت مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

سگِ دربارِ امیرِ ملتؒ

محمد صادق قصوری

ناظم اعلیٰ مرکزی مجلسِ امیرِ ملتؒ

بُرج کلاں ضلع قصور۔۔۔۵۵۰۵۱

۲۰۔ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ۔ ۵۔ ستمبر ۱۹۹۶ء

بروز جمعرات

(۱) افسوس کہ حضرت حکیم صاحب ۱۷۔ نومبر ۱۹۹۹ء کو رحلت فرما گئے۔ اللہ کریم انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ (قصوری)

(۲) آہ! ۲۔ مئی ۲۰۰۱ء کو حضرت مجاہد ملت بھی وصال فرما گئے۔ (قصوری)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

منشی رحیم بخش سعدؒ

منشی رحیم بخش سعدؔ ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں موضع داؤ وزودرمیہ خاص تحصیل و ضلع نارووال میں پیدا ہوئے۔ "رحیم بخش سعدؔ" آپ کا تاریخی نام ہے جس سے ۱۲۹۴ھ کے عدد برآمد ہوتے ہیں۔ والد گرامی کا نام مبارک ملاں نبی بخش تھا جن کا تعلق آہنگری کے پیشے سے تھا۔

معمولی تعلیم حاصل کرنے کے بعد امرتسر آ گئے اور راج گیری کا کام کرتے رہے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں تپ دق جیسے موذی مرض کا شکار ہو گئے جو جان لیوا ثابت ہوا۔ مختصری عمر میں انہوں نے شعر و شاعری میں بھرپور دلچسپی لی اور بہت سے قصے اور کتابیں وغیرہ لکھیں جن میں سے قصہ "دلفروز رشید" شہرت عام اور بقائے دوام کا حامل ہوا۔ دوسرے قصوں میں "خوانِ یغما"، "قصہ شہریاری"، "کاسن و گداز"، "جھگڑا اپوستیاں دا"، "مجموعہ رحیم بخش" اور "سی حرفیاں" قابل ذکر ہیں۔

منشی رحیم بخش سعدؔ پنجابی شعراء میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ نہایت خاموش طبیعت، نیک سیرت، پرہیزگار اور نمازی تھے۔ اوائل عمری ہی میں سنوسیٔ ہند امیرِ ملت حضرت پیر سید محمد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز کے دستِ حق پرست پر سعادتِ بیعت حاصل کی تھی اور پھر تا زیست مرشدِ گرامی قدر کی محبت کے اسیر رہے۔ پیر و مرشد سے بے پناہ محبت تھی۔ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے مرشدِ کامل کا نام جپتے رہتے تھے۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کا سب کچھ پیر و مرشد ہی تھے، اسی بنا پر "فنافی الشیخ" کے درجہ پر فائز تھے۔

منشی صاحب کے والد گرامی بھی بہت نیک سیرت تھے۔ آپ کے چھوٹے بھائی کریم بخش (ف۔ ۱۹۴۷ء) بھی انتہائی خدا ترس انسان تھے۔ آپ کا اکلوتا بیٹا عنایت اللہ تھا جس کی قبر ہڈو ملی تحصیل نارووال میں ہے۔ کریم بخش کے تینوں بیٹے عطاء اللہ، امان اللہ اور فیض اللہ بھی رحلت کر چکے ہیں۔

قصہ "دلفروز رشید" کو منشی صاحب کی تمام کتابوں پر فوقیت حاصل ہے۔ اب تک اس کے بے شمار ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ اس قصہ کا آغاز منشی صاحب اس طرح کرتے ہیں۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بسم اللہ بسم اللہ پڑھ کے ہتھ قلم نوں لاواں
جو کجھ صفت ثنا خدا دی تھوڑی آکھ سناواں

اے قلمیں سر نیواں کر کے پہلوں نال ادب دے
کر سجدہ ہو حال آزردہ اگے سچے رب دے

آکھ خدایا میرا پینڈا لمّاں بہت دوراڈا
اوکھے سوکھے ویلے تئیں بن ساتھی ہور نہ ساڈا

رب رحیم کریم قادر توں سچا حق تعالیٰ
خالق مالک رازق سبھ دا ساریاں صفتاں والا

نور نبیؐ دا ظاہر کیتا نال محبت بھاری
اوسے نوروں ظاہر مڑ کے کیتی خلقت ساری

ساری خلقت وچوں چُن کے سرور نبیؐ بنائے
سبھ نبیاں توں افضل احمدؐ آپ خدا فرمائے

آخری چند سالوں میں منشی صاحب اپنے پیرومرشد کی یاد میں ہی مستغرق و مگن رہتے تھے۔ پنجابی زبان میں مرشد گرامی کا منظوم شجرۂ طریقت لکھا جس نے آپ کو طریقت کے حلقوں میں زندہ و جاوید بنا دیا اور حقیقت یہ ہے کہ یہی شجرۂ طریقت آپ کی بخشش کیلئے کافی ہے۔ پنجابی نظم کا یہ شاہکار جو کوئی بھی پڑھتا اور سنتا ہے وجد میں آجاتا ہے۔

شجرہ شریف کے آخر میں ''اصل محبت عرف تاہنگ ماہی دی'' کے زیر عنوان آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت امیرِ ملت قدس سرہ العزیز، کے ہجر و فراق میں جو طویل غزل نما قصیدہ لکھا ہے وہ آپ اپنی مثال ہے۔ بطور اختصار چند بند نذر قارئین ہیں۔

اوّل اللہ بیلی دوجا رسولؐ وے — تیجا توں ہادی میرا رب دا مقبول وے
عشق دی ور تھاں سُن لے میرا حصول وے — جو سر بیتی وَسّن لگا سعد مجبور وے
سیّد سردار شاہا آ ہن ضرور وے — **تاہنگ ماہی دی**
علی پور جاندیا راہیا سُن جا پیغام وے — پیر نوں آکھیں میرا ہتھ بنھ سلام وے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

راتیں دن روندی رہندی تیری غلام وے — دل داتوں جانن میرا اکھیاں دا نُور وے

سیّد سردار شاہا آ مِل ضرور وے — تاہنگ ماہی دی

علی پور جاندیا راہیا اوتھے میری جان وے — آکھیں نت رکھیں ایس بندی ول دھیان وے

سجداتوں کعبہ میراج دا مکان وے — رب دی نشانی توں ہیں جلوہ کوہِ طور وے

سیّد سردار شاہا آ مِل ضرور وے — تاہنگ ماہی دی

علی پور جاندیا راہیا سن میرا حال وے — راتیں دن روندی رہندی ہجر اندے نال وے

کدی تے سوہنیا مینوں مکھڑا وکھال وے — بوہڑیں میں چلی پیرا تیری مہجور وے

حافظ سردار شاہا آ مِل ضرور وے — تاہنگ ماہی دی

علی پور جاندیا راہیا اک گل ہور وے — اوتھے وی رہندا میرے دل والا چور وے

دل نوں تے لے گیا پچھے رہ گیا کی ہور وے — کہنت حالے جیوے گی ہن رہندی مہجور وے

عالم سردار شاہا آ مِل ضرور وے — تاہنگ ماہی دی

علی پور والیا پیرا سُند انہیں مول وے — تیرے وچھوڑے والی جیوے کت سُول وے

میرا تے تیرا ضامن رب تے رسولؐ وے — بھلیاں نوں بخشیں شاہا بھُل تے قصور وے

سیّد سردار شاہا آ مِل ضرورے وے — تاہنگ ماہی دی

اُڈیں کاں کانواں اُڈ علی پور جائے وے — ایڈ نختاں جے کسے نال نہ لائے وے

پھر بھی کدی اوہنوں مکھ وکھائے وے — سُد بھائے کدی وچہ حضور وے !

سیّد سردار شاہا آ مِل ضرور وے — تاہنگ ماہی دی

اُڈیں کاں کانواں جاویں جھنگ سیال وے — کدی وی نہ رجاں کردی پیر دا جمال وے

نبیؐ دا آل پیارا علیؑ دا لال وے — اللہ دیاں رکھاں تینوں نظرِ بد دُور وے

سیّد سردار شاہا آ مِل ضرور وے — تاہنگ ماہی دی

اُڈیں کاں کانواں میرے ہادی نوں بھال وے — آکھیں سو ویکھے میرا روندی دا حال وے

تیرا رحیم بخش بردا مثال وے — ملنے دیاں عرضاں کردا، کرلے منظور وے

سیّد سردار شاہا آ مِل ضرور وے . تاہنگ ماہی دی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

رحیم بخش سعدؔ نے زندگی کی صرف انتیس (۲۹) بہاریں دیکھنے کے بعد ۲۳۔رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ/ ۲۱۔نومبر ۱۹۰۵ء بروز منگل انتقال کیا اور موضع داؤد میں ہی آسودۂ خاک ہوئے۔ آپ کی قبر بالکل سادہ سی ہے کوئی پختہ مزار نہیں ہے اور نہ کوئی کتبہ ہے جس سے یہ ظاہر ہوسکے کہ یہ ایک عظیم فنافی الشیخ اور معروف صوفی شاعر کی قبر ہے۔

ہائے مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے

آپ کی رحلت پر ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور نے رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کے شمارے میں یوں تعزیتی نوٹ لکھا:۔

''افسوس! ہمارے ایک نہایت عزیز پیر بھائی اور حضرۃ صاحب قبلہ (حضرۃ امیر ملتؒ) کے مخلص مرید منشی رحیم بخش صاحب ساکن داؤد ضلع سیال کوٹ ۲۳۔رمضان المبارک کو دارِ فانی سے دار البقا کی طرف رحلت فرما ہوئے۔موصوف وہ صاحب تھے جو اکثر حضرت صاحب (حضرت امیر ملتؒ) کی تعریف میں اردو اور پنجابی زبان میں قصیدے لکھا کرتے اور مجالسِ عرس شریف میں علی پور شریف حاضر ہو کر سرِ اجلاس ایک جاں سوز لہجے میں پڑھا کرتے تھے۔چنانچہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ نہایت خوشنودی میں ''پیراہنِ خاص'' بھی عطا فرمایا۔
یارانِ طریقت سے التماس ہے کہ مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت فرما کر یاری کا حق ادا فرمادیں''۔

''رحیم بخش واصل اللہ'' سے سنِ وفات ۱۳۲۳ھ نکلتا ہے۔نامور شاعر اور تاریخ گو حضرت صابرؔ براری ثم کراچوی نے مندرجہ ذیل مادہ ہائے تاریخ نکالے اور تاریخ وفات کہی ہے۔

''آہ جنت نصیب رحیم بخش سعدؔ'' ''درویش کامل رحیم بخش سعدؔ'' ''پاک ادا رحیم بخش سعدؔ''

۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء ۱۹۰۵ء

فرما گئے وصال جناب رحیم بخش
شاعر تھے اپنے دور کے ممتاز و نامور
اُن پر نگاہِ شاہ جماعت علی کی تھی
مرشد کو بھی ملال تھا اس کا، کہ دہر میں
ہو سیرتِ رسولؐ کی ہر گام پیروی

شہرت تھی اُن کی بزمِ سخن میں بنامِ سعدؔ
مقبولِ خاص و عام تھا یاروکلامِ سعدؔ
ذکرِ خدا میں کٹتے رہے صبح و شامِ سعدؔ
انتیس (۲۹) سال ہی تو رہا بس قیامِ سعدؔ
ہر اہلِ سلسلہ کو یہی ہے پیامِ سعدؔ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اللہ نے اپنے فضل سے فردوس بخش دی — حوریں بھی کہہ رہی ہیں جہاں احترام سعد

تاریخ ان کی مل گئی ہاتف سے یہ مجھے

"جنت میں اب ہے ہوگیا نو اوّل مقام سعد" (۱۳۲۳ھ)

ماخذ

"پنجابی شاعراں دا تذکرہ" از میاں مولا بخش کشتہ مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء/۱۹۸۸ء۔

(۲) ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور بابت رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء۔

(۳) شجرۂ طریقت بمعہ اصل محبت عرف تاہنگ ماہی دی" از منشی رحیم بخش مطبوعہ سیالکوٹ سن ندارد۔

(۴) "پنجابی کتابیات جلد اوّل" از ڈاکٹر شہباز ملک مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۱ء۔

(۵) "شیدایانِ امیرِ ملت از محمد صادق قصوری، ۱۹۹۸ء ص ۷ تا ۱۲۔

غلام محمود صفی میسوریؒ

مولانا غلام محمود صفی دکن کے رہنے والے تھے۔ سرینگ پٹن ریاست میسور میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرّہ العزیز، کے عاشق صادق اور محبوب خلیفہ تھے۔ منبع اخلاق اور معدنِ جود وسخا تھے۔ اردو اور فارسی کے اچھے شاعر تھے۔ ۱۰۔ مئی ۱۹۱۳ء کو برموقعہ سالانہ جلسہ کل ہند انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیّداں شریف، حضرت امیرِ ملت قدس سرّہ العزیز، نے اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔ بعارضہ چندروزہ بخار اکتوبر۔ ۱۹۱۶ء میں آپ کی رحلت ہوئی۔

حضرت امیرِ ملت قدس سرّہ العزیز، کی شان میں ایک اردو منقبت کے چند اشعار ضیافتِ طبع کیلئے درج ذیل ہیں۔ جو آپ نے ۲۶۔ دسمبر ۱۹۰۷ء کو ٹاؤن ہال میسور میں پڑھی۔

لوحِ دل پر نقش بن جائے جو صورت پیر کی — مہر ساں تاباں ہو ہر ذرّہ سے طلعت پیر کی

علم میں فاضل جو ہیں اور زہد میں کامل جو ہیں — ایسے ممتازوں کو بڑھ کر ہے ضرورت پیر کی

فخرِ دین رازی کا نجم الدین سے ایماں بچ رہا — سخت مشکل تھی نہ ہوتی گر ہدایت پیر کی

ہے اخص پر فرض اور واجب ہے ہر ایک خاص پر — عام پر مخصوص تر سنّت ہے بیعت پیر کی

اہلِ بیعت کی جماعت کا علیؓ ہے دستگیر — بیعتِ صدیقؓ میں آئی جماعت پیر کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar_k@hotmail.com www.marfat.com

گوش یاراں طریقت رکھئے میری بات پر — سر بھی جائے تو نہ چھوڑو تم عقیدت پیر کی
باادب ہے بانصیب اور بے ادب ہے بے نصیب — گنگ بن کر مُردہ بن کر پاؤ نعمت پیر کی
اسمِ ہادی کا ہُوا اُمرشد سے اب پورا ظہور — ہے نمونہ خُلقِ پیغمبرؐ کا سیرت پیر کی
قلب مس کے قلب کر دیتے ہیں خالص طلاء — خاکِ پا اکسیر سے بڑھ کر ہے حضرت پیر کی
یاد رکھ شیطان تیری کرتوت سے ہوتا ہے کیا — ہم دمِ مُردن دکھائیں تجھ کو ہمت پیر کی
نزع میں اور قبر میں اور حشر کی عرصات میں — ہر جگہ ہوگی مرے یار و حمایت پیر کی
دوست اپنے پیر کا جو ہے وہی دین کا ہے دوست — دشمنِ ایمان ہے جس کو ہے عداوت پیر کی
حُبِ احمدؐ گر دکھاتی ہے ہمیں مولیٰ کی راہ — مصطفیٰؐ کے در پہ پہنچاتی ہے اُلفت پیر کی
دولتِ دُنیا کو لے کر کیا کریں اُن کے گدا — ہم فقیروں میں بنیں گے شہ بدولت پیر کی

سر جھکایا سرکشوں نے آستانِ پاک پر
ہے خداداد اے صفیؔ واللہ شوکت پیر کی

ماخذ

(۱) ''حضرت امیرِ ملت اور اُن کے خلفاء'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ سیال کوٹ ص ۷۵۔ (۲) ''وداعِ یاراں'' مرتبہ محمد عبدالرحمٰن بنگلوری مطبوعہ بنگلور ۱۹۰۸ء ص ۳۵ تا ۳۶۔ (۳) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور جون ۱۹۱۳ء ص ۱۰، نومبر ۱۹۱۶ء ص آخر۔

حافظ ظفر علی ظفرؔ پسروریؒ

حافظ ظفر علی ظفرؔ کی ولادت ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۰ء میں پسرور ضلع سیالکوٹ کے ایک ہاشمی قریشی گھرانے میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم مبارک اشرف علی بن حامد علی تھا۔ قرآن پاک کے حافظ، عربی فارسی کے تعلیم یافتہ اور ایف اے تک انگریزی پڑھے ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ تک ریاست کشمیر میں امیدوار نائب تحصیلداری پر کام کرتے رہے۔

عالم شباب ہی میں حضرت امیرِ ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ العزیز، کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور پہلی نظر ہی میں ایسے گرویدہ ہو گئے کہ پھر مستقل طور پر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت کی خدمت میں رہنے لگے۔ سفر و حضر میں حضرت کے ہم رکاب رہتے۔ اٹھارہ (۱۸) سال تک پسرور کا منہ نہ دیکھا۔ حالانکہ علی پور سیّداں سے پسرور صرف نو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حضرت امیرِ ملت ؒ فصل پر از خود ہی حافظ صاحبؒ کے گھر اناج اور دوسری ضروری اشیاء ارسال فرمادیا کرتے تھے۔

ایک ہی بار ہوئیں وجہِ گرفتاریٔ دل　　　التفات اُن کی نظروں نے دوبارہ نہ کیا

حضرت امیرِ ملت قدس سرّہ العزیز، نے حافظ صاحب کو اجازت و خلافت سے نوازا تھا اور انجمن خدام الصوفیہ ہند کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا۔ آپ تادمِ واپسیں اس عہدۂ جلیلہ کو احسن طریقے سے نبھاتے رہے۔ اکثر و بیشتر تبلیغی دوروں میں حضرت امیرِ ملت قدس سرّہ العزیز، کے ہم رکاب رہتے اور جلسوں سے خطاب کرتے۔ مناظرہ کے ماہر تھے۔ مخالف جماعتوں کے سربراہ آپ کی موجودگی میں مناظرہ کرنے سے گھبراتے تھے۔ سفید کرتہ، سفید ململ کی ٹوپی اور نیلا تہبند آپ کا لباس تھا تسبیح اور مسواک وغیرہ کے لئے ایک نسواری رنگ کا تھیلا ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے۔ اکثر وقت ذکر و فکر اور اوراد و وظائف میں گزرتا تھا۔ بعد نمازِ عصر حضرۃ مجدّد الف ثانی قدس سرّہ العزیز، کا ختم بذکر جہر تلاوت فرماتے، بعد نمازِ مغرب سورۂ واقعہ کی تلاوت فرماتے اور آخری لفظ ''عظیم'' کا تین بار تکرار کرتے۔ آپ سے بے شمار کرامات ظاہر ہوئیں اور لاتعداد لوگوں نے بیعت کر کے عاقبت سنواری۔

آپ اُردو اور فارسی کا اچھا خاصا شوق رکھتے تھے اور ان دونوں زبانوں میں شعر بھی کہتے تھے۔ آپ کا کلام ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور میں چھپتا تھا۔ ایک اُردو نعت ملاحظہ ہو:۔

شانِ احمدؐ اور ہے یوسفؑ کا رُتبہ اور ہے　　　حق کا محبوب اور محبوبِ زلیخا اور ہے
لن ترانی تم کو، ہم کو من رانی ہے نصیب　　　اے کلیمؑ، احمدؐ کی اُمت کا نصیبا اور ہے
ذاتِ باری اُس پر، اِس پر شانِ نوری جلوہ گر　　　عرش اعظم اور ہے حضرت کا روضہ اور ہے
عشقِ احمدؐ کا مکان وہ اور یہ بنگاہِ خلیلؑ　　　کعبۂ دل اور ہے ظاہر کا کعبہ اور ہے
المدد! جی سے گزر جاؤں نہ فرقت میں کہیں　　　آج کل حضرتِ دلِ شیدا کا نقشہ اور ہے
ناخدائے نوحؑ کی طوفاں میں تھی اِک اور بات　　　آگ کے طوفاں سے اُمت کا بچانا اور ہے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جو تیری سرکار سے مانگا ظفر نے پالیا یا نبیؐ ! یثرب میں رہنے کی تمنا اور ہے

حضرت امیرِ ملت قدس سرہ العزیز، کی شان میں فارسی منقبت کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

سراپا حسن از عالم یگانہ ندیدہ مثلِ اُو چشمِ زمانہ

بصورت آفتابِ عالم افروز بسیرت ہم ازو آں بہرہ اندوز

بش را با تبسم ہم عنانی کلامش ہست جملہ دُرفشانی

بقابادش چو عمرِ نوحے بل بیش کہ خورسنداست از وبیگانہ و خویش

آپ کی رحلت ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء/ ۲۴۔ محرم ۱۳۳۷ھ بروز جمعرات ہوئی۔ تحصیل دروازہ کے باہر پسرور کے قدیمی قبرستان میں دفن ہوئے۔ مزار اقدس پر یہ شعر کندہ ہے۔

فاتحہ مرقدِ حافظؔ پہ بھی کہتے جانا
کہہ دو اُن کو جو ہیں اس راہ سے گزرنے والے

ماخذ

(۱)"سیرتِ امیرِ ملت" ص ۴۴۷۔ (۲) "تذکرہ شہ جماعت" ص ۷۶ (۳) "فیضانِ امیرِ ملت" از مرزا ذوالفقار علی بیگ مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۵۹ء (۴) "تاریخ پسرور" از ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین، لاہور۔ ۱۹۸۱ء ص ۲۳۰۔ (۵) ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور جنوری ۱۹۶۴ء۔ اپریل ۱۹۶۴ء، اگست ۱۹۶۹ء۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ جنوری ۱۹۵۵ء، ماہنامہ "لمعات الصوفیہ" سیال کوٹ مارچ ۱۹۵۰ء ص ۲۔

میر سعید اللہ امرتسریؒ

حافظ میر سعید اللہ بن حاجی میر غلام محمود بن میر غلام رسول ۱۸۸۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آباؤ اجداد کا پیشہ پشمینہ کی سوداگری تھا۔ کاروبار میں دیانت وامانت کے سبب ان کے والد ماجد کو تمام شہر میں عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔

میر سعید اللہ محکمہ نہر میں ڈپٹی کلکٹر کی آسامی پر فائز تھے جبکہ ان کے دوسرے چاروں بھائی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بھی دولت و ثروت کے لحاظ سے یکتائے روزگار تھے۔ ان کے ایک بھائی میر حبیب اللہ (ف ۱۹۱۸ء) امرتسر کے معروف رئیس، آنریری مجسٹریٹ اور انجمن اسلامیہ امرتسر کے آنریری جنرل سیکرٹری تھے۔ دوسرے بھائی میر عنایت اللہ (ف ۱۹۴۱ء) پولیس انسپکٹر تھے۔ تیسرے بھائی میر ضیاء اللہ (ف ۱۹۱۵ء) کاروبار کرتے تھے۔ چوتھے بھائی میر ہدایت اللہ (ف ۱۹۴۵ء) وٹرنری ڈاکٹر تھے۔ تمام خاندان حضرت امیر ملت پیر سید محمد جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز (۱۸۴۱ء-۱۹۵۱ء) سے بیعت تھا اور سب سے چھوٹے بھائی میر ہدایت اللہ (ف ۱۹۴۵ء) کو تو اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔

میر سعید اللہ، حضرت امیر ملتؒ کے ایسے شیدائی تھے کہ حضرت قدس سرہٗ العزیز کو دیکھتے ہی بیتاب ہو جایا کرتے تھے اور ان کو سنبھالنا بہت مشکل ہو جاتا تھا جتنا عرصہ وہ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر رہتے، تڑپا ہی کرتے۔

میر صاحب نے حضرت امیر ملتؒ کی شان میں بے شمار قصیدے اور دوہے لکھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کلام میں اتنا اثر عطا فرمایا تھا کہ وہ اپنا کلام جب بھی پڑھتے تو خود روتے تھے اور ساری محفل کو رلاتے تھے۔ آپ کے اشعار کا اثر فوری طور پر سامعین کے قلب و جگر پر ہوتا تھا اور سامعین بھی نیم بسمل ہو جاتے تھے۔ بارہا دیکھا گیا کہ یہ عشق کے متوالے کھڑے پڑھ رہے ہیں اور ساری مجلس پر ہُو کا عالم طاری ہے۔

میر صاحب کا مجموعۂ کلام پہلی بار ۱۹۱۸ء میں ''ذخیرۂ آخرت'' کے نام سے چھپ کر مفت تقسیم ہوا۔ جلد ہی اس کا دوسرا ایڈیشن چھاپنا پڑا۔ ۱۹۲۷ء میں تیسرا اور ۱۹۳۴ء میں چوتھا ایڈیشن ان کے چھوٹے بھائی میر ہدایت اللہ (ف ۱۹۴۵ء) کی زیرِ نگرانی زیورِ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر شائقین کے قلب و نظر کی تسکین بنا۔ اس وقت راقم الحروف کے پیش نظر تیسرا اور چوتھا ایڈیشن ہے۔

آپ کا مجموعۂ کلام ''ذخیرۂ آخرت'' کیا ہے؟ اگر سچ پوچھو تو عشق و محبت کی کہانی ہے اور ایک عاشق صادق فنافی الشیخ کے دلی جذبات کا اظہار ہے۔ اگر الفاظ دلوں کی ترجمانی کر سکتے ہیں اور اپنے اندر کچھ اثر رکھتے ہیں تو بغیر کسی خوف تردید کے کہا جا سکتا ہے کہ میر صاحب کے قلم اور زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ایسے مؤثر تھے کہ ان کا فوری اثر سامعین کے دلوں پر پڑتا ہے اور اب بھی ان میں وہی اثر، وہی درد، وہی تڑپ اور وہی عشق و محبت کی نغمہ سرائی موجود ہے۔ ہم اپنے دعوے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کے ثبوت میں ان کی ایک نعت اور ایک منقبت نقل کر رہے ہیں اور فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں کیونکہ عطر آں باشد کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید:

آپؐ کے دم سے کائنات کی ہے — ابتداء، انتہا رسولؐ اللہ
ہم غریبوں پہ بھی نظر کیجئے — شاہِ ہر دوسرا رسولؐ اللہ
آیئے پہنچئے مدد کیجئے — میرے مشکلکشا رسولؐ اللہ
آپؐ کے در کو چھوڑ جائے کہاں — عاصیِ پُر خطا رسولؐ اللہ
چارسو ہوگا غل یہ محشر میں — بخشوا! بخشوا! رسولؐ اللہ
رحم کیجئے کہ آپؐ رحمت ہیں — غم میں ہوں مبتلا رسولؐ اللہ
عرش سے فرش، شرق سے تا غرب — سب کے ہیں پیشوا رسولؐ اللہ
عاجز و بیکس و غریبوں کے — تم ہو حاجت روا رسولؐ اللہ
مرتے دم غیب سے مدد کیجئے — ہووے لب پہ ندا رسولؐ اللہ
نام تیرا خدا کے نام کے ساتھ — سب جگہ ہے لکھا رسولؐ اللہ
نور رحمت سے آپؐ دے دیویں — سب کے دل کو جلا رسولؐ اللہ
التحیات میں مخاطب ہو — باقی پردہ ہے کیا رسولؐ اللہ

بھولا پھرتا ہے یہ سعیدؔ ترا
سیدھا رستا دکھا رسولؐ اللہ

نعت تو آپ نے پڑھی، دل کی دنیا آباد کرلی، عشقِ رسول ﷺ کی دولتِ لازوال سے مالا مال تو ہو گئے، اب میر سعید اللہ کی اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز، کی شان میں ایک بے مثال منقبت بھی ملاحظہ فرمایئے:

شہ جماعت دل کا چولا رنگ دے — رنگ دے اے میرے آقا رنگدے
ہے مدینے میں جو دریا رنگ کا — رنگِ احمدؐ میں تو مولا رنگدے
رنگ پکا سیّدا ہے تیرا رنگ — نقشبندی رنگ پکا رنگدے
رنگ تیرا ہی میں دیکر مجھ کو ڈوب — رنگِ سرہندی میں شاہا رنگدے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

www.marfat.com

ہاں رنگیلے تیرے رنگوں پر نثار
میٹھا میٹھا درد والا رنگدے!!
دل میرا زنگی ہوا یا سیّدی
زنگِ دل کو دھو کے اچھا رنگدے
میرے پیارے ذکر سے اللہ کے
رنگدے یہ سارا جلسہ رنگدے
مانگنے آئے ہیں یاں وحدت کا رنگ
سب کو فقر و فخری کا سا رنگدے
اے علی پور والے اچھے رنگساز
اپنی رنگت سے ذرا سا رنگدے
پکے پکے تو دیئے اوروں کو رنگ
مجھ کو کافی ہے تو کچا رنگدے

اس سعیدِ خستہ جاں کو سیّدا
صِبغۃ اللہ کچھ اپنا رنگدے!

رحلت سے چودہ دن قبل میر صاحب انفلوئنزا اور نمونیا کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے۔ اسی دوران حضرت امیرِ ملت قدس سرّہ العزیز، تیمارداری کیلئے امرتسر تشریف لائے، حضرت نے تسلی دی۔ میر صاحب، حضرت اقدس کی زیارت سے بیحد خوش و مطمئن ہوئے مگر قضا کا حکم اٹل تھا۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۶ء/ ۲۵۔ جمادی الاوّل ۱۳۴۵ھ بروز جمعۃ المبارک علی الصبح دو بجے اس عالم فنا سے عالم بقا کی طرف سدھار گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ماخذ

(۱) ''ذخیرۂ آخرت'' از میر سعید اللہ امرتسری مطبوعہ امرتسر ۱۹۲۷ء، ۱۹۳۴ء
(۲) ''انوار امیرِ ملت'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ بُرج کلاں (قصور) ۱۹۷۹ء۔
(۳) ''حضرت امیرِ ملت اور انکے خلفاء'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۳ء۔
(۴) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت جون ۱۹۶۵ء۔ ص ۲۷۔
(۵) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور نومبر دسمبر ۱۹۲۴ء ص ۱۷۔ مارچ ۱۹۱۵ء ص آخر۔

مولانا غلام احمد اَخگر امرتسریؒ

مولانا غلام احمد اخگر ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ والدگرامی کا نام لعل محمد تھا کشمیری بٹ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ بہت بڑے عالم دین، واعظ، مناظر، بزرگ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اور ولی اللہ تھے۔ حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہ العزیز، کے اوّلین مریدوں میں سے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں آپ اکثر و بیشتر حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہ العزیز، کے تبلیغی دوروں میں ہمراہ رہتے تھے۔ جلسوں میں تقریریں کرتے اور اپنے مواعظ حسنہ سے خلقِ خدا کو فیضیاب کرتے تھے۔ ۱۱۔ مئی ۱۹۱۴ء کو بر موقعہ گیارھواں سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیّداں، ختم شریف سے قبل آپکو خرقۂ خلافت عطا ہوا۔ بہت سے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ امرتسر سے اپنے پیرو مرشد حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہ العزیز، کی زیرِ سرپرستی ایک ہفت روزہ اخبار ''اہل فقہ'' بھی جاری کیا جس نے ایک عرصہ تک اسلام کی بے پناہ خدمت کی۔ تصانیف میں ''مرزائیت کا جنازہ'' اور ''اہلِ حدیث و اہلِ سنت'' یادگار ہیں۔

مولانا بہاء الحق قاسمی امرتسری (ف ۱۹۸۷ء مدفون لاہور) اپنی کتاب ''تذکرۂ اسلاف'' مطبوعہ لاہور طبع دوم صفحہ ۱۳۳ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ ''مولانا عبدالعزیز (کشمیری ثم امرتسری ف ۱۳۲۱ھ) کے شاگردوں میں مولانا غلام احمد اخگؔر مرحوم (قلعہ بھنگیاں امرتسر متوفی ۱۹۲۷ء) مشہور صحافی اور مناظر گزرے ہیں۔ مذاہب باطلہ مرزائیت وغیرہ کے مقابلہ میں شمشیر برہنہ تھے۔ اخبار ''اہلِ فقہ'' امرتسر کے مدیر تھے۔ شعر بھی کہتے تھے''۔ اپنے سلسلہ کا شجرۂ طریقت عشق و محبت میں ڈوب کر لکھا جس کا ہر ایک شعر بے مثال ہے۔

آپ کی شاعری زیادہ تر نعتیہ مضامین پر ہی مشتمل ہے۔ فنِ تاریخ گوئی پر بھی مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ مولانا پیر غلام رسول قاسمی امرتسری (ف ۱۹۰۲ء) اور اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی (ف ۱۹۲۱ء) کے علاوہ بہت سے بزرگوں کے وصال پر قطعاتِ تاریخ وفات کہے۔ بطور تبرک ایک نعت ہدیۂ قارئین ہے۔

تصوّر میں رسولِؐ پاک کے ضبطِ فغاں کیوں ہو
نہیں یہ رازِ سربستہ تو سینے میں نہاں کیوں ہو

تصوّر ہے دلِ عشاق میں گلزارِ طیبہ کا
تو اس پھولے پھلے گلشن میں تاثیرِ فغاں کیوں ہو

مدینہ جانے والو! روضۂ حضرتؐ پر جب پہنچو
تو کہنا یا محمدؐ! تیرا بسمل نیم جاں کیوں ہو

خدا نے دل ہمیں بخشا مگر شیشے سے نازک تر
تو اس پر فرقتِ احمدؐ کا یہ سنگِ گراں کیوں ہو

اگر مٹ جانا جرمِ عشقِ احمدؐ کی سزا ٹھہری
زمیں پر عاشقِ مجرم کا پھر باقی نشاں کیوں ہو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.maktabah.org

ہے دل زخمی خیالِ ابروئے مژگانِ حضرتؒ سے | تو میرے مارنے کو حاجتِ تیغ وسناں کیوں ہو
خدا کا گھر ہو بطحا میں رسولؐ اللہ مدینے میں | تو حسرت ہے کہ پھر اپنا وطن ہندوستان کیوں ہو
مسلمانو! تمہیں ہے خوف گر طوفانِ محشر کا | گناہوں کے عمل کی ناؤ پر یہ بادباں کیوں ہو
ہمارے دل میں ہے نورِ خدا" لطفِ جماعت" سے | تو یہ دل عرشِ اعظم بن کے شیدائے بتاں کیوں ہو
شہنشاہ علی پور جس کے حامی ہوں قیامت میں | اے دوزخ کا ڈر کیوں ہو وہ ڈرے خستہ جاں کیوں ہو

نہیں تاریکیٔ مرقد کا کھٹکا مجھ کو اے اخگر!
دہکتی آگ ہے سینے میں پھر پیدا دھواں کیوں ہو

آپ کی وفاتِ حسرت آیات ۱۵۔اگست ۱۹۲۷ء/ ۱۶۔صفر المظفر ۱۳۴۶ھ بروز پیر چھ سات سال کی طویل علالت کے بعد ہوئی۔ نمازہ جنازہ مولانا پیر غلام مصطفیٰ قاسمی امرتسریؒ (ف ۱۹۴۳ء) نے پڑھائی۔ بہت سے شعرائے کرام نے قطعاتِ تاریخ وفات لکھے۔ مولانا سلطان احمد بریلویؒ کا قطعہ درج ذیل ہے:۔

مولوی جو غلام احمد تھے ، | شیر پنجاب تھا لقب اُن کا
سُنّی وسُنّی گروہ تھے بے شک | آہ ہم سے وہ ہو گئے ہیں جدا
اسد اللہ کے وسیلے سے | باغِ فردوس کا انہیں ہو عطا
فکرِ تاریخ تھی جو سلطان کو | "غفر اللہ" کی یہ آئی ندا

۱۳۴۶ھ

ماخذ

(۱) سیرت امیرِ ملت (۲) کراماتِ امیرِ ملت (۳) تذکرہ شہ جماعت (۴) پنج گنج علی پوری (۵) تذکرۂ اسلاف (۶) "غلامی سے آزادی تک" (۷) گلزارِ مدینہ (۸) ہفت روزہ "الفقیہ" امرتسر بابت ۱۴۔ستمبر، ۷۔اکتوبر ۱۹۲۷ء (۹) پندرہ روزہ "ارشاد" امرتسر بابت یکم و ۱۵۔دسمبر ۱۹۲۷ء (۱۰) ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور جون۔۱۹۱۴ء۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور جون۔۱۹۶۵ء۔

حکیم فیروز طغرائی امرتسریؒ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حکیم الشعراء حکیم فیروز الدین احمد فیروز طغرائی ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء میں کوچہ کیلاں امرتسر (مشرقی پنجاب، انڈیا) میں ایک جلیل القدر کشمیری خاندان میں میاں شمس الدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ اس خاندان کا آبائی پیشہ پشمینہ کی تجارت تھا۔ میاں شمس الدین کا شمار رؤسائے شہر میں ہوتا تھا اور پنجاب کے مختلف شہروں اور قصبوں میں ان کے کاروبار کا جال پھیلا ہوا تھا۔

فیروز طغرائی ابھی ڈیڑھ سال سے بھی کم تھے کہ والد گرامی کا انتقال ہو گیا۔ بڑے بھائی میاں شاہدین نے تمام جائیداد کو عیش و عشرت کی نذر کر دیا۔ والدہ ماجدہ نے آپ کو محلہ کی مسجد میں قرآن پاک پڑھنے کے لئے بٹھا دیا۔ آپ نے ڈیڑھ سال میں قرآن مجید ختم کر لیا۔ اور دینیات کی چند ابتدائی کتابیں بھی پڑھ لیں۔ اس کے بعد مولانا مفتی غلام رسول قاسمی امرتسری (ف ۱۹۰۲ء) شیخ محمد الرزاق خاکی، حاجی غلام محمد مولوی فاضل، حکیم شمس الدین کاکڑی، ڈاکٹر علامہ حکیم غلام رسول امرتسری (ف ۱۹۳۸ء) اور منشی شرف الدین سے عربی، فارسی، اردو اور طب میں مہارت حاصل کی۔

حکیم فیروز طغرائی نے عربی، فارسی، اردو اور پنجابی میں بھرپور شاعری کی۔ بڑے بڑے اساتذہ اور اہلِ کمال نے آپ کا لوہا مانا۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ (ف ۱۹۳۸ء) نے آپ کے بارے میں فرمایا:۔

"طغرائی امرتسر کا وہ کنواں ہے جس پر مآل نہیں ہے"۔

آپ درحقیقت امرتسر کے مہر تاباں اور علم و حکمت کا ایسا چشمۂ حیواں تھے جہاں تک کوئی سکندر نہ پہنچ سکا۔ پاکستان کے ممتاز دانشور، ادیب اور ماہرِ اقتصادیات جناب ممتاز حسن (ف ۱۹۷۴ء) آپ کے کلام بلاغت نظام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"میرا خیال ہے کہ طغرائی صاحب ہر لحاظ سے استادِ فن تھے۔ فارسی غزلوں میں وہ اکثر اپنے اشعار میں ایسی جدت پیدا کر جاتے ہیں کہ بڑے بڑے استادوں کی یاد دلاتے ہیں۔ زبان پر مکمل قدرت کے نمونے ان کے کلام میں جگہ جگہ ملتے ہیں"۔

فیروز طغرائی نے سنوسئی ہند امیرِ ملت پیر سید محمد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوریؒ (ف ۱۹۵۱) کے دستِ حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ اپنے پیر و مرشد کے دل و جان سے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

والہ وشیدا تھے۔ امرتسر کے دوسرے یارانِ طریقت مثلاً پیر خیر شاہ امرتسری (ف ۱۹۴۰) میر سعید اللہ امرتسری (ف ۱۹۲۶ء) مولانا غلام احمد اخگر (ف ۱۹۲۷ء) اور ڈاکٹر میر ہدایت اللہ امرتسری (ف ۱۹۴۵ء) کے ساتھ مل کر آپ نے امرتسر شہر و مضافات میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کی نشر و اشاعت اور ترویج و ترقی میں نہایت دلجمعی سے کام کیا۔ آپ اپنے شیخ کے دیوانے اور پروانے تھے۔ فنا فی الشیخ کی منزل تک پہنچے ہوئے تھے۔ اپنے شیخ سے محبت و عقیدت کے فیض سے عشقِ رسول ﷺ کی دولتِ لازوال کے حامل تھے۔ جیسا کہ ذیل کی فارسی نعت میں مترشح ہے:۔

اے آنکہ زیرِ گنبد سبز آرمیدۂ
دیدآنچہ اُمت زغم آیا نہ دیدۂ؟

روحی فداک مایۂ ناز دوعالمی
کونین راسرور دل ونور دیدۂ

از پافتادہ ایم بما زُود تر برس
درلحظۂ بعرشِ معلّیٰ رسیدۂ

آفاق زآفتاب رخت گشت مُستنیر
بے سایۂ آزاں کہ نور آفریدۂ

نازم بفیضِ خُلق کریمت کہ درجہاں
اغیار رابرنگِ اخوت رزیدۂ

آزادگی بباغ رسالت ترا سزد
یعنی زجملہ سروقداں سرکشیدۂ

بیند نگاہ دراَحد واحمدؐ اتصال
گرچہ نقاب میم بعارض کشیدۂ

لگے ہاتھوں ایک اردو نعت بھی ملاحظہ کیجئے۔ حضرت فیروز طغرائی نے جس عقیدت و محبت، درد و سوز اور ادب و احترام سے یہ نعت کہی ہے یہ انہیں کا حصہ ہے اور یہ فیضِ صحبت ہے ان کے شیخ طریقت حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کا۔ آیئے! آپ بھی اپنے دل کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے روشن و منور فرمالیں۔

میرے دل میں ہے ذوق و شوق نعتِ شاہِ بطحاؐ کا
بھرا ہے سر میں اس قطرے کے سودا جوشِ دریا کا

میسّر ہو سعادت اتباعِ دینِ احمدؐ کی
یہ تھا عمرِ ابد سے مُدعا خضرؑ و مسیحاؑ کا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سدا رہتا ہے اس رُوئے خطط کا خیال اس میں
ہمارا دل بھی اک جُزداں ہے قرآنِ محشّٰی کا

شب اسرا ہوئی جب طالب و مطلوب میں خلوت
حریم راز تھا اک حلقہ آغوشِ تمنّا کا

رقم ہیں وصفِ حضرتؐ جابجا اوراقِ مصحف میں
یہی مفہوم ہے مزّمل و یٰسین وطٰہٰ کا

تری صورت سے رونق کالعدم ہے حُسنِ یوسفؑ کی
مری اُلفت سے پھیکا رنگ ہے عشقِ زلیخا کا

تری شانِ ولادت نے دکھائے معجزے کیا کیا
نگونساری بتوں کی کانپنا ایوانِ کسریٰ کا

خدا شاہد وہ صورت تھی سراسر معنیٔ عرفاں
منور دیدۂ دل ہوگیا اہلِ تماشا کا

اگر فیروز اس وادی میں چلنا سر کے بل چلنا
کہ ہے نجمِ سعادت ذرّہ ذرّہ خاکِ بطحا کا

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ گستاخانِ رسولؐ کے لئے ہر وقت برہنہ تلوار تھے۔ مارچ ۱۹۲۳ء میں موضع دسوہہ ضلع ہوشیار پور (حال انڈیا) میں قادیانیوں نے شوروغوغا مچایا تو وہاں کے غیور مسلمانوں کی دعوت پر آپ تشریف لے گئے، آیۂ خاتم النبیّین کے معانی پر بحث ہوئی۔ احمدی مناظر آپ سے عہدہ برانہ ہوسکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سامعین میں سے تین اصحاب نے احمدیت سے توبہ کی، جن کے نام انہی دنوں اخبار ''وکیل'' امرتسر میں شائع ہوگئے تھے۔

حضرت امیرِ ملّت قدس سرہُ العزیز کی شان میں آپ نے ایک پرزور منقبت کہی تھی جو بقول حضرت استاذی حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری ماہنامہ ''طریقت'' لاہور میں ۱۹۱۵ء تا ۱۹۱۷ء کسی شمارے میں شائع ہوئی تھی اور ''کلیاتِ طغرائی'' کی ترتیب کے وقت مرتب نے اپنے روپہلی مصلحتوں کی وجہ سے شامل نہ کی۔ افسوس کہ تلاش بسیار کے باوجود ہمیں نہ مل سکی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی اہلیہ محترمہ ۳۔ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۵۔ نومبر ۱۹۲۰ء کو انتقال فرما گئیں تو حضرت طغرائی نے مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ وفات کہا۔

چوں برفت از جہاں عفیفۂ عصر — شُد بجز گاہ خُلد مقصورہ

از سرِ حُزن گفت طغرائی — تاریخِ فوت ''مغفورہ''

۸ — ۱۳۳۱+۸= — ۱۳۳۹ھ

فیروز طغرائی میدانِ غزل کے بھی شہسوار تھے اور اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ رئیس المتغزلین مولانا حسرت موہانی (ف ۱۹۵۱) ایسے نقادِ سخن کو آپ کے تمام مجموعۂ کلام میں دو تین سے زیادہ غلطیاں نظر نہیں آئیں۔ دراں حالیکہ یہ کلام آپ کی ابتدائی مشق کا نتیجہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اتنی بے عیب، پاکیزہ اور متین شعریت دہلی میں کم شعراء کو نصیب ہوئی۔ ثبوت کے طور پر یہ غزل ملاحظہ ہو:۔

جلایا جس چمک نے طور کو آتش فشاں ہو کر — وہی ہے آشکارا جلوۂ حسنِ بتاں ہو کر

نہ برآئی تمنائے شہادت وائے ناکامی — تھا قاتل لپک کر، رک گیا خنجر رواں ہو کر

جمالِ یار کو دیکھا مگر چشمِ تصور سے، — نظر آیا وہ، لیکن سات پردوں میں نہاں ہو کر

تمنا ہے کہ سر اُٹھے نہ اس درگاہ سے اپنا — رہے لوحِ جبیں اک جزوِ سنگِ آستاں ہو کر

ہوئی دنیا میں حسن و عشق کو حاصل سبک روحی — وہ نازک، اور ہلکے ہو گئے ہم ناتواں ہو کر

بلائیں ہجر کی شکلیں بدل کر وصل میں آئیں — صدائے مرغ بن کر کوئی آوازِ اذاں ہر کر

رہے بس یاد اُن کی، دھیان اُنکا، تذکرہ اُنکا — بدن میں جان، آنکھوں میں نظر منہ میں زباں ہو کر

یہ شب یہ بوریائے کہنہ، یہ وحشت، یہ تنہائی — ڈراتا ہے مجھے تنکا بھی شیرِ نیستاں ہو کر

دکھایا جزو میں فیروز کُل چشمِ بصیرت نے
ہر اک قطرہ نظر آتا ہے بحرِ بیکراں ہو کر

۱۹۱۳ء میں آپ کی ایک بیاض جس میں تین سو سے زائد اردو، فارسی غزلیں تھیں کسی دُزدِ سخن کے ہتھے چڑھ گئی اور اس کا آج تک پتہ نہ چل سکا۔ دیگر تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے:۔

(۱) شرح قصائد قاآنی (مطبوعہ)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktaba...org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(۲) لسان الغیب (مطبوعہ)

(۳) شرح دیوان غالب، اردو (نامکمل)

(۴) شرح غزلیات غالب، فارسی (نامکمل)

(۵) کلیات طغرائی (اردو، فارسی مجموعۂ کلام جو زمانہ کی دست برد سے بچ سکا، ۱۹۳۳ء میں لاہور سے آپ کے تلمیذ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم (ف ۱۹۷۸ء) نے شائع کیا۔ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ مرنے سے چند روز پہلے دیوان غالب کے جس آخری شعر کی شرح فرما رہے تھے، وہ یہ تھا۔

ہاں اے فلک پیر جواں تھا ابھی عارف کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور

آپ کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے۔ چند ایک نامور تلامذہ کے نام حسب ذیل ہیں۔ حکیم محمد حسین عرشی امرتسری (ف ۱۹۸۵ء)، پروفیسر صوفی غلام مصطفیٰ تبسم (ف ۱۹۷۸ء)، مولانا غلام محمد ترنم (ف ۱۹۵۹ء)، پروفیسر ڈاکٹر شیخ عنائت اللہ ایم اے، پی ایچ ڈی (ف ۱۹۷۷ء)۔ منشی مولا بخش کشتہ امرتسری (ف ۱۹۵۵ء)، پیر غلام قادر شوکت امرتسری، پیرزادہ عبدالعزیز مخدومی امرتسری وغیرہ وغیرہ۔

آپ کی رحلت ۲۰۔ رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ/ ۸۔ فروری ۱۹۳۱ء بروز اتوار صبح ہوئی اور امرتسر میں ہی آخری آرامگاہ بنی۔ افسوس کہ قیام پاکستان کے بعد ہندوؤں نے قبرستان مسمار کر کے ہموار کر دیا۔ ؎ مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

علامہ عرشی امرتسری نے یہ قطعۂ تاریخ وفات کہا ؎

تربت فیروز طغرائی کہ باد جلوہ افگن اندرو نُو رِ خدا

جُستمش سالِ وفات از عارفی بی تامل گفت ''مغفورِ خدا''

۱۹۳۱ء

ماخذ

(۱) ''کلیات طغرائی'' مرتبہ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، لاہور ۱۹۳۳ء ص ۱ تا ۱۶۱۔ (۲) ''تذکرۂ اسلاف'' از محمد بہاء الحق قاسمی لاہور، ۱۹۶۴ء (۳) ''تذکرہ علماء اہلسنت'' از علامہ محمود احمد قادری، کانپور، ۱۳۹۱ھ۔ (۴) ''علامہ اقبال سے آخری ملاقاتیں''، لاہور ۱۹۸۹ء، (۵) ''ارمغان نعت'' از شفیق

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بریلوی، کراچی ۱۹۷۵ء (۶) ''سات ستارے'' از حکیم محمد حسین بدر، لاہور ۱۹۷۹ء (۷) ''نقوش ہائے رنگ رنگ'' از حکیم محمد حسین عرشی امرتسری، راولپنڈی ۱۹۷۵ء (۸) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور دسمبر ۱۹۲۰ء (۹) ماہنامہ ''نقوش'' لاہور، ''لاہور نمبر'' فروری ۱۹۶۲ء (۱۰) ماہنامہ ''البلاغ'' امرتسر، مارچ ۱۹۳۱ء (۱۱) ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرتسر ۵۔ اپریل ۱۹۳۱ء (۱۲) روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۴، دسمبر ۱۹۹۰ء جمعہ میگزین

مشتاق سنیاسیؒ

عبداللطیف مشتاق سنیاسی کی ولادت ۱۸۸۹ء میں بٹالہ (مشرقی پنجاب، بھارت) میں ہوئی۔ والد کا نام عبدالعزیز تھا جو پکے وہابی تھے اور پیری مریدی کے قائل نہیں تھے۔ البتہ ان کے دادا میر محمد صوفی منش انسان تھے۔ پیشہ تدریس تھا لیکن روحانی علاج میں خوب درک رکھتے تھے۔

مشتاق سنیاسی نے میٹرک کرنے کے بعد کسی سرکاری ادارے سے انجینئرنگ اور نقشہ نویسی کی کچھ تربیت حاصل کی۔ پھر طب کی طرف میلانِ طبع ہوا۔ بعض نادر جڑی بوٹیاں حاصل کر کے جنسی امراض کے علاج کی دوائیاں بنائیں جو مؤثر ثابت ہوئیں اور سنیاسی شفاخانہ کے نام سے کاروبار خوب چمکا۔ سنیاسی شفاخانہ کے اشتہارات صرف ہندوستان کے اخبارات ہی میں نہیں بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی چھپتے رہے۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور کے ہر شمارے میں آپ کے شفاخانہ کا اشتہار چھپتا تھا۔

کئی سال بٹالے میں پریکٹس کرنے کے بعد ۱۹۲۹ء میں لاہور منتقل ہو گئے۔ چوک مسجد والگراں میں سکونت اختیار کی اور وہیں مطب فرماتے۔ ۱۹۳۲ء میں اطباء کی ایک انجمن نے انہیں ''حکیم الملک'' کا خطاب دیا۔ اسی سال انارکلی لاہور منتقل ہو گئے اور ۱۹۳۵ء تک وہیں مطب فرماتے رہے۔

آپ کو شروع ہی سے تصوف سے گہرا لگاؤ تھا۔ عنوانِ شباب میں حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کے دستِ حق پر بیعت کی اور پھر عقیدت و محبت کا یہ سلسلہ یہاں تک بڑھا کہ فنا فی الشیخ ہو گئے اور حسنِ ارادت میں اس کمال کو پہنچے کہ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز انہیں خلافت دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ ۱۹۳۲ء میں اپنے پیرومرشد کی معیت میں حج بیت اللہ اور زیارتِ مدینہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شریف سے مشرف ہوئے۔

مشتاق سنیاسی کو شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ حضرت رسا رامپوری (۱۸۳۵ء۔۱۹۲۰ء) سے شرف تلمذ رکھتے تھے۔ بٹالے میں ایک ادبی حلقہ بنا رکھا تھا جہاں اپنا کلام سناتے اور دوسروں کا سنتے۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور میں اکثر و بیشتر آپ کا کلام شائع ہوتا رہتا تھا۔ ذیل میں نعت شریف کے چند اشعار سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بارگاہِ رسالت سے آپ کو کس قدر وابستگی تھی۔

کب صدقے ہوگی تم پہ میری جان یارسولؐ ۔۔۔ اس دل کے پورے ہوں گے کب ارمان یارسولؐ
محشر میں بھی نہ ہوں میں پریشاں یارسولؐ ۔۔۔ وردِ زباں وہاں بھی ہو ہر آن ''یارسولؐ''
اس شان سے وہ آئیں گے میدان محشر میں ۔۔۔ منکر بھی کہہ اٹھیں گے یہ قربان یارسولؐ
سو جان ہو تو تم پر کروں دل سے میں نثار ۔۔۔ کیوں کر کہوں کہ تم ہو میری جان یارسولؐ

بہرِ خدا غریب کی امداد کیجئے
مشتاق آجکل ہے پریشان یارسول ﷺ

اپنے پیر و مرشد حضرت امیرِ ملتؒ کی شان میں پنجابی میں یوں قصیدہ کہتے ہیں۔

نزدیک تیرے دہندے ایہہ دُوریاں نہ ہُندیاں ۔۔۔ مرجاندے قدماں دیوچہ مجبوریاں نہ ہُندیاں
جے اک نگاہ کرم دی ساڈے تے تیری ہُندی ۔۔۔ سب دل دیاں مراداں کیویں پوریاں نہ ہُندیاں
رکھدے تیرا تصور اکھیاں دے بالمقابل ۔۔۔ کالک جے دل دی ہندی مجبوریاں نہ ہُندیاں
کوئی دعا نہ ہرگز ساڈی قبول ہُندی! ۔۔۔ جد توڑی پیر دیاں منظوریاں نہ ہُندیاں
رہندے ہمیش در تے تیرے بقول راقب ۔۔۔ اوہ سگ نے ٹکڑے ہندے ایہہ چوریاں نہ ہُندیاں
مشتاق تیرے در تے جیوندا تے بھاویں مردا ۔۔۔ فرقت نہ تیری ہُندی رنجوریاں نہ ہُندیاں

مشتاق سنیاسی کی وفات حسرت آیات ۱۲۔اپریل ۱۹۳۵ء/ ۸ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ بروز جمعہ ہوئی اور قبرستان میانی صاحب لاہور میں سپردِ خاک ہوئے۔

ماخذ

(۱) ''وے صورتیں الٰہی'' از ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، لاہور ۱۹۷۶ء۔ (۲) ''فدایان امیرِ ملت'' از محمد صادق قصوری، ۱۹۸۱ء، (۳) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور مارچ ۱۹۱۲ء۔فروری ۱۹۲۱ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

منشی امام الدین راقبؔ قصوریؒ

منشی امام الدین راقبؔ قصوری کی ولادت باسعادت اپریل ۱۸۸۳ء میں بلھے شاہؒ کی نگری قصور میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم مبارک شیخ عمر بخش تھا۔ ان کی ابتدائی زندگی اور تعلیم و تربیت پر پردۂ اخفا پڑا ہوا ہے البتہ یہ مسلم ہے کہ انہیں بچپن ہی سے شاعری کا شوق دامنگیر تھا، چنانچہ اردو شاعری اور زبان سیکھنے کیلئے دہلی اور آگرہ گئے۔

۱۸۹۴ء میں جبکہ ان کی عمر صرف بارہ سال کی تھی، اردو شاعری کا آغاز کیا، پہلے نسیمؔ بھرت پوری (ف ۱۹۰۹ء) کی شاگردی اختیار کی، بعدازاں فصیح الملک استاد داغؔ دہلوی (۱۸۳۱ء۔ ۱۹۰۵ء) سے اصلاح لیتے رہے۔ جب تک قصور میں رہائش پذیر رہے حضرت بابا بلھے شاہؒ (۱۶۹۲ء۔۱۷۵۸ء) کے مزار پرانوار پر اکثر و بیشتر حاضر رہتے اور دنیا و مافیہا سے خود کو فراموش کر کے ذکرِ خدا میں مصروف و مشغول رہتے۔

۱۹۰۵ء میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ (۱۵۶۴ء۔۱۶۲۴ء) کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے تو مراقبے کی حالت میں پنجابی زبان میں کوئی نعت کہنے کا اشارہ ہوا۔ چنانچہ ایک پنجابی نعت لکھی۔

یا محمدؐ یا محمدؐ آ کدی کر پھیریاں ۔ تیری بندی چنگی مندی در تیرے دی چیریاں

جو بڑی پسند کی گئی۔ اس پر انہوں نے اردو شاعری کی نسبت پنجابی شاعری پر زیادہ توجہ دینا شروع کر دی اور نئی نئی بحروں، راگوں اور سروں میں نعتیں لکھنے کی طرح ڈالی۔ پنجابی کی کئی بحریں از خود ایجاد کیں۔ جب قوالوں نے ان کی نعتیں سُر تال سے بولنا شروع کیں تو سننے والوں پر وجد طاری ہو جاتا۔ پھر کیا تھا، بچے بچے کی زبان پر اُن کی نعتیں جاری ہوگئیں اور عوام و خواص کی محفلوں میں بڑی بڑی فرمائیشوں کیساتھ ان کا کلام پڑھا جانے لگا۔

پنجابی شاعری میں راقبؔ قصوری نے کسی سے اصلاح نہیں لی اور نہ ہی اس کی ضرورت پڑی۔ آپ کے کلام میں پختگی، کمالیت، روانی، سوز، اثر اور خیال آفرینی بڑے بڑے کہنہ مشق استادوں سے زیادہ ہے۔ اردو نعتیہ شاعری میں جو درجہ محسنؔ کاکورویؒ (ف ۱۹۰۵ء) مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(ف ۱۹۲۱ء) اور بیدم شاہ وارثیؒ (ف ۱۹۴۳ء) کو حاصل ہے، پنجابی نعتیہ شاعری میں وہ راقبؔ قصوری کو حاصل ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ انہوں نے کوئی نعت لکھی تو کئی شاعروں نے جو نئی طرز کے خواہاں تھے، اُن کی نعت کی طرز پر اشعار کہے۔

راقبؔ کی پہلی پنجابی نعت غزل کی صورت میں ہے، اس میں ہر پہلے مصرعے میں تین تین اور دوسرے مصرعے میں دو دو ہم قافیہ لفظ نگینوں کی طرح سجا کر جس مرصع سازی کا ثبوت دیا گیا ہے اس کی کوئی مثال سید فضل شاہ نواں کوٹی لاہوریؒ (۱۸۲۷ء۔۱۸۹۰ء) کے سوا کہیں نہیں ملتی۔ راقبؔ قصوری کا یہ کمال منفرد ہے کہ ہم قافیہ الفاظ دردمندی کی لے میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں اور کہیں بھی شعری لطافت میں کمی واقع نہیں ہوتی۔

تج میں جُھمدی پُتلی گُھمدی کُجھ نہ گُمدی کاج دی	لایاں لیکاں، سب شریکاں رت اُڈیکاں تیریاں
نت میں روگی، روگاں جوگی، عمر بھوگی رونڈری	موئی تنگیاں، سکدی انکھیاں، تن کہیاں نے دیریاں
تیری گولی، کد میں بولی، جان گھولی صدقڑے	جانہ چھڈ کے، جھولی اڈ کے، ترلے کردی تیریاں

اس وقت پنجابی ادب میں نعتیہ غزل بالکل نئی چیز تھی، بدیں وجہ بہت مقبول ہوئی اور اس کی وجہ سے راقبؔ کی عظمت وسطوت کا لوہا ہر سُو مانا گیا۔ اُس دور کے ممتاز ادیب اور شاعر علامہ تاج الدین احمد تاجؔ عرفانی (۱۸۸۴ء۔۱۹۵۹ء) نے ہیر وارث شاہؒ کے دیباچے میں پنجابی کے چوٹی کے شاعروں کے تذکرہ کے سلسلہ میں حضرت راقبؔ کا اِن الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:۔

"خدا سلامت رکھے، میاں امام الدین صاحب راقبؔ قصوری کو
پنجابی زبان میں جو نعتیں لکھی ہیں وہ غزلیات کے وزن پر ہیں۔
ماشاءاللہ خوب پنجابی لکھتے ہیں"۔

راقبؔ قصوری کی نعتیہ غزلوں کا لہجہ خالص پنجابی ہے اور انہوں نے غزلوں کے مضمون بھی پنجابی روایتوں اور ارد گرد سے لئے ہیں۔ انہوں نے اس اجنبی صنف کو جس طرح اپنے رنگ میں رنگا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

شکھ وسّے پیا تیرا دیس پیا،	تیرا، طٰہٰ منزل دا بھیس پیا
اڑ یولٹ لیا مینوں ایس پیا	نی میں کملی ہوئی نی میں ماری گئی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تیری گولی ہاں میں، تیتھوں گھولی ہاں میں
کوئی بول نہ مندڑی بولی ہاں میں

اُگے اُڈ گھلی تیرے جھولی ہاں میں
میں تاں ذر ذر پیا درکاری گئی

اڑیو زل کھیڈو سہیلیو نی
شاہا جگ جگ دیو جگاں تک جیو نی

مینوں مان نرڑی نوں لے تھیونی
جیہڑی راہیں پیا دی سواری گئی

اردو نعت میں بھی راقبؔ کا پلہ بہت بھاری ہے۔ اگست ۱۹۱۱ء میں ان کا اردو نعتیہ کلام ''تحفۂ راقبؔ حصہ اوّل الموسوم خلعت نُوری'' طبع ہوا۔ اس وقت آپ فیروز پور شہر میں رہائش پذیر ہو چکے تھے۔ ''تحفۂ راقبؔ حصہ دوم'' کی طباعت کا علم نہیں ہو سکا۔ ایک اردو نعت ملاحظہ ہو۔

میرے سنگِ لحد پر یہ مصرعہ لکھا دینا
غمِ احمدؐ میں سویا ہوں فرشتو نہ جگا دینا

تیرے در پر میں آیا ہوں فلک کا دل ستایا ہوں
میرے بگڑے مقدر کو میرے مولا بنا دینا

مریضِ دردِ ہجراں ہوں بہت آزار پایا ہے
مجھے اب وصل کی یا احمدؐ مرسل دوا دینا

سواری آرہی ہے اس میرے نازک بدن کی آج
چمن میں بُلبلو غنچوں کی آنکھوں کو بچھا دینا

نظر آتا نہیں کچھ بھی مجھے اندھیر ہے دنیا
ذرا سی یا محمدؐ اپنی خاکِ کفش پا دینا

شفاعت کی گھڑی نام خدا اے شافعِ محشر
غلاموں میں مجھے بھی اک غلام اپنا جتا دینا

فقط اک جان ہے قربان کر دونگا میں روضہ پر
بھلا شاہوں کی خدمت میں غریبوں نے ہے کیا دینا

کوئی پوچھے جو آکر حال مجھ شیدائے احمدؐ کا
کلیجہ چیر کر پہلو سے دل میرا دکھا دینا

تمہاری یاد ہے ہر دم تمہارا ہی ثنا خواں ہوں
بروزِ حشر راقبؔ کو نہ یا احمدؐ بھلا دینا

حضرت مولانا غلام رسول گوہرؔ قصوری (ف ۱۹۸۵ء) راوی ہیں کہ میں نے اوائل عمری میں راقبؔ قصوری کو علی پور سیداں کے سالانہ اجلاس مبارک کے موقعہ پر دیکھا ہے جہاں وہ عشق و محبت کے ساتھ نعتیں پڑھا کرتے تھے اور اپنی کتابیں بھی فروخت کیا کرتے تھے۔ راقبؔ کا قد میانہ، رنگ سانولا، جسم دبلا پتلا، سر پر سفید پگڑی، سفید کرتا، اور سفید دھوتی، چمڑے کا جوتا، چہرہ غمزدہ، دل عشقِ رسول ﷺ سے چُور، آنکھیں نمدیدہ، نگاہیں خمیدہ، لبوں پر ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہمیشہ سرد آہیں بھرتے تھے۔ گویا حضرت رومیؔ کے اِن اشعار کی عملی تصویر تھے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2 ...ail.com www.marfat.com

عاشقاں راشش نشان ست اے پسر! آہ سرد ورنگ زرد وچشم تر
گرترا پُرسند پس دیگر کدام گفتن وخوردن کم وخفتن حرام

راقبؔ صاحب، عشقِ رسول ﷺ میں اس قدر مستغرق تھے کہ جب کوئی حج کرنے کے لئے جاتا تو یہ اس کے پاس پہنچ کر اس کے پاؤں چومتے اور رورو کر کہتے کہ یہ پاؤں مدینہ شریف جائیں گے۔ ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور آہ وزاری کرتے ہوئے بڑی عاجزی اور انکساری کیساتھ اس جانے والے سے کہتے کہ میری حاضری کیلئے بھی سرکار ﷺ میں عرض کرنا۔

راقبؔ کی نعت میں ہجر وفراق کے اتنے رنگ نظر آتے ہیں کہ ان کی وسعتِ نظر کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ ہجر وفراق کے کچھ رنگ تو حکیم الامّت علامہ اقبالؒ (۱۸۷۷ء۔۱۹۳۸ء) سے ملتے ہیں۔ راقبؒ اور اقبالؒ دونوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فناہ تھے اور ان کے طائرانِ خیال ہمیشہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک کے اردگرد پرواز کرتے رہے مگر دونوں کو ظاہری حاضری نصیب نہ ہوئی۔ دونوں کی حالت ''درراہِ عشق فاصلۂ قُرب وبُعد نیست'' (حافظ شیرازیؒ) والی تھی۔ علامہ اقبالؒ نے آخری عمر میں حجاز مقدس کی طرف جو خیالی سفر کیا، اس کا تذکرہ وہ یوں کرتے ہیں۔

بااِیں پیری رہِ یثرب گرفتم نواخواں ازسُرورِ عاشقانہ
چُوں آں مُرغے کہ درصحراسرِ شام کشائد پَر بہ فکرِ آشیانہ

راقبؔ اس کیفیت کا بیان اس طرح کرتے ہیں۔

خبرے ہن میں بڈھڑے ویلے ٹُرپواں ماہی دے دیس
شام نوں گویاں جویں اٹھ بھجد یاں گھر بار نوں

یہاں یہ بات ملحوظِ خاطر رکھنی چاہیئے کہ پنجابی روایت میں ''گویاں'' کو ''چڑیاں'' کہا جاتا ہے۔

راقبؔ قصوری، سنوسئی ہند امیرِ ملّت حضرۃ پیر سیّد حافظ محمد جماعت علی شاہ صاحب محدّث علی پوریؒ (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) کے دستِ حق پرست بیعت تھے اور اپنے شیخ سے غائت درجہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے بلکہ فنافی الشیخ تھے۔ اپنے شیخ سے عقیدت ومحبت کا اظہار انہوں نے اپنے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کلام میں جا بجا کیا ہے۔ ۱۹۲۲ء میں حضرت امیرِ ملت قدس سرّہٗ العزیز حج بیت اللہ و زیارت روضۂ اقدس کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت راقبؔ نے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر ان کی خدمت میں مدینہ شریف روانہ کئے۔

تینوں ست بسم اللہ تے لکھ مبارک فیر ملیوں ماہی نوں جا کے
پے ٹھنڈ وچ دل دے جد وچھڑے ملدے نین، رجدے درشن پا کے
کھونی کیہہ ماہی نوں تیرا مٹھا ، تینوں رکھدا کول بہا کے
شالا جگ جگ جیویں تے حیاتی تھیوے، آویں راقبؔ دا حال سُنا کے

میرے وَلوں اس سوہنے ماہی نوں آکھیں لکھ لکھ اَدب آدابوں
اِک دُکھیاری درداں ماری عرض کرے پنجابوں
تھوڑے دَم تے بہتے غم تے دکھڑے باجھ حسابوں
مُڑ مُڑ منگیں نے مُول نہ سنگیں اوہدی سچی پاک جنابوں
چُپ کر کے تو بہہ نہ جائیں تے رہ نہ جائیں جوابوں
راقبؔ دا سب حال سنائیں حصّہ لئیں ثوابوں

حضرت امیرِ ملت قدس سرّہٗ العزیز، انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیّداں ضلع سیالکوٹ کے سالانہ اجلاسوں کے موقعہ پر علمائے کرام اور نعت خوانانِ عظام کو مختلف قسم کے انعامات اور تمغے عطا فرما کر ان کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے تاکہ وہ لگن، ذوق وشوق اور دلجمعی سے دینِ حقہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ حضرت راقبؔ قصوری کو بھی کئی بار تمغے ملے۔ ۱۵۔مئی ۱۹۳۲ء بروز اتوار انجمن خدام الصوفیہ ہند کے سالانہ اجلاس منعقدہ علی پور سیّداں شریف میں بعد نمازِ مغرب کے اجلاس میں حضرت راقبؔ نے عشق ومحبت میں ڈوب کر نعت شریف پڑھی جس سے حضرت امیرِ ملت قدس سرّہٗ العزیز وارفتہ ہوگئے اور حاضرین بھی اشکوں کے ہار پرونے لگے۔ نعت شریف کے اختتام پر حضرت قدس سرّہٗ العزیز نے خوش ہو کر آپ کو تمغہ مرحمت فرمایا۔

ایک دفعہ حضرت امیرِ ملتؒ قدس سرّہٗ العزیز بمبئی تشریف لے جارہے تھے راستہ میں مستری نور دین مرحوم (حسین ڈیزل انجن لاہور والوں کے آبا) کی کوٹھی کا سنگِ بنیاد رکھنے کیلئے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar... mail.com www.marfat.com

صرف ایک دن فیروز پور چھاؤنی نزول فرمایا۔ ان دنوں حضرت راقبؔ سخت بیمار تھے، حاضر خدمت ہونے سے لاچار تھے اور حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے رات کی ٹرین پر سوار ہو کر تشریف لیجانا تھا۔ راقبؔ نے فورانی البدیہہ مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر حضرت میاں خوشی محمد زرگر فیروز پوری (ف ۱۹۷۲ء، خلیفۂ امیر ملت مدفون ملتان) کے ہاتھ حضرت امیر ملتؒ کی خدمت میں روانہ کئے۔ حضرت اقدس یہ اشعار پڑھ کر اسی وقت راقبؔ صاحب کے مکان پر تشریف لائے اور دعائے صحت فرمائی۔ وہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

کملا کملوتا اِک گل سُن جا، تینوں قسم خدا دی
گل دی او گل ہے اِک گل وچ سو گل لکا دی
جے گھر آویں سب دکھ جاون حاجت نہیں دوا دی
پیر جماعت علی شاہ پیرا، رکھ لے شرم گدا دی

☆ ☆

میں بھل گئی نوں تو کیوں بھلایا، تو نہ بھلن والا
بھاویں کیا اندھیرا ہووے، سورج کرے اُجالا
بھاویں بھیڑیاں تے کہیاں اڑیا ساڈا اہید سنبھالا
مندیاں دے مندے نہ ویکھن، چنگا جہاندا چالا

☆ ☆

کرم کر اک جھاتی پا میں پھاتی لکھ بلا ہاں
سایہ دار درخت کدہوئے دھپ ہووے جد چاہاں
پاپی جیوڑا جیون نہ دیندا کیکر درشن پاواں
راقبؔ وانگ مچھی تے تڑپاں، کونج وانگوں کرلاواں

☆ ☆

میں سُنیاں پی اساڈے، پایا دیس اساڈے پھیرا
سَت بسم اللہ تے جی آیاں نوں سر اکھیاں تے ڈیرا
پئی بیمار تے کیکر ویکھاں دُکھاں گھتیا گھیرا
چن چڑھیاں کُل جگ روشنائی تے مینوں اندھیرا

☆ ☆

جے آوڑیوں دیس اساڈے تے گھر وی آوڑ سایاں
صدقے تیرے راہاں اتوں، واراں سر دھڑ سایاں
چنگی مندی جو کجھ ہاں میں گی تیرے لڑ سایاں
میں ڈُبی دریا غماں دے تو بانہہ آ پھڑ سایاں

☆ ☆

نام مولا دے اہبل مینوں، کہے وقت کہے ویلے
ایہنہ کریں میں پئی اُڈیکاں توں چڑھ جاویں ریلے
چار قدم گھر آ جا میرے میں ڈھونڈھڑے کن بیلے
کی بھروسہ کوڑے دم دا مڑ زندگی دے میلے

☆ ☆

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت راقبؔ قصوری کے لکھے مجموعہ ہائے کلام جن تک ہماری رسائی ہو گئی، کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) تحفۂ راقب حصہ اول الموسوم طلعت نوری:۔ ہمارے پیشِ نظر "اسلامیہ سٹیم پریس لاہور" سے طبع ہونے والا نسخہ ہے جو اگست ۱۹۱۱ء میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ $\frac{22\times18}{8}$ کے ۲۹ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں حروف تہجی کے لحاظ سے "غ" تک کا اردو کلام ہے۔

(۲) رسولؐ اللہ دی مہجوری:۔ ہمارے پیشِ نظر پہلا اڈیشن ہے جو $\frac{22\times18}{8}$ کے آٹھ صفحات پر مشتمل ہے اور "پبلک سٹیم پریس فیروزپور شہر" سے طبع ہوا ہے۔

(۳) روضے مبارک دی چوری:۔ $\frac{22\times18}{8}$ کے آٹھ صفحات پر مشتمل یہ کتاب بھی "پبلک سٹیم پریس فیروزپور شہر" سے طبع ہوئی۔

(۴) مولا دی منظوری:۔ یہ کتاب بھی $\frac{22\times18}{8}$ کے آٹھ صفحات پر مشتمل ہے "اسلامیہ سٹیم پریس لاہور" سے طبع ہوئی تھی۔ اسی سائز پر دوسرا ایڈیشن "پبلک سٹیم پریس فیروزپور شہر" سے طبع ہوا۔ دونوں ایڈیشن ہمارے پیشِ نظر ہیں۔

(۵) مدینے پاک دی کستوری:۔ آٹھ صفحات پر مشتمل یہ کتاب "پبلک سٹیم پریس فیروزپور شہر" سے طبع ہوئی۔ اس کا سائز بھی $\frac{22\times18}{8}$ ہے۔

(۶) نبی کریمؐ دی دوری:۔ یہ کتاب بھی آٹھ صفحات اور $\frac{22\times18}{8}$ سائز پر مشتمل ہے۔ اور "پبلک سٹیم پریس فیروزپور شہر" سے طبع ہوئی ہے۔

(۷) حضرت دی حضوری:۔ یہ کتاب تلاش بسیار کے باوجود تا حال نہیں مل سکی، گمان غالب ہے کہ یہ بھی آٹھ صفحات پر مشتمل ہوگی۔

راقم آثم صادق قصوری نے حضرت راقبؔ قصوری کا تمام اردو اور پنجابی کلام اکٹھا کر کے "کلیاتِ راقبؔ قصوری" کے نام سے ۱۹۹۶ء میں چھپوا دیا ہے۔

راقبؔ قصوری کی وفات حسرت آیات ۲۹۔ ربیع اول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۔ جون ۱۹۳۶ء بروز جمعۃ المبارک فیروزپور شہر (حال انڈیا) میں ہوئی اور وہیں آخری آرامگاہ بنی۔

راقم الحروف صادق قصوری نے مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ وفات کہا ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرتِ شاہ جماعت کے مرید ۔۔۔ تھے امام الدین منشی بے گماں
نعت گو شاعر تھے وہ پنجاب کے ۔۔۔ جانتے تھے قدرِ پنجابی زباں
عشقِ سرکارِ دوعالمؐ کے طفیل ۔۔۔ پائیں گے وہ خلد میں اعلیٰ مکاں

کہہ دے صادق اُن کی تاریخِ وفات
''حضرتِ راقبؔ ہیں نامی جہاں''
۔۔۔۔ ۱۹۳۶ء ۔۔۔۔ (محمد صادق قصوری)

ماخذ

(۱) ''پنجابی شاعراں دا تذکرہ'' از مولا بخش کشتہ امرتسری ،لاہور ۱۹۶۰ء۔(۲) ''راقبؔ قصوری دیاں نعتاں'' مرتبہ ڈاکٹر شہباز ملک مطبوعہ بُرج کلاں قصور، ۱۹۸۲ء۔(۳) ''مکمل باتصویر سب تھیں وڈی ہیر وارث شاہ'' مطبوعہ شیخ برکت علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ۱۹۳۴ء۔(۴) ''مجموعہ نعتیاتِ راقبؔ'' مرتبہ مولانا غلام رسول گوہرؔ قصور، ۱۹۶۱ء۔(۵) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ مئی ۱۹۳۲ء۔(۶) ہفت روزہ ''الہام'' بہاولپور بابت ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء۔(۷) ''انوارِ شاہِ جماعت'' (قلمی) از مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتی حیدر آباد دکن، جلد دوم مملوکہ محمد صادق قصوری، (۸) جامع اردو انسائیکلو پیڈیا جلد اوّل مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور ۱۹۸۷ء ص ۶۵۰۔

سیّد محمد غوث سُکّھو چکیؒ

حضرت الحاج حکیم سیّد محمد غوث ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء میں موضع آوانکہ متصل دینا نگر ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب، بھارت) پیدا ہوئے۔ تاریخی نام ''منظور محمد'' (۱۲۸۸ھ) ہے اور عرفی نام محمد غوث۔ سلسلۂ نسب ۳۸ واسطوں سے سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت سیّد حکیم برکت علی شاہ سہروردیؒ (ف ۱۳۰۰ھ) بڑے متقی، پرہیزگار اور طبیب اکمل تھے۔ آپ نے قرآن مجید مع ترجمہ اور عربی و فارسی کی دیگر کتابیں والد گرامی سے پڑھیں۔ والد گرامی کی رحلت کے بعد مولانا مولوی الف الدین دینانگری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں جا کر مختلف اساتذہ سے تکمیل علم کی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.[illegible].com

بعد ازاں کتب طب، مولانا حکیم شمس الدین لدھیانوی اور مولانا حکیم محمد امام الدین (مرحومین) سے پڑھیں۔

۱۳۲۷ھ بمطابق ۱۹۰۹ء میں سکھو چک تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور (حال ضلع نارووال) تشریف لائے تو مسلمانانِ سکھو چک نے اپنے ہاں سکونت اختیار کرنے کیلئے مجبور کیا۔ چنانچہ آپ اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت حاصل کر کے سکھو چک جلوہ افروز ہو گئے اور تادم زیست محض لوجہ اللہ خدمتِ دین کی۔ طبابت میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کا وجود دینی و دنیوی حاجات کیلئے مرجع خاص و عام تھا۔ ہندو مسلمان سب آپ کے گرویدہ تھے اور دیدہ و دل فرشِ راہ کرتے تھے۔

ضلع گورداسپور میں آپ کے پایہ کا کوئی عالم نہیں تھا۔ فرقہ وہابیہ اور شیعہ آپ کا نام سن کر لرزہ براندام ہو جاتے تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے مناظر تھے۔ تبحر علمی کا یہ حال تھا کہ علمائے لاہور مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی (ف ۱۹۲۰ء) مولانا غلام قادر بھیروی (ف ۱۹۰۹ء) مولانا ابوالحسن غلام مصطفیٰ قاسمی امرتسری (ف ۱۹۳۳ء)، مولانا غلام احمد اخگر امرتسری ایڈیٹر "الفقہ" امرتسر (ف ۱۹۲۷ء) مولانا پیر محبوب احمد المعروف پیر خیر شاہ امرتسری (ف ۱۹۲۰ء)، مولانا پیر سلام الدین خطیب جامع مسجد میاں جان محمد امرتسری (ف ۱۹۴۸ء) اور مولانا نور احمد امرتسری (ف ۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء) رحمہم اللہ علیہم جیسے مقتدر حضرات نے آپ کو "شمس العلماء" کے خطاب سے نوازا تھا۔

سنوسی ہند امیرِ ملت پیر سیّد حافظ محمد جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرّہٗ العزیز نے آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا تھا اور کئی دفعہ آپکی تقریر دلپذیر سے متاثر ہو کر دستار مبارک اور نقرئی تمغے عنائت فرمائے۔ علاوہ ازیں حضرت پیر سیّد نجم الدین دوکوہی، حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف اور حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی اجازت و خلافت تھی۔

عالم، فاضل اور طبیب ہونے کے ساتھ ساتھ آپ اعلیٰ درجے کے ادیب بھی تھے۔ آپ کے مضامین اکثر ہفت روزہ "الفقہ" امرتسر اور ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ شعر و شاعری سے بھی خصوصی دلچسپی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے شاعری کا وہ پاکیزہ ذوق عطا فرمایا تھا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ تمام عمر نعتِ رسول ﷺ، مناقبِ اہلِ بیتِ اطہار و صحابہ کبار و اولیاء کرام

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کے سوا کوئی نظم نہیں لکھی۔ اکثر اوقات نمازِ تہجد کے بعد غلبۂ محبتِ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار ہوکر پرنم آنکھوں سے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عرض کرتے ۔

جمالک فی عینی وذکرک فی فمی وحبک فی قلبی فاین لغیب

آپ کا دیوان "مراد العاشقین" کے نام سے آپ کے صاحبزادے سیّد محمد حسین ظفر (ف ۱۹۷۸ء) نے چھپوایا تھا، جو اس وقت پیشِ نظر ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی نثری کتابیں آفتابِ محمدی دررد غیر مقلدان، مثنوی مدینۃ السالکین اور المجرع علی البخاری (تصوف) یادگار ہیں۔ "مراد العاشقین"، فارسی، اردو اور پنجابی کلام کا شاہکار ہے۔ ایک اردو نعت ملاحظہ ہو:۔

سب انبیاء میں رتبہ ہے بے مثال تیرا	حیران ہے دیکھ یوسفؑ حُسن و جمال تیرا
دیوانہ ہو کے تیرے قدموں کی خاک چومے	دیکھے اگر سکندر جاہ و جلال تیرا
مشہور ہے جہاں میں آتا نہیں بیاں میں	فضل وکمال تیرا، جودو نوال تیرا
عالم میں ہونہ تیری کیوں بے نظیر ہستی	ہے آبِ زندگانی شیریں مقال تیرا
ہے آرزو الٰہی ہومرتے دم میں میرے	صلِّ علیٰ زباں پر دل میں خیال تیرا
کیوں دیر کررہا ہے شوقِ رسولِ عربیؐ	طیبہ میں مجھ کو لے چل دیکھوں کمال تیرا
پنجاب سے ہو رخصت اے دل سوئے مدینہ	اس دیس میں نبیؐ سے ملنا محال تیرا
ہجرِ رسولؐ میں ہے تیری جو آہ و زاری	پوچھیں گے خود محمدؐ اے غوثؔ حال تیرا

حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ العزیز کی شان میں ایک پنجابی منقبت نقل کی جارہی ہے جو پنجابی زبان وادب میں اپنی مثال آپ ہے۔

میں صدقے جاں اُس مُرشد دے جس سبق پڑھایا الا اللہ
کر دُور سیاہی اندر دی وچ چانن لایا الا اللہ
جس دُور کیتا وسواساں نوں جھب رُتاں پیا خنّاساں نوں
بڑ لایا دل دی آساں نوں جی وچ بسایا الا اللہ
اوہ مرشد صورت نوری اے جہدے ڈِٹھیاں قرب حضوری اے
اوہدی رب اگے منظوری اے وہ مزا چکھایا الا اللہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.[redacted]t.com

اوہدی حافظ ذات الٰہی اے اوہدا نام جماعت شاہی اے
وچ باطن بے پرواہی اے ، سینے نور سمایا الا اللہ

اوہ عارف پاک ربانی اے ، اوہ ولیاں وچ لاثانی اے
اوہدی چن جیہی پیشانی اے وچ نقش لکھایا الا اللہ

اوہ پیر علی پور والا ہے اوہدا شان مبارک اعلیٰ ہے
اوہدا مُلکاں وچ اجالا ہے سَر چھتر سہایا الا اللہ

اس جگ وچ نور کھنڈایا اے بے سمجھاں نوں ولی بنایا اے
بے خبراں دین سکھایا اے بھر جام پلایا الا اللہ

اس بگڑے کم سوارے نے کئی ڈبدے جاندے تارے نے
بن گئے خدا دے پیارے نے جد ذکر کمایا الا اللہ

ہاں سائل کئی مہینے دے بھر نُور دئیں وچ سینے دے
جیویں تینوں وچ مدینے دے پرنُور بنایا الا اللہ

محمد غوثؔ تے کریں نگاہ شاہا ہو خودی غرور فنا شاہا
تیں اوپر فضلِ الٰہ شاہا خوش رنگ چڑھایا الا اللہ

آپ کی وفات ۹۔شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ/ ۲۶۔اکتوبر ۱۹۳۶ء بروز پیر بعد نماز عصر سکھو چک (حال ضلع نارووال) میں ہوئی ۔ مزار مقدس مرجع خاص وعام ہے ۔ آپ کے صاحبزادے سیّد محمد حسینؔ ظفر (ف ۱۹۷۸ء فیصل آباد) نے یہ تاریخ وفات کہی۔

چشمِ دنیا چراست گریہ کناں ازغم کیست چاک جیبِ جہاں
شورِ ماتم چرا است درہرجا بیقرار است قلب ہرانساں
گشت ویراں گلشنِ آفاق شُد پریشاں سنبل وریحاں
چشم وامانْد نرگس از حیرت سرواستادہ بادلِ حیراں
والدی سیّد محمد غوث ہادئ خلق ومُرشد دوراں
فخرِ صُلحا وسیّد السادات بحرِ عرفاں و ہادئ دوراں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

قدوۂ عارفاں فی الدرجات	شبلئ وقت بایزید زماں
کرد پرواز بُلبلِ رُوحش	ھُدز دنیا بسوئے باغ جناں
بود ہمچو جنابِ جدِ امجد	مُونس بے کساں وخستہ رواں
از دہاں مے فشاند برگِ گُل	چوں نمودے تلاوتِ قرآں
وعظ گفتے چوں از کلام اللہ	بحرِ توحید مے نمود۔۔ رواں
"بے بدل مداحِ پیغمبر"	ہست تاریخِ آں ولئ زماں

۱۳۵۵ھ

ماخذ

(۱) "سیرتِ امیرِ ملّت از سیّد اختر حسین علی پوری مطبوعہ علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ ۱۹۷۵ء،

(۲) "مراد العاشقین از سیّد محمد غوث سکھوچکی مطبوعہ اردو ڈائجسٹ پرنٹرز لاہور سن ندارد۔

(۳) حضرت امیرِ ملّت اور ان کے خلفاء" از محمد صادق قصوری مطبوعہ سیال کوٹ ۱۹۸۳ء

(۴) "گلزارِ مدینہ" از مولانا محمد عظیم فیروز پوری مطبوعہ ۱۳۳۷ھ لاہور۔

ڈاکٹر سیّد شمشیر علی شمشیر بٹالوی رح

ڈاکٹر سیّد شمشیر علی، بٹالہ (مشرقی پنجاب، بھارت) کے رہنے والے تھے۔ شمشیر تخلص کرتے تھے۔ مختلف مقامات پر ویٹرنری اسسٹنٹ کی آسامی پر فائز رہے۔ حضرت امیر ملّت قدس سرّہٗ العزیز کے مخلص مریدوں میں سے تھے۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور و سیال کوٹ میں آپ کا کلام شائع ہوتا تھا۔ اردو اور پنجابی میں شعر کہتے تھے۔ حافظ پیلی بھیتی (ف ۱۹۲۹ء) سے شرفِ تلمذ تھا۔ معلوم نہیں کہ ان کے کتنے مجموعۂ ہائے کلام طبع ہوئے تھے۔ ہمیں صرف ایک اردو مجموعۂ کلام "مجموعۂ قصائد المسمّی بہ نغمۂ الفت یعنی قصائدِ شمشیر حصہ اوّل" مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور مشتمل بر ۲۸ صفحات اور پنجابی کلام کا ایک مجموعہ بعنوان "ذخیرۂ آخرت یعنی محبت کے گیت" ملا ہے جو پیشِ نظر ہے۔ یہ مجموعہ آٹھ صفحات پر مشتمل ہے اور "کریمی پریس لاہور" سے طبع ہوا ہے۔

حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ العزیز کی شان میں ایک اردو منقبت ملاحظہ فرمایئے:۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.maktabah.org

میرے پاس میرا وہ پیارا نہیں — کوئی اور دل کا سہارا نہیں
علی پور کہاں اور بٹالہ کہاں — کروں کیا یہ دوری گوارا نہیں
سوا آپ کے اے کسِ بیکساں — مددگار کوئی ہمارا نہیں
وہ تھا کونسا کام بگڑا ہوا — کہ مرشد نے جس کو سنوارا نہیں
بلا لیجئے اب علی پور میں — یہاں بے زیارت گزارا نہیں
شفایاب ہوتے ہیں لاکھوں مگر — میرے درد کا کوئی چارا نہیں
سبکدوش بارِ الم سے کرو — کہ برداشت کا اب تو یارا نہیں
علی پور مَیں پہنچوں اُڑتا ہوا — مگر آہ اِدھر کا اشارہ نہیں
علی پور ملجائے جی کے عوض — یہ سودا ہے جس میں خسارا نہیں
دلِ مضطرب نے یہ جل کر کہا — کہیں قائم النار پارا نہیں

عجب کیا ہے فریادؔ شمشیر کی
میسر جو اُن کا نظارا نہیں

ایک نہایت ہی زوردار پنجابی منقبت میں پیرومرشد سے عقیدت ومحبت قابل توجہ ہے:۔

سیّد اُساڈا قبلہ، سیّد اُساڈا کعبہ، سیّد دے پاک در تے، سَر نوں جھکاونا اے
لے چل علی پور راہیا، اُساں نے بھی جاونا اے
سیّد حکیم کامل، ڈاہڈا علیم عامل، میری مریض جندڑی، دارو کراونا اے
لے چل علی پور راہیا، اُساں نے بھی جاونا اے
آئے نظر مدینہ، حق دا اصل خزینہ، سیّد دی خاکِ پانوں، سرمہ بناونا اے
لے چل علی پور راہیا، اُساں نے بھی جاونا اے
سیّد اے فانی فاللہ، سیّد اے باقی باللہ، سیّد سے لو لگا، گر اللہ نوں پاونا اے
لے چل علی پور راہیا، اُساں نے بھی جاونا اے
جندڑی خیالِ غیراں، چھڈ دے سوالِ غیراں، جو کچھ کہ پاونا اے اس درتوں پاونا اے
لے چل علی پور راہیا، اُساں نے بھی جاونا اے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

لبھے امیری ایتھوں، دولتِ فقیری ایتھوں تیں در سوا اے سیّد کدھرے نہ جاونا اے

لے چل علی پور راہیا، اُساں نے بھی جاونا اے

کھوٹے ہیں یا کھرے ہیں در پر تیرے پڑے ہیں آخر تیرے ہیں سیّد، تیرے کھاونا اے

لے چل علی پور راہیا، اُساں نے بھی جاونا اے

شمشیرؔ تیرا خادم کثرتِ گناہ توں نادم اُوس روز زیرِ دامن شاہا چھپاونا اے

لے چل علی پور راہیا، اُساں نے بھی جاونا اے

شمشیرؔ صاحب کی وفات حسرت آیات فروری/ مارچ ۱۹۳۷ء/ ۱۳۵۵ھ میں بٹالہ میں ہوئی اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔

ماخذ

(۱) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت ماہ مارچ ۱۹۳۷ء (۲) ''ذخیرۂ آخرت'' از شمشیرؔ بٹالوی مطبوعہ لاہور (۳) ''مناقبت امیرِ ملّت'' از محمد صادق قصوری (منتظرِ طبع) (۴) ''قصائد شمشیر حصہ اوّل'' از شمشیرؔ بٹالوی مطبوعہ لاہور (۵) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور اکتوبر ۱۹۱۶ء۔

زہیرؔ عاقل شاہی میسوریؒ

آفتابِ ریاستِ میسور پیر سیّد شاہ قلندر پیراں قادری نقشبندی المعروف زہیرؔ عاقل شاہی درگاہ شریف چنپٹن ضلع بنگلور، ریاست میسور (انڈیا) کے سجادہ نشین اور سلاطینِ میسور کے مرشد زادہ تھے۔ آبائی سلسلہ قادریہ تھا۔ حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ العزیز سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ جماعتیہ میں خلافت یافتہ تھے۔

حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ العزیز کی زیرِ قیادت زہیرؔ عاقل شاہیؒ نے مذہبی ملّی اور سیاسی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ مرکزی خلافت کمیٹی کے ممبر اور صوبائی خلافت کمیٹی بنگلور کے نائب صدر کی حیثیت سے فعال کردار ادا کیا۔ انسدادِ فتنۂ قادیاں کیلئے تقریری و تحریری میدان میں مؤثر کام کیا۔ نظم و نثر میں کئی کتابیں طبع ہوئیں مگر سب کی سب نایاب اور عنقا ہیں۔

۱۹۳۴ء میں حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ العزیز میسور تشریف لائے تو مخالفین کے ایماء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پر شہر میسور کے کسی فرضی نامہ نگار نے اخبار "مدینہ" بجنور میں یہ گمراہ کن خبر چھپوادی کہ "پیر جماعت علی شاہ نے عصر کی فرض نماز ترک کر کے اپنا سارا وقت وعظ و نصیحت میں گزار دیا اور باوجود آگاہی کے اس طرف توجہ تک نہ دی"۔ حضرت زہیر عاقل شاہیؒ "نے اظہارِ حق" کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جس میں اس کذب و افتراء کی پرزور تردید کی گئی۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز جب بھی میسور کے علاقہ میں تشریف لاتے تو آپ ان کے قدموں کے ساتھ ساتھ رہتے اور جلسوں سے خطاب کرتے۔

شعر و شاعری سے خاصی دلچسپی تھی۔ افسوس کہ آپ کی کوئی کتاب دستیاب نہیں ہوسکی۔
۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء میں غازی علم الدین شہیدؒ کی شہادت پر آپ نے جو بے مثال قطعۂ تاریخ کہا وہ نقل کیا جاتا ہے۔

ہزار آفریں لاکھوں ستائش تجھ پر
تو عشقِ سرورِ عالم میں لے گیا بازی

کیا جو اہلِ بدر نے وہ کام تُو نے کیا
نہ کیوں ہو خلد بریں میں تیری سرفرازی

سر اپنا اونچا کیا تیری سرفروشی نے
دلوں میں شمعِ شہادت ہے تیری جانبازی

ہیں تر زباں تیری مدحت میں مُسلمِ دہر
ہوں چینی رومی و ہندی کہ مصری و تاتاری

یہ اِک مثال ہے تیری حیاتِ ابدی پر
تھی تیری نعش نکل کر بھی قبر سے تازی

سنِ شہیدِ محبت یہ یادگار ہے
ہے ہجری عیسوی سالِ شہادتِ غازی

سرِ ادب سے سنایا ہے قدسیوں نے زہیر
"زہے تقاضۂ قسمت"۔ "شہید ہو غازی"

۱۳۴۸ھ ۱۹۲۹ء =۱۹۲۸+۱

حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ سے آپ کو جو عقیدت و محبت تھی وہ ذیل کی منقبت سے ظاہر ہے۔

تذکرہ خلق میں اب شام و سحر کس کا ہے
آج ہر دیدۂ مشتاق میں گھر کس کا ہے

آج ہر قلبِ مصفا میں گُور کس کا ہے
آج پھر شان و تجمل سے سفر کس کا ہے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کون بیٹھا ہے یہاں شاہِ جماعت بنکر
بزمِ اسلام میں اللہ کی رحمت بنکر

ہند میں کس کو علی ابنِ علیؓ کہتے ہیں — سندھ و پنجاب و دکن حق کا ولی کہتے ہیں
کس کو گلزارِ نبوت کی کلی کہتے ہیں — کس کے کوچہ کو ہدایت کی گلی کہتے ہیں

دھوم سے خلق میں اللہ کا پیارا ہے پھر
حق کے محبوب کی آنکھوں کا ستارا ہے پھر

تجھ سے کیوں زندہ نہ ہو دینِ رسولِ عربیؐ — تو ہے ہمنامِ علیؓ ابن علیؓ سبطِ نبیؐ
وصفِ عثمانؓ بھی تیرے میں ہے اور خوئے علیؓ — کیوں نہ خورسند رہیں تیرے سے عثمان و علیؓ

کفر و الحاد کے آثار مٹائے تُو نے
دین و عرفان کے اسرار دکھائے تُو نے

مسجدیں تیری ہدایت سے ہوئیں پھر معمور — پھر برسنے لگا ہر منبر و محراب سے نُور
مئے عرفان سے رہا ہر دلِ مُسلم میں سرور — بادۂ عشق و محبت سے ہیں سارے مخمور

بادۂ مہر جب آنکھوں سے چھلک جاتا ہے
گردشِ ساغرِ عرفاں کا مزہ آتا ہے

تجھ سے پھر مسجد و محراب نے پائی رونق — پھر پڑھے جانے لگے حکمت و عرفان کے سبق
خنجرِ عشق سے پھر ہونے لگے سینے شق — چشمِ باطن میں سمانے لگا حسنِ مطلق

غش پہ غش کھاتے ہیں یاروں نے ترے کیا دیکھا؟
تیری صورت میں کہیں یار کا جلوہ دیکھا

ہند سے سوئے دکن قدسی بشر آیا ہے — حیدر آباد میں حیدرؓ کا پسر آیا ہے
خلق کہتی ہے ہدایت کو خضر آیا ہے — نخلِ اُمید میں بَن بَن کے ثمر آیا ہے

پھول یک پل میں تمناؤں کے کِھل جاتے ہیں
بندے بھٹکے ہوئے اللہ سے مل جاتے ہیں

جب ہدائت کیلئے گھر سے سفر کرتے ہیں — دلِ اغیار میں کس لطف سے گھر کرتے ہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

جب سیہ کاروں پہ رحمت سے نظر کرتے ہیں — ہتھیلیاں قدموں پہ ایثار گہر کرتے ہیں

جب نگاہوں سے ہدایت کی جھلک ہوتی ہے

ہر مس قلب میں کندن کی دمک ہوتی ہے

آمد و رفت سے تیری یہ زمیں ہے پُر نور — چشم و دل بن گئے پھر جلوہ گہِ نور و سرور

کیوں حضوری سے تری فیض نہ پائیگے حضور — شرف دید ترا باعث رحمت ہے ضرور

بزم اقدس سے تری خلد کو نسبت کیا ہے

سامنے اُس کے وہ جنت کی حقیقت کیا ہے

ہے وہاں کوثر و تسنیم یہاں آب لقا — حور و غلمان وہاں اور یہاں قرب خدا

شہد و شیر وہاں اور یہاں نور ہُدیٰ — مئے گل رنگ وہاں یاں نگہِ ہوش رُبا

فخر جو تیری حضوری کا یہاں رکھتے ہیں

باغ فردوس کی پرواہ کہاں رکھتے ہیں

آج پھر پیرِ علی پور سفر کرتے ہیں — اپنے مشتاقوں کو مجبور اِدھر کرتے ہیں

جب وہ غمگینوں پہ رحمت سے نظر کرتے ہیں — سب یہ کہتے ہوئے ایثار گہر کرتے ہیں

یہ جہاں جائیں زہیؔر حفظِ خدا یار رہے

فضلِ حق جملہ مصائب سے نگہدار رہے

حضرت زہیؔر عاقل شاہی نے سترہ اٹھارہ دن کی علالت کے بعد مئی ۱۹۳۷ء میں شہر میسور میں انتقال فرمایا۔ بعد نماز جمعہ مسجد درگاہی میسور میں نمازہ جنازہ ادا کی گئی۔ ارادتمندانِ منڈیا نے بصد منتِ ورثاء ۵ بجے شام جنازہ منڈیا لاکر سپرد خاک کیا۔

ماخذ

(۱) ''تذکرہ شاہ جماعت'' از فیاض بلگوڈوی مطبوعہ میسور ۱۹۵۴ء ص ۲۰۷ تا ۲۱۳۔ (۲) ''آفتاب عالمتاب'' از بخشی مصطفیٰ علی خاں مطبوعہ کراچی ۱۹۶۳ء ص ۳۱۔ (۳) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ فروری ۱۹۳۰ء ص ۲۵ تا ۳۱۔ جون ۱۹۳۷ء ص ۴۰۔

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا غلام محمد شوکتؔ بنگلوریؒ

مولانا غلام محمد شوکتؔ، بنگلور (ریاست میسور، انڈیا) میں ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوئے۔ امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کے منظورِ نظر مرید تھے۔ بڑے عابد و زاہد، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عالم و فاضل شخصیت تھے۔ خوش نویسی کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ بنگلور میں "شوکت الاسلام" کے نام سے ایک مطبع قائم کیا ہوا تھا اور تاجرِ کتب بھی تھے۔ اردو زبان میں شعر کہتے تھے۔ مندرجہ ذیل کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔ نعتیہ دیوان "حدیقۂ جنت"، "منظوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسمّٰی بہ شوکت المجالس" اور خطباتِ شوکتؔ۔

آپ کی وفاتِ حسرتِ آیات ۲۔ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ/ ۱۱۔ اپریل ۱۹۴۰ء بروز جمعرات بوقتِ طلوع صبح صادق بعمر شریف ۹۹ برس بنگلور میں ہی ہوئی اور وہیں آخری آرامگاہ بنی۔

گر ہو مقدور تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے!

حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں آپ نے "ترجیع بند مسدس" کہی ہے جس کے چند بند درج ذیل ہیں۔

الٰہی دن وہ دکھلا دن خوشی کا شادماں پاؤں — جہاں جلوہ نما ہیں پیر میرے میں وہاں جاؤں
وہ برکاتِ مقدس دید کے دامن بھر لاؤں — منور روئے زیبا کا نظارہ کر بہ سنواؤں
تمنا ہے قدم بوسی تمہاری دمبدم کر لوں
مرے مرشد تمہیں جسجائے فضل حق سے میں پالوں

میں اک ہوں آپکا حلقہ بگوشِ کمتریں ناکام — اگرچہ ہوں بزرگانِ سلف کا بندۂ بے دام
مگر ارشاد کا ان کے دیانہ میں نے کچھ انجام — یہ کہتا ہوں تمہاری دید میں ہر ایک صباح و شام
تمنا ہے قدم بوسی تمہاری دمبدم کر لوں
مرے مرشد تمہیں جسجائے فضل حق سے میں پالوں

ہے کیا تلقین اپنی یا جماعت شاہ علی واللہ — سنا جس نے مسخر ہو گیا وہ باخوشی دل خواہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.maktabah.org

عمل جس نے کیا پورا ایسا شکل کا وہ تھا — تمنا ہی دیکھ وہ منظر کبھی کہتا ہوں میں یا شاہ

تمنا ہے قدم بوسی تمہاری و مہدم کر لوں
مرے مرشد تمہیں جوجائے فضلِ حق سے میں پالوں

مجھے بھی دیکھ کر سب وال بیار سے مجھ کو کمال لے — شفقت کر بہت ہی کہا وہ بے علم میں بٹھلا کے
تمنا کر حق کی باتیں کیا کیا دل پر خدا جانے — مصفا کر دیا دل ہی تکی ور وزباں میرے

تمنا ہے قدم بوسی تمہاری و مہدم کر لوں
مرے مرشد تمہیں جوجائے فضلِ حق سے میں پالوں

تمہیں میں کام کا تھا تو بتایا کام کا تم نے — چھپا گوشے میں ہی تھا تو بتایا نام کا تم نے
نظر فرما، تعارف کر دیا ہے عام کا تم نے — بنایا ذاکرِ مولا، صباح و شام کا تم نے

تمنا ہے قدم بوسی تمہاری و مہدم کر لوں
مرے مرشد تمہیں جوجائے فضلِ حق سے میں پالوں

مرے مرشد مرے ہادی مرے مولا مرے آقا — بنایا ہے خدا نے آپ کو فیاض وہ ایسا
کہ جس سے پا رہا ہے فیض ہر ادنیٰ و ہر اعلیٰ — غلامِ کمتریں شوکت کی عرضی ہے یہی واللہ

تمنا ہے قدم بوسی تمہاری و مہدم کر لوں
مرے مرشد تمہیں جوجائے فضلِ حق سے میں پالوں

ماخذ

(۱) ماہنامہ انوار الصوفیہ" سیال کوٹ مئی ۱۹۴۰ء ص ۲۵۔ (۲) "وداع یاراں" مطبوعہ بنگلور (انڈیا) ۱۳۲۶ھ (۳) "گلدستۂ خیر مقدم" مرتبہ بخشی مصطفیٰ علی خاں مطبوعہ بنگلور۔ ۱۳۵۰ھ۔

منشی محمود علی محمودؔ رہتکی رح

منشی محمود علی محمودؔ، رہتک (مشرقی پنجاب، بھارت) کے رہنے والے تھے۔ حافظ قرآن، باکمال شاعر، اعلیٰ درجے کے خوشنویس، تجربہ کار حکیم و ڈاکٹر تھے۔ شاعری میں سیّد طاہر علی ہنرؔ مرادآبادی کے شاگرد تھے۔ بطور چونگی محرر، رہتک میں ملازمت کرتے تھے۔ حضرت امیرِ ملّت پیر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سید محمد جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز کے مخلص مرید تھے۔ تمام زندگی نعت، قصائد ومناقب کے سوا کچھ نہ لکھا۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں بے شمار قصائد ومناقب لکھے۔ ''نالۂ دل'' کے نام سے ان کا دیوان طبع ہوا جو اب بالکل نایاب ہے۔ ''قصائد محمود'' کے نام سے حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے مناقب کا ایک مجموعہ بھی شائع کیا تھا۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور/ سیالکوٹ میں کلام شائع ہوتا تھا۔

منشی صاحب کی رحلت ۱۳۔ دسمبر۔ ۱۹۴۰ء/ ۱۳ ذیقعد ۱۳۵۹ھ بروز جمعہ رُہتک (بھارت) میں ہوئی اور وہیں سپردخاک ہوئے۔

حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں ایک منقبت ملاحظہ ہو:۔

کون ہے آنکھ جسے حسرتِ دیدار نہیں — کون ہے دل جو تیرے عشق کا بیمار نہیں
پوچھتے ہو میرے جلنے کا جو رہ رہ کے سبب — کیا میرے سوزِ محبت سے خبردار نہیں
کون جانے مجھے بیمار محبت تیرا — میری صورت سے عیاں عشق کے آثار نہیں
آپ آجائیں عیادت کیلئے وقتِ آخر — اور کچھ اس کے سوا حسرتِ بیمار نہیں
کوئی واقف جو نہیں آپ کے فسانے سے — یہ سبب ہے کہ میرے وا لبِ اظہار نہیں
ماجرائے المِ ہجر نہ پوچھو مجھ سے — یہ وہ صدمہ ہے جو قابلِ اظہار نہیں
اس مصیبت میں تمہی آ کے خبر لو میری — کہ میرا اور جہاں میں کوئی غمخوار نہیں
آپ کی یاد میں ہر وقت رہا کرتا ہوں — زندگی کا کوئی لمحہ میرا بیکار نہیں
وہ خمارِ مئے الفت کا مزا کیا جانے — آپ کے بادۂ الفت سے جو سرشار نہیں
آپ آتے ہی نقابِ رخِ انور نہ اٹھائیں — بندہ موسیٰ ؑ کی طرح طالبِ دیدار نہیں
ہجر میں خاک تسلی دلِ بیتاب کو ہو — خواب میں بھی تو میسر ترا دیدار نہیں
آپ تکلیف مداوے کی مسیحانہ کریں — آپ کے پاس علاجِ غمِ دیدار نہیں
میری حسرت میرے سے ہویدا ہو تو ہو — آپ کے رازِ محبت کا تو اظہار نہیں
تیرے دیوانے کو مطلب ہے ترے کوچے سے — بتکدے، دیر سے، کعبے سے سروکار نہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakh...@hotmail.com www.marfat.com

حُسنِ یوسف کی یہاں قدر ہو کیا اے محمود
یہ علی پور ہے کوئی مصر کا بازار نہیں

عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی ایک نعت بھی درج ذیل ہے:۔

پھیلی ہے زمانے میں تنویر محمد ﷺ کی
ہر شے میں سمائی ہے تاثیر محمد ﷺ کی

مختاری دو عالم کی حق نے انہیں بخشی ہے
ہر جا نظر آتی ہے جاگیر محمد ﷺ کی

ایمان کی جو پوچھو ایماں ہے یہی میرا
انمٹ ہے وہی جو ہے تحریر محمد ﷺ کی

ہاں سچ ہے یہی بیشک یہ بات یقینی ہے
کون حق کے سوا جانے توقیر محمد ﷺ کی

ہر طرح سے دلجوئی حضرت کی کری حق نے
ہونے نہ طبیعت دی دلگیر محمد ﷺ کی

واللّیل جو گیسو ہیں والشمس سا مکھڑا ہے
یٰسین و مدثر ہے تفسیر محمد ﷺ کی

کیا نور نظر آئے جب دل میں نہیں الفت
کیا قدر بھلا جانے بے پیر محمد ﷺ کی

محمود نکما ہے مانا یہ مگر ہم نے
پر اس کے گلے میں ہے زنجیر محمد ﷺ کی

ماخذ

(۱) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' مئی جون ۱۹۱۸ء ص ۲۰۔ جون ۱۹۲۲ء ص ۱۶۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ نومبر ۱۹۳۸ء ص ا، فروری ۱۹۴۱ء ص ۳۱۔ مارچ ۱۹۴۲ء ص ۱۳۔

پیر نیک عالم گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

پیر نیک عالم کی ولادت ۱۸۵۷ء میں موضع موہلہ (متصل کٹھالہ ریلوے اسٹیشن) ضلع گجرات میں ہوئی۔ آبائی گاؤں کلاچور (گجرات) تھا۔ والد ماجد کا نام چوہدری فیض احمد بن چوہدری محمد بخش تھا جو جاٹوں کی قوم چیمہ سے تعلق رکھتے تھے۔

پیر نیک عالم نے ۱۸۷۵ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور کٹریالہ ضلع گجرات کے پرائمری سکول میں مدرس ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد نارمل سکول راولپنڈی سے کورس کر کے مڈل سکول جلالپور جٹاں میں نائب مدرس ہو گئے۔ ایک دن مسٹر ہیرسن انسپکٹر آف سکولز سالانہ معائنے کے لئے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آئے تو آٹھویں جماعت کو ایک سوال لکھوایا جسے کوئی لڑکا حل نہ کر سکا بلکہ خود ہیڈ ماسٹر بھی حل نہ کر سکا۔ پھر خود مسٹر ہیرسن سمجھانے لگے مگر ناکام رہے۔ اس پر پیر صاحب نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں حل کر دوں۔ انسپکٹر صاحب نے کہا کہ ضرور حل کریں۔ پیر صاحب نے اس سوال کو پانچ مختلف طریقوں سے حل کیا۔ جس پر خوش ہو کر انسپکٹر صاحب نے آپ کو گورنمنٹ ہائی سکول کوہاٹ میں ریاضی ٹیچر لگا دیا۔

کوہاٹ کی ملازمت کے دوران ہی پیر صاحب نے ٹریننگ کالج لاہور میں داخلہ لے کر تعلیمی کورس پاس کیا۔ اسی سال ہی میٹرک (انگریزی) اور منشی فاضل کا امتحان بھی اعلیٰ پوزیشن کے ساتھ پاس کیا۔ پھر ایک دوست کی وساطت سے اردو میں وکالت (مختاری) کا امتحان پاس کرنے کی اجازت مل گئی۔ ۱۹۱۳ء میں مدرسی چھوڑ کر گجرات میں وکالت شروع کر دی۔ کچھ عرصہ وکالت کرنے کے بعد فقیری رنگ میں رنگے گئے اور سنوسئ ہند امیرِ ملت پیر سیّد محمد جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجدّدی محدّث علی پوریؒ (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) کے دستِ حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ درویشی کا رنگ غالب آگیا اور وعظ و نصیحت کا کام شروع کر دیا۔

پیر صاحب نے بارہ تیرہ سال کی عمر میں شاعری کا آغاز کیا۔ حضرت میاں محمد جہلمیؒ مصنف "سیف الملوک" (۱۸۳۰ء۔۱۹۰۴ء) سے اصلاح سخن لیتے رہے اور اپنا تخلص پیرؔ رکھا۔ علم و ادب سے قلبی لگاؤ تھا۔ "سراج الاخبار"، جہلم میں ان کے مضامین و منظومات شائع ہو کر عوام و خواص سے خراج تحسین حاصل کرتے رہے۔ ان کی پنجابی شاعری کی اکناف و اطراف میں دھوم تھی۔ وارث شاہ کو اپنے مقابلے میں ہیچ سمجھتے تھے۔ مندرجہ ذیل کتابیں ان کی یادگار ہیں۔

(۱) قصہ اصغر صغریٰ: ہیر وارث شاہ کے مقابلے میں یہ عشقیہ مثنوی ہے۔ (۲) نچی مالا: ایک نصیحت آموز نظم ہے۔ (۳) نوہ بختی: مسدس کی صورت میں ہے۔ (۴) عشقِ محمدی ﷺ (۵) پیر دا ونجارا (۶) مدحیات مشائخ وغیرہ۔ یہ سب کتابیں زیورِ طبع سے آراستہ ہوئیں مگر اب نایاب ہیں۔

پیر نیک عالم ہر سال علی پور سیّداں شریف کے سالانہ جلسہ کے موقع پر اپنی نظم و نثر سنا کر اپنے مرشد گرامی حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز سے خوشنودی کا تمغہ حاصل کرتے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ نے "نچی مالا" کے نام سے پنجابی نظم میں کتاب لکھی تو اس کا انتساب حضرت امیرِ ملت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

قدس سرۂ العزیز کے نام مبارک پر کیا۔ ۱۰۔ مئی ۱۹۲۴ء کو بر موقعہ سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں، رات کے اجلاس میں آپ نے یہ کتاب حضرت امیرِ ملت قدس سرۂ العزیز کی خدمت میں پیش کی تو حضرت اقدسؒ نے حکم دیا کہ "یہ کتاب تمام حاضرین کو پڑھ کر سنائی جائے"۔ چنانچہ بہت سا حصہ پڑھ کر سنایا گیا۔ جملہ حاضرین نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔ اس کتاب میں پیر صاحب نے نہایت محنت اور جانفشانی سے نکاتِ تصوف کو آسان پنجابی اشعار میں بیان کیا تھا۔

حضرت امیرِ ملت قدس سرۂ العزیز نے خوش ہو کر خوشنودئ مزاج کا تمغہ پیر صاحب کو عنایت کیا اور اپنی لنگی مبارک جو اس وقت اوڑھے ہوئے تھے، وہ بھی پیر صاحب کو عطا کر دی۔ پھر خرقۂ خلافت مرحمت فرما کر پیر صاحب کو مقبول و محبوب خلیفہ بنا لیا۔

بطورِ نمونہ کلام سی حرفی عشقِ محمدی ﷺ کا ایک بیت ملاحظہ ہو۔

ملی نبات تھیں بات شیریں دات آبحیات دا جام مینوں
سر دے وال کالے ڈِہیں نال پالے کالا خال نالے جاپن شام مینوں
کلیاں دند مانند کمند زلفاں مصری کھنڈ گلقند کلام مینوں
دیندے چین نہ لین دو تین پیرا نین جاپدے عین بادام مینوں

پیر صاحب کی وفات حسرت آیات ۱۹۴۳ء میں ہوئی اور اپنے آبائی گاؤں گلا چور نزد جلالپور جٹاں ضلع گجرات میں آخری آرامگاہ بنی۔

ماخذ

(۱) "پنجابی شاعراں دا تذکرہ" از میاں مولا بخش کشتہ امرتسری، لاہور ۱۹۸۸ء ص ۲۸۳ تا ۲۸۶

(۲) "حضرت امیرِ ملت اور انکے خلفاء" از محمد صادق قصوری مطبوعہ ۱۹۸۳ء ص ۲۷۸ تا ۲۷۹۔

(۳) ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور بابت ماہ مئی جون ۱۹۲۴ء ص ۱۱

(۴) "خفتگانِ خاک گجرات" از ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ء ص ۲۶۷۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar[illegible]otmail.com www.marfat.com

صوفی عنایت محمد پسروریؒ

صوفی شیخ عنایت محمد ابنِ شیخ میراں بخش ۱۸۸۷ء میں پسرور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تفصیل نہیں مل سکی۔ زندگی مین مستقل طور پر کسی پیشے کو نہیں اپنایا بلکہ وقت کے لحاظ سے جو بھی شغل مل گیا، اختیار کرلیا۔ سیاست میں بھرپور حصہ لیا۔ تحریک خلافت تحریک احرار، تحریک شہید گنج اور تحریک پاکستان میں پوری دلجمعی سے شریک ہوئے اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ قید وبند کی صعوبتوں سے بھی نبرد آزما ہوئے مگر پائے استقلال میں بالکل لغزش نہ آئی۔

تحریک خلافت کے دور میں ہی پسرور سے نقل مکانی کر کے راولپنڈی تشریف لاکر مستقل رہائش اختیار کرلی تھی اور جوہر وسمہ مہندی ایجاد کر کے روزی کمانے لگے۔ راولپنڈی میں جو تحریک بھی اٹھی آپ اس کے روحِ رواں ہوتے تھے۔ شروع شروع میں کانگرس کے بھی ایک نامور اور مخلص لیڈر تصور کیے جاتے تھے۔ آپ نے مصائب وآلام اور تشدد ودہشت کے بھرپور انگریزی دور میں بھی کبھی ہتھیار نہیں ڈالے تھے بلکہ ہمیشہ ایک مجاہد کی طرح لڑتے رہے۔ ایک کٹر مسلم لیگی رہنما کی حیثیت سے راولپنڈی میں آپ نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ ناقابلِ فراموش ہیں۔ تلوار ہروقت لٹکائے رکھنا اپنی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا۔ غلامی سے دائمی نفرت کرتے تھے اور ساری زندگی آزادی کے داعی ومبلّغ بنے رہے اور اسی خوبی نے آپ کو عوام وجمہور کا محبوب لیڈر بنا رکھا تھا۔

صوفی صاحب نے امیرِ ملّت حضرت پیر سیّد محمد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر سعادتِ بیعت حاصل کی تھی اور ان کے محبوب مریدوں میں شمار ہوتے تھے۔ علم وادب اور شعروشاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ آپ کا کلام ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور اور سیال کوٹ میں چھپتا تھا۔ اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں شاعری کرتے اور عنایتؔ تخلص فرماتے تھے۔

''اللہ والا'' کے نام سے پنجابی نظم میں ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کے موضوع پر ایک شاندار کتاب لکھی جو ۱۹۴۰ء میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی اور حضرت امیرِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پسند فرمائی اور یارانِ طریقت کو حکم دیا کہ وہ یہ کتاب ضرور پڑھیں۔ علی پور سیّداں کے سالانہ جلسہ کے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

موقع پر اپنا کلام سنا کر پیرو مرشد کی خوشنودی حاصل کرتے تھے۔

بطور نمونہ کلام ایک اردو نعت درج ذیل ہے:۔

میرے احوال کی یارب نبی ﷺ کو کب خبر ہوگی — میری کیا عمر یوں ہی دردِ فرقت میں بسر ہوگی
پہنچ جاؤں مدینے پھر نہ آؤں ہند میں یارب — میری منظور کب تک یہ دعائے بے اثر ہوگی
الٰہی وہ بھی دن ہوگا کہ میں یثرب میں پہنچوں گا — مقابل روضہ ہوگا اور گنبد پر نظر ہوگی
سنا ہے جا کے جو فریاد کرتا ہے وہ سنتے ہیں — میری فریاد بھی اوّل کسی دن کارگر ہوگی
رہے آباد گلزارِ مدینہ تیرا یا مولا — میری شاخ تمنا بھی کسی دن بار ور ہوگی

عنایتؔ گر محمدؐ کی ہوئی تو دیکھنا ہمدم
تیاری شہرِ یثرب کی ابھی شام و سحر ہوگی

ایک غزل کے چند اشعار بھی ملاحظہ ہوں ۔

جُدا دلدار سے رہنا گوارا ہو نہیں سکتا — بجز دیدار کے اپنا گزارا ہو نہیں سکتا
چاہو بولو یا نہ بولو یہ تمہاری مرضی ہے — رکھو قدموں میں، تم سے اب کنارا ہو نہیں سکتا
پھرے کب تک درِ اغیار پر تیرا تمنائی — تیری صورت کا شیدا غم کا مارا ہو نہیں سکتا
محبت آپ سے تو پھر تعلق غیر سے کیوں ہو — جو غیروں سے کرے اُلفت تمہارا ہو نہیں سکتا
عنایتؔ آپ کا ہے اسکو اپنے در پہ رہنے دیں — تیرے در بن کہیں اس کا گزارا ہو نہیں سکتا

صوفی صاحب کو اپنے پیرو مرشد حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ العزیز۔ سے جو عقیدت و محبت تھی وہ ذیل کی منقبت سے عیاں ہے:۔

فرقتِ شاہِ علی پور میں بیمار ہوں میں — اے قضا آپ ہی مرجانے کو تیار ہوں میں
بھولتی دل سے نہیں بھولی سی صورت تیری — اے شہِ حُسن تیرے ہجر میں لاچار ہوں میں
تو مطلوب ہے طالب ہے زمانہ جس کا — تیرے قدموں میں ہی رہنے کا طلبگار ہوں میں
بن کے خادم بھی نہ خدمت میں مرے سال گزرے — یہی اک بات ہے بس جس سے شرمسار ہوں میں
بخش کر میری خطا نظرِ عنایت کردو — جانِ جاں فرقتِ آزار سے بیمار ہوں میں

صوفی صاحب کی وفاتِ حسرت آیات ۷ مارچ ۱۹۴۷ء / ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۶۶ھ بروز

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جمعۃ المبارک ہوئی اور عیدگاہ راولپنڈی کے قبرستان میں آخری آرام گاہ ملی۔ آہ ۔

زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

ماخذ

(۱) تاریخ پسرور از ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین، لاہور ۱۹۸۱ء ص ۳۰۴ تا ۳۰۵۔ (۲) الفا راولپنڈی ڈائریکٹری ۱۹۶۲ء، مرتبہ سید غلام مصطفیٰ خالد گیلانی ص ۲۸۴۔ (۳) مکتوب گرامی جناب الحاج محمد اسحٰق قلبی از چوک چاہ سلطان راولپنڈی بنام محمد صادق قصوری محررہ ۲۱ مئی ۱۹۹۴ء۔ (۴) مکتوب گرامی جناب فاروق ارجمند (نبیرہ صوفی عنایت محمد پسروری) از عیدگاہ راولپنڈی بنام محمد صادق قصوری محررہ ۳۰ مئی ۱۹۹۴ء۔ (۵) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور اکتوبر ۱۹۱۷ء ص ۲۳۔ اپریل ۱۹۱۸ء ص ٹائٹل ص ۲۔ جولائی، ۱۹۱۸ء ص ۱۷۔۱۸۔ جولائی ۱۹۲۰ء ص ۱۴ تا ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء ص ۵۲۔ (۶) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ اکتوبر ۱۹۴۰ء ص ۱۵۔ (۷) ماہنامہ ''نعت'' لاہور بابت دسمبر ۲۰۰۱ء ص ۵۔

شیخ محمد ابراہیم آزاد بیکانیریؒ

شیخ محمد ابراہیم آزاد کیم ذیقعد ۱۲۸۴ھ/ ۲۵ فروری ۱۸۶۸ء کو بمقام حسین پور ضلع مظفر نگر (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام ''غلام باری'' تھا۔ فارسی کی تعلیم والد ماجد منشی نبی بخش نقشبندی (ف ۱۸۸۷ء فیروز پور) سے حاصل کی۔ دیگر علوم کی تعلیم مختلف جگہوں سے حاصل کی۔ ۱۸۸۱ء سے ۱۸۹۷ء تک ریاست فرید کوٹ (حال انڈیا) میں مختلف عہدوں پر مامور رہے۔ ۱۸۹۷ء سے بیکانیر (حال انڈیا) میں وکالت شروع کی اور پھر تازیست اس شغل کو اختیار فرمائے رکھا۔ درمیان میں ۱۹۱۷ء تا ۱۹۲۱ء جج اور چیف جج، چیف کورٹ بیکانیر رہے۔

آپ بڑے کامیاب وکیل اور معززین شہر میں شمار ہوتے تھے۔ بڑے دیندار، نیکوکار اور ولی اللہ تھے۔ ۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء میں امیر ملت پیر سید محمد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور پھر خرقۂ خلافت سے بھی نوازے گئے۔ آپ کا شمار حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے اوّلین اور ارشد خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

پیر خانہ میں حاضر ہوتے تو طویل قیام کر کے فیوض و برکات حاصل کرتے۔ حضرت امیر ملّت کو کئی بار باصرار دعوت دیکر بیکانیر لے گئے۔ جب حضرتؒ بیکانیر تشریف لے جاتے تو آپ مہاراجہ سے ہاتھی مستعار لیکر حضرتؒ کو ہاتھی پر سوار کر کے جلوس کی صورت میں بڑی شان وشوکت کے ساتھ شہر میں گشت کراتے اور پھر اپنے گھر لیجا کر مہمان رکھتے اور خدمت گزاری کی سعادت حاصل کرتے۔ بیکانیر کے علاقے میں تبلیغ وارشاد اور توسیعِ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ میں آپ کی خدمات نا قابلِ فراموش ہیں۔

- آپ کو شعر وشاعری کا اچھا خاصا ذوق تھا۔ شاعری کی ابتداء بیکانیر میں عشقیہ شاعری سے ہوئی۔ منشی عبدالشکور خاں برقؔ اجمیری شاگرد رشید حضرت حضرت داغؔ دہلویؒ نے اصلاح دی۔ ۱۹۰۳ء میں جب حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی غلامی اختیار کی تو خود ہی یہ عہد کیا کہ اب حمد ونعت کے سوا کچھ نہیں کہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دو چار غزلیں مولانا مولوی عبدالحی بیخودؔ بدیوانی کو دکھائیں جو حضرت فصیح الملک داغؔ دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ اس کے بعد ۱۹۱۳ء میں بسلسلہ شاگردی حضرۃ امتیاز الشعراء افتخار الملک حاجی منشی سیّد وحید الدین احمد بیخودؔ دہلوی جانشین، حضرت داغؔ دہلوی داخل ہوئے۔

آپ نے اردو اور فارسی میں خوب شعر کہے۔ آپ کا مجموعۂ کلام ''ثنائے محبوبِ خالق'' یعنی ''دیوان آزادؔ'' کے نام سے ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء میں طبع مرتضائی آگرہ میں طبع ہوا۔ جو کہ ۳۰۴ صفحات پر مشتمل ہے اور اس وقت پیشِ نظر ہے۔ یہ دیوان حمد ونعت اور قصائد ومنقبت سے مالا مال ہے اور آپ کی اُستادانہ شاعری کا منہ بولتا ثبوت۔ اس دیوان کے بارے میں آپ خود لکھتے ہیں کہ:

''میرا یہ کلام میرے حضرت قبلہ شیخ والا (امیرِ ملتؒ) کی توجہ قلبی اور استاد مدظلہٗ کی خاص عنایت کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے: ؎

اُستاد نے زباں دی مضمون شیخ نے | دیوان میرا مفت میں تیار ہو گیا

اردو حمد کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔ ؎

اللہ تو نے خاک کو انساں بنا دیا | انساں کیا بنایا مسلماں بنا دیا

مطلعؔ نے حمد کے مجھے سحباں بنا دیا | مطلع نے نعت کے مجھے حساں بنا دیا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktab...en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نیرنگیوں پہ میں تری قربان اے خدا
نیرنگ وہ دکھائے کہ حیراں بنا دیا

حیرت بڑھائی شیشہ سے تصویر کی کبھی
گہ آئینہ کو عکس سے حیراں بنا دیا

چھالا کبھی بنا ید بیضا کا معجزہ
دیکر نگیں کسی کو سلیماں بنا دیا

آسانیاں کسی کیلئے مشکلیں ہوئیں
دشوار کام کو کہیں آساں بنا دیا

کیا بات تیری قدرتِ والا کی اے قدیر
کُن کہہ کے جس نے عالمِ امکاں بنا دیا

مژگاں کو خونِ دل سے کیا شاخِ گل کبھی
اشکوں سے آنکھ کو کبھی نیساں بنا دیا

رہکر عرب میں تیرے ہی اُمّی رسولؐ نے
اہلِ عجم کو صاحبِ عرفاں بنا دیا

انساں بن کے بھی نہ میں انسان، بن سکا
تیرے کرم نے ہاں مجھے انساں بنا دیا

تو نے فروغِ حسن دیا میرے شیخ کو
حیرت میں ڈال کے مجھے حیراں بنا دیا

آزادؔ نام جپتے ہیں اُس بے نیاز کا
رحمت سے جس نے ہم کو مسلماں بنا دیا

ایک نعت بھی ملاحظہ ہو:

نورِ حق جب ہو جمالِ مصطفےٰ
کون پھر نکلے مثالِ مصطفےٰ

ماہِ تنویرِ جمالِ مصطفےٰ
مہر تصویرِ جلالِ مصطفےٰ

ربِّ ہَبْ لی اُمتی کہتے ہیں آپؐ
مختصر سا ہے سوالِ مصطفےٰ

سر کیا نانا کی اُمت پر فدا
پھل یہ لایا ہے نہالِ مصطفےٰ

خُلد پیدا شد ز خُلقِ احمدیؐ
خُلق مشتق از خصالِ مصطفےٰ

جیتا میدانِ شفاعت حشر میں
اے تعالے اللہ کمالِ مصطفےٰ

بس کہ ہے عشقِ نبیؐ عشقِ خدا
وصلِ حق ٹھہرا وصالِ مصطفےٰ

حشر کا کھٹکا نہیں آزادؔ کو
شیخ وہ رکھتا ہے آلِ مصطفےٰ

آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ ہر سال علی پور سیداں کے سالانہ جلسۂ انجمن خدام الصوفیہ ہند، پر حاضر ہوتے اور اپنی نظم

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar.k@hotmail.com www.marfat.com

کے ذریعے عقیدت و محبت کے پھول پیش کرتے۔ ۱۹۱۴ء میں آپ نے فارسی زبان میں جو قصیدہ پڑھا وہ درج ذیل ہے۔

بخت بیدار رسانید بہ یارے عجبے
خرقہ پوشے عجبے شاہسوارے عجبے

خوشہ چیں ہم گل فردوس زبوئے خُلقش
گل بداماں ہمہ عالم ز بہارے عجبے

شوقِ دیدار رساں مُژدہ بموسیٰ امروز
جلوہ فرماسرِ بام است نگارے عجبے

اے علی پور ترا معرکہ کنعاں خوانم
چشم بد دور کہ میداری نگارے عجبے

یوسفے آنکہ کریم ابن کریم ابنِ کریم
ذی وقارے عجبے والا تبارے عجبے

بہر سود دو جہاں آنکہ دوستت بکشاد
می شناسم بلے میداری تو یارے عجبے

رُوح پرور شدی از دستِ فقیر عالی
رحمتِ حق بُرو کر دست چہ کارے عجبے

برروان شہِ شاہاں کہ کریمش خوانند
لطفِ حق بادکر پرورد نگارے عجبے

ازخیالِ رُخ رنگین ونگاہش دیدم
مرغزارے عجبے صید وسوارے عجبے

لوحِ دل راچوکنم سادہ نقشِ عالم
بازبینم درو صد نقشِ ، نگارے عجبے

سالہا حرفے نویسد نہ بسُوئے آزاد
دل وجان بادفدا زُو ونگارے عجبے

چشم بکشا کہ علی پور ہمیں است آزاد
شکر صد شکر رسیدی بہ دیارے عجبے

آزاد بیکانیری رُباعیات بھی کہتے تھے اور خوب کہتے تھے۔ ملاحظہ ہوں: ۔

خاک بنتا ہوں تو ٹھوکر سے اُڑا دیتے ہیں
آنسو بنتا ہوں تو آنکھوں سے گرا دیتے ہیں
پھونس بنتا ہوں تو ہوں چھاج میں پھٹکا جاتا
دانہ بنتا ہوں تو چکی میں دلا دیتے ہیں

☆

کیسی گھبراتی جوانی بسواری آئی
کہہ گئی جاتی ہوں میں پیری کی باری آئی
آتے ہی بیٹھ گئی ٹیک کے زانو پیری
چونکہ یلغار چلی تھی تھکی ہاری آئی

☆

رُوسیاہوں کا تری بزم میں آنا کیا ہے
فرد عصیاں ہو جو منہ اُسکا دکھانا کیا ہے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شرم کر شرم اے آزاد ہے بزم صوفی
حال جب کچھ نہیں پھر قال سنانا کیا ہے

☆

شاعر نہ میں ہوں اور نہ اہل زباں ہوں میں
جادو نگار میں ہوں نہ سحر البیاں ہوں میں
اعجاز شہ جو کرتا ہوں آزاد میں بیاں
ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں معجز بیاں ہوں میں

☆

کھیتی کریں تو کہتے ہیں ہے کام جاٹ کا
انگلش پڑھیں تو کہتے ہیں بچہ ہے لاٹ کا
مسجد کا ملاں کہتے ہیں جو علم دیں پڑھیں
جاہل ہے کتا دھوبی کا گھر کا نہ گھاٹ کا

آزاد بیکانیری کو تاریخ گوئی کے مشکل فن پر بھی مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ انہوں نے بے شمار تاریخیں کہیں جو شہرتِ عام اور بقائے دوام کی حامل ہیں۔ حضرۃ امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز، نے علی پور سیداں میں چھ لاکھ روپیہ کی لاگت سے سنگِ مرمر کی ایک شاندار اور تاریخی مسجد (مسجد نُور) بنوائی تو آزاد صاحب نے یہ قطعۂ تاریخ کہا ۔

خدا رکھے سلامت قبلہ شاہِ جماعت کو
کہ جن کی ہمت والا سے ایسی بن گئی مسجد
دُعا آزاد کے دل سے جو نکلی ہوگئی تاریخ
"رہے آباد یہ شاہ جماعت قبلہ کی مسجد"
ح + ——— ۱۳۳۲ھ = ۱۳۳۹ھ

آپ کی رحلت ۱۸۔ رجب ۱۳۶۶ھ / ۸۔ جون ۱۹۴۷ء کو بیکانیر (انڈیا) میں ہوئی اور وہیں آخری آرامگاہ بنی۔

ماخذ

(۱) "دیوانِ آزاد" مطبوعہ آگرہ۔ ۱۹۳۲ء ص ۲۸۰ تا ۲۸۴۔

(۲) "حضرت امیرِ ملت اور اُنکے خلفا" از محمد صادق قصوری مطبوعہ سیال کوٹ ۱۹۸۳ء ص۔ ۷۰ تا ۷۲

مرزا فرحت اللہ بیگ فرحت دہلویؒ

مرزا فرحت اللہ بیگ فرحت ۱۸۸۴ء میں دہلی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ ہائی سکول دہلی سے میٹرک کرنے کے بعد ۱۹۰۷ء میں مشن کالج دہلی سے ایم اے کیا۔ عربی اور فارسی کی تعلیم مولوی ڈپٹی نذیر احمد دہلوی سے حاصل کی۔ بعد ازاں حیدر آباد دکن میں سکونت اختیار کر لی اور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پھر وہیں کے ہو رہے۔ وہاں سرشتۂ تعلیم سے منسلک رہے۔ پھر اُن کی خدمات سرشتۂ عدالت کی طرف منتقل ہوگئیں۔ ترقی کرتے کرتے سیشن جج، انسپکٹر جنرل آف کورٹ، جج ہائی کورٹ اور پھر اسسٹنٹ ہوم سیکرٹری کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔

علم و ادب اور شعر و شاعری سے بھر پور دلچسپی تھی۔ ۱۹۲۸ء میں ''مضامینِ فرحت'' کے نام سے ایک سلسلہ جاری کیا۔ ان کے یہ مضامین ایک نکھری ہوئی خوش مذاقی کے علمدار اور اسلوب کی رنگینی اور لطافت کے عمدہ نمونے ہیں۔ ''نذیر احمد کی کہانی، کچھ میری کچھ اُن کی زبانی''، ''پھول والوں کی سیر''، ''دہلی کا یادگار مشاعرہ''، ''نئی اور پرانی تہذیب کی ٹکر'' اور ''آخری وصیت'' وغیرہ مضامین کتابی صورت میں چھپ کر اہلِ علم و ادب کے دلوں میں گھر کر چکے ہیں۔

قیام حیدر آباد دکن کے دوران آپ نے سنوسیِٔ ہند امیرِ ملّت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری قدس سرّہٗ العزیز کے دستِ اقدس پر سعادتِ بیعت حاصل کی تھی۔ پھر جب بھی حضرت امیرِ ملّت علیہ الرحمہ حیدر آباد دکن تشریف لے جاتے آپ بصد احترام حاضرِ خدمت رہتے اور فیوض و برکات کے خزانے لُوٹتے۔

شاعری کے میدان میں بھی جولانی دکھائی ہے۔ ''میری شاعری'' کے نام سے ایک دیوان طبع ہو چکا ہے۔ بطور نمونہ ایک نعت درج ذیل ہے:۔

آج وہ دن ہے کہ رفعت مدحِ پیغمبر ﷺ میں ہے
آج وہ دن ہے کہ شانِ طور اس منبر میں ہے
آج وہ دن ہے کہ ظاہر ہوتے ہیں ختم الرسل ﷺ
مرحبا صلِّ علیٰ کا شور بحر و بر میں ہے
آج وہ دن ہے لرزتے ہیں سلاطینِ زمن
زلزلہ ایوانِ کسریٰ، قلعۂ قیصر میں ہے
آج وہ دن ہے جُھکی پڑتی ہے رحمت کی گھٹا
بعدِ مدّت آج پھر آسودگی ہر گھر میں ہے
آج وہ دن ہے چُھپتا پھرتا ہے شیطانِ لعیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktab...g/en/

bakhtiar www.marfat.com

اک ہزیمت کا سا نقشہ اُس کے کُل لشکر میں ہے
آج وہ دن ہے کہ اوندھے گر پڑے لات وہُبل
آج سے نقصاں ہی نقصاں صنعتِ آزر میں ہے
آج وہ دن ہے فرشتوں کا زمیں پر ہے ہجوم
خدمتِ رُوح الامین آج آمنہؓ کے گھر میں ہے
آج وہ دن ہے کہ تھا جس کا جہاں کو انتظار
جشنِ میلادِ مبارک آج ہر اک گھر میں ہے
آج وہ دن ہے کہ فرحتؔ محوِ شوقِ دید ہے
جسم اِس محفل میں ہے، جاں گنبدِ اَخضر میں ہے

آپ کی رحلت ۱۹۴۷ء میں حیدر آباد، دکن (بھارت) میں ہوئی اور وہیں آسودۂ خاک ہوئے۔

ماخذ

(۱) ''جامع اردو انسائیکلوپیڈیا'' جلد دوئم مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۸ء ص ۱۰۶۸۔

(۲) ''فیروز سنز اردو انسائیکلوپیڈیا'' مطبوعہ لاہور طبع دوم ۱۹۸۷ء ص ۷۲۹۔

(۳) ''شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا'' از مقصود ایاز، محمد ناصر مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء ص ۵۲۷۔

(۴) ''تفہیم اردو'' حصہ دوئم برائے بارہویں جماعت مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، عبداللہ شاہ ہاشمی مطبوعہ لاہور ۲۰۰۰ ـ ۱۹۹۹ء ص ۷۱۔

(۵) ''آئینہ اردو ادب'' اردو اعلیٰ) برائے انٹرمیڈیٹ، حصہ دوم مصنف پروفیسر علی حسن چوہان، ابو خالد صدیقی، مطبوعہ لاہور سن ندارد صفحہ ۱۳۱۔

(۹۶) ''فیضانِ امیرِ ملّت'' از مرزا ذوالفقار علی بیگ فیاضؔ جماعتی مطبوعہ حیدر آباد دکن (بھارت) ۱۹۵۹ء ص ۳۔

(۷) ''تذکرہ امیرِ ملّت'' (قلمی) مصنفہ مرزا ذوالفقار علی بیگ فیاضؔ جماعتی جلد اوّل ص ۳۷۔ جلد دوم ص ۴۶۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k ... at.com

انور فیروز پوری

محمد انور انور کی ولادت باسعادت ۵۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء، کو فیروز پور (مشرقی پنجاب) میں ہوئی۔ والد گرامی کا نام حکیم محمد ابراہیم تھا۔ ساتویں جماعت تک سکول میں تعلیم حاصل کی۔ فارسی والد محترم سے پڑھی۔ حضرت فیروز طغرائی امرتسری (ف ۱۹۳۱ء) سے شرف تلمذ حاصل کیا اور امرتسر، لاہور، حیدر آباد دکن کے ادباء و شعراء کی محفلوں میں بھرپور شرکت کی۔ بڑے پُر گو اور اعلیٰ درجے کے شاعر تھے۔ قیامِ حیدر آباد دکن کے دوران حضرت قاری چوہدری محمد شہاب الدین (ف ۱۹۶۳ء) خلیفۂ مجاز امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کے مکان پر انور صاحب پہلی مرتبہ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرفِ بیعت حاصل کیا۔ استاذِ گرامی حضرت فیروز طغرائی امرتسری (ف ۱۹۳۱ء) کی رحلت کے بعد مولوی سیّد محمد ضامن کنتوری، حیدر آباد دکن کی شاگردی اختیار کی اور اُن کے گلشنِ اصلاح کی گل چینی کی۔

فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے مگر اصل میدان فارسی تھا۔ فارسی غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

در پسِ خضر دریں بادیہ ہرگز نہ رویم — بارِ منت نہ کشد ہمتِ مردانۂ ما
فتنہ ہا رستہ ز ہر خاک کہ تخم افشاندیم — بو واز خرمن افلاک مگر دانۂ ما
ہمہ عالم شودائے خواجہ خراب آخر کار — بحقارت منگر جانبِ ویرانۂ ما
آں چناں از نظرِ اہلِ جہاں پنہانیم — ہیچ کس را خبرے نیست ز افسانۂ ما

ایک اور فارسی غزل کے اشعار پڑھیئے اور داد دیجئے۔

آشفتہ تر ز کاکلِ تُو دودِ آہِ کیست — تاریک تر ز خالِ تُو بختِ سیاہ کیست
رختِ شکیب و خرمنِ طولِ امل بسوخت — تا ایں شرارہ جستۂ از سنگِ راہ کیست
بے ساختہ بسُوئے کہ افتد نگاہِ دوست — ایں برقِ بے قرار بکشتِ گیاہ کیست

☆

محوِ آئینہ نظر بر رُخِ زیبا می کرد — کاش می دید کہ چشم چہ تماشا می کرد

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2 @hotmail.com www.marfat.com

راحت جان و دل اہل تمنا می بود گرچہ اوخون دل خون تمنا می کرد
وحشی عشق تو کہ طوق وسلاسل می دید کہ بحسرت نظرے جانب صحرامی کرد
یارب آں شیوہ وآئین وفائش چہ شداست دردی داد وہم از لطف مداوامی کرد

انور صاحب پہلے وحشیؔ تخلص کرتے تھے۔ حیدر آباد دکن میں ایک دفعہ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حضرت امجد حیدر آبادی (ف ۱۹۶۱ء) حاضر تھے کہ انور صاحب بھی آگئے، وہیں حضرت امجد سے تعارف ہوا۔ اسی موقعہ پر حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا تھا کہ نام ہی کو تخلص بنالو۔ چنانچہ انہوں نے اپنا تخلص انورؔ رکھ لیا۔ اُسی زمانہ میں ایک غزل کہی جس کے مقطع میں اپنے پیرومرشد حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی منقبت کہی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

منزل ہے آگے، راہ میں لینے کو دم مرے طوبیٰ بنا دیا، کہیں کوثر بنا دیا
مجھ سے ہے سب کو فیض میں خود بے نصیب ہوں قسمت کو میری قسمتِ ساغر بنادیا
کیا کم ہے یہ، ہُوا نہ میں شرمندۂ کرم اچھا کیا، بُرا جو مقدر بنا دیا
ہے آفتاب ِ شرع جماعت علی پاک جس نے سیاہ بخت کو انورؔ بنا دیا

غالبؔ کی مشہور غزل ۔ "بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لئے"
کے جواب میں ۳۶ شعر کی قصیدہ نما غزل میں انورؔ صاحب نے قلم توڑ دیا ہے۔ نمونہ دیکھئے اور خود فیصلہ کیجئے کہ اگر شاعر کو سازگار حالات میسر آتے تو کیا کچھ بن سکتا تھا!۔

وہاں بھی کون سال ایسا مجھے تھا چین نصیب جو بے قرار قفس میں ہوں آشیاں کے لئے
فلک کا جور، تمہاری جفا، رقیب کا رشک ہزار رنج ہیں اک جانِ ناتواں کے لئے
یقین ہوگیا، ان نالوں میں نہیں تاثیر میں سوچتا ہوں نئی طرز اب فغاں کے لئے
ہے امتحاں کا ارادہ اگر تو حاضر ہے یہ سر، یہ سینہ ترے خنجر وسناں کے لئے

دوسرا اور چوتھا شعر اپنی خاص شان رکھنے کی وجہ سے قابل توجہ ہے۔

قیام پاکستان کے بعد انورؔ صاحب لاہور میں بے روزگاری کا سخت شکار رہے۔ پھر انہیں میکلوڈ روڈ کے بجلی گھر میں ایک معمولی سی ملازمت مل گئی۔ وہ سیڑھی اٹھائے لوگوں کی بجلی ٹھیک کرتے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.maarifat.com

پھرتے۔ محقق عصر اُستاذی حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے ہاں اکثر و بیشتر حاضری دیتے۔ بعد ازاں اُن کا تبادلہ شاہدرہ بجلی گھر میں ہوگیا جہاں وہ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں ۱۹۵۲ء میں وفات پا گئے اور لوگوں نے لاوارث قرار دے کر دفنا دیا۔ آہ! اتنے بڑے شاعر کا یہ حسرت ناک انجام!

ماخذ

(۱) ماہنامہ ''فیض الاسلام'' راولپنڈی بابت ماہ جولائی ۱۹۵۲ء ص ۳۳ تا ۴۰۔ ماہ اگست۔ ۱۹۵۲ء ص ۲۵ تا ۳۰۔ ماہ ستمبر ۱۹۵۲ء ص ۲۸ تا ۳۲۔

(۲) مکاتیبِ گرامی اُستاذی حکیم ملت حضرۃ حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوریؒ بنام راقم الحروف محررہ ۳۰۔ جنوری ۱۹۹۴ء و ۳۰۔ اپریل ۱۹۹۴ء۔

(۳) انٹرویو اُستاذی حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ برمطب ۵۵۔ ریلوے روڈ نزد دواخانہ حکیم اجمل خاں لاہور مورخہ ۱۵۔ مئی ۱۹۹۴ء۔

ڈاکٹر محمد اللہ دتہ طالب کنجاہیؒ

ڈاکٹر محمد اللہ دتہ ابن مولانا شیخ پیر بخش ضلع گجرات کے مردم خیز قصبہ کنجاہ میں ۷/ جمادی الاوّل ۱۳۰۳ھ/ ۱۲۔ فروری ۱۸۸۶ء بروز جمعۃ المبارک پیدا ہوئے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد فوج میں سب اسسٹنٹ سرجن کی آسامی پر فائز ہوگئے۔ مئی ۱۹۰۹ء میں سنوسیٔ ہند امیرِ ملت پیر سیّد حافظ محمد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرّہٗ العزیز کے دستِ اقدس پر شرفِ بیعت حاصل کیا۔ ۱۱/ مئی 1918ء کو ''انجمن خدام الصوفیہ ہند'' کے سالانہ اجلاس منعقدہ علی پور سیّداں کے موقعہ پر اجازت و خلافت سے نوازے گئے اور حضرت امیرِ ملت قدس سرّہٗ العزیز کے محبوب خلفاء میں شمار ہوئے۔ ۱۲/ مئی ۱۹۳۹ء بروز جمعۃ المبارک سالانہ اجلاس میں دوبارہ دستار خلافت عطا ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب ۱۹۲۰ء میں فوج سے مستعفی ہو کر واپس وطن آگئے اور پریکٹس شروع کردی۔ ۱۹۲۲ء میں اپنے پیرومرشد کی معیّت میں شُدھی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور ہندوؤں کی سازشوں کو ناکام بنانے کیلئے تن من دھن کی بازی لگادی۔ ۳۳۔۱۹۳۲ء میں تحریکِ کشمیر میں فعال کردار ادا کیا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اور چھ ماہ تک ملتان میں قید و بند کی صعوبتوں سے نبرد آزما رہے۔ تحریک پاکستان میں دل کھول کر کام کیا۔ مشرقی پنجاب کے اضلاع رہتک، کرنال اور حصار میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کی تبلیغ و اشاعت کیلئے مقدور بھر کوششیں کیں جس کے نتیجے میں ہزاروں لوگ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔

آپ سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فنافی الشیخ تھے۔ شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ طالبؔ تخلص فرماتے تھے۔ تازیست ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور، سیالکوٹ میں اپنا کلام شائع کرواتے رہے۔ مجموعۂ کلام "انوارِ طالبؔ" کے نام سے مارچ ۱۹۷۵ء میں طبع ہوا۔ جس کا دوسرا ایڈیشن مارچ ۱۹۸۹ء میں چھپا۔ ہمارے پیش نظر دونوں ایڈیشن ہیں۔ ۲۳۲ صفحات پر مشتمل اس مجموعہ میں حمد و نعت، مناقب، ملی، سیاسی اور اصلاحی نظموں کے علاوہ رُباعیات شامل ہیں۔ ایک حمد ملاحظہ کیجئے:۔

اے خدا اے خالقِ موت وحیات　　اے خدا اے مالکِ کُل کائنات
شکر تیرا ہو سکے کس سے ادا　　ہو بیاں کس سے تیری حمد وثنا
تیری قدرت کیا بیاں ہو اے قدیر　　ہو گیا کُن سے عدم صورت پذیر
ہے مُحیطِ کُل تیرا علم اے علیم　　علم کسبی خلق کا تیرا قدیم
تو وہ زندہ ہے نہیں جس کو فنا　　ماسوائے تیرے ہیں سب موت آشنا
نعمتیں اتنی تری ہیں بے شمار　　کوئی کرسکتا نہیں اُن کو شمار
فضل تیرا صاحبِ فضلِ عظیم　　لُطف تیرا صاحبِ لُطف عمیم
جنّتی کر دے بڑے بدکار کو　　شاہ کر دے مفلس ونادار کو

مفلس ونادار ہے طالبؔ شہا
اِک نظر ہو جائے بہرِ مصطفےٰؐ

حمد کے بعد نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زورِ بیان اور زورِ عشق قابلِ غور ہے:۔

بلا لو یارسول اللہؐ! اب مجھ کو مدینے میں　　اٹھا کر یا مدینے ہی کو رکھ دو میرے سینے میں
دکھا دو چہرۂ انور بٹھا کر سامنے اپنے　　مرے سینے میں ہو مجلس کہ ہو حضرت مدینے میں
جدائی میں تڑپتا ہے مثالِ ماہیٔ بے آب　　دلِ مُضطر کہاں ٹھہرے مدینے میں کہ سینے میں
کٹی سب انتظارِ وصل میں عمرِ گراں مایہ　　یہ بیمارِ محبت اب ہے مرنے میں نہ جینے میں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhti...k@hotmail.com www.marfat.com

رہے آقا کے قدموں سے لگا تا حشر یہ خادم — بٹھالو یا نبیؐ اپنی محبت کے سفینے میں
سُنا ہے جب سے حضرت قبر میں تشریف لائیں گے — مزہ مرنے میں آتا ہے، رہی لذت نہ جینے میں
رہے پیشِ نظر یارب ! حیاتِ قبر کا منظر — میں سَو سَو بار مر جاؤں اگر اِک اِک مہینے میں
ہزاروں حسرتوں کا خون ہوتے دیکھنا ہو گر — تو حضرت دیکھ لو آ کر کسی طالبؔ کے سینے میں

اپنے پیرومرشد حضرت امیرِ ملت قدس سرہ العزیز کی رحلت (۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) پر "فراقِ پیر" کے زیرِ عنوان غم و اندوہ کی تصویر کشی یوں کرتے ہیں۔

کون پوچھے گا مجھے وہ پوچھنے والے گئے — وہ غریبوں بے کسوں کے دل کے رکھوالے گئے
آپ کے دم سے تھا قائم طالبؔ خستہ کا دم — آپ کیا آقا گئے دم کا دلاسا لے گئے
مشفق و غمخوار تھے، آرامِ جانِ زار تھے — خوش رہیں یارب وہاں وہ ساتھ کیا کیا لے گئے
رونا آتا ہے، مگر روتا نہیں اس واسطے — آپ غم کھائیں گے گر غم دل میں میرا لے گئے
حضرت اعلیٰ کو فردوس بریں ہوگا نصیب — شوق سے ہیں سوئے حق وہ حق کے متوالے گئے
طالبؔ خستہ جگر کو دیکھ کر درد آشنا — دردِ فرقت دے گئے آرام جاں کا لے گئے

ڈاکٹر صاحب کا انتقال ۱۱/ شعبان ۱۳۷۷ھ/ ۳-مارچ ۱۹۵۸ء بروز پیر ہوا۔ حضرت پیر سیّد ولائت شاہ گجراتی (ف ۱۹۷۰ء) خلیفۂ امیرِ ملّتؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ کنجاہ شریف میں مزار مبارک بنا۔ حضرت صابر براری کراچوی نے یہ قطعۂ تاریخِ وصال کہا۔

"عالی جاہ الحاج محمد اللہ دتہ طالبؔ کنجاہی نقشبندی مجددی جماعتی"

۱۹۵۸ء

اللہ دتا ہم سے نہاں ہوگئے مگر — زندہ رکھیگی آپ کو تصنیف آپ کی
تبلیغِ دین و شعر و سخن اُن کا ذوق تھا — پھیلائی علم و فن کی جہاں بھر میں روشنی
زاہد تھے متقی تھے وہ پرہیز گار تھے — کی سُنتِ رسولؐ کی ہر گام پَیروی
ہر ایک معرکہ میں ہوئے آپ کامیاب — آئینہ اُن کے رُخ سے تھی شانِ مجددی

صابرؔ سنِ وصال خلا ہے یہ غیب سے
"جانِ جہانِ خُلد ہیں طالبؔ جماعتی"

۱۳۷۸ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

(۱) ''سیرت طالب کنجاہی'' از محمد امین عاصی کنجاہی مطبوعہ کنجاہ ضلع گجرات ۱۹۹۱ء۔ (۲) انوارِ طالب مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء۔ (۳) ''حضرت امیرِ ملّت اور ان کے خلفاء'' از محمد صادق قصوری، سیال کوٹ ۱۹۸۳ء۔ (۴) ''تاریخ گجرات'' از شیخ کرامت اللہ مطبوعہ گجرات ۱۹۷۷ء (۵) ''سیرت امیرِ ملّت'' از سیّد اختر حسین علی پوری، علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ، ۱۹۷۵ء۔ (۷) ''تذکرہ شعرائے کنجاہ'' از محمد صدیق مجاہد مطبوعہ کنجاہ ضلع گجرات اگست ۲۰۰۰ء ص ۸۱۔ (۷) ''گجرات میں اردو شاعری'' از پروفیسر کلیم احسان بٹ مطبوعہ جلالپور جٹاں (گجرات) ۱۹۹۶ء ص ۹۲۔ (۸) ''خفتگانِ خاکِ گجرات'' از ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ء ص ۴۲۔

علامہ تاجِ عرفانی رح

علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی اپریل ۱۸۸۴ء/ ۱۳۰۱ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولوی محمد بخش (ف ۱۹۲۴ء) مالک اخبار ''ہنٹر'' تھا۔ تاج عرفانی نے پرائمری پاس کرنے کے بعد حکیم محمد نواز خاں منور سے فارسی کی کچھ کتابیں پڑھیں اور شعروشاعری کا ذوق بھی انہیں سے پایا۔ امیر مینائی (ف ۱۹۰۰ء) سے بہت متاثر تھے اور ان کی شاگردی کا ارادہ بھی کر لیا تھا لیکن اُن کا انتقال ہو گیا اور پھر خود ہی مشقِ سخن کرتے رہے۔ آپ فی الحقیقت ایک فطری اور وہبی شاعر تھے لہذا اپنی خداداد علمی استطاعت کے باعث جلد ہی مشہورِ خاص و عام ہو گئے۔

تاج عرفانی نے ۱۲ سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ اردو کے علاوہ پنجابی اور فارسی میں بھی طبع آزمائی کی۔ پنجابی میں کئی سنگلاخ زمینوں پر غزلیں کہیں اور ہیر وارث شاہؒ میں چار سو پچاس اشعار کا اضافہ کیا۔ بعد ازاں اپنی تمام تر توجہ اردو ادب ہی کی طرف رکھی۔ ۱۹۰۸ء میں آپ نے ''المجدد'' اور ''قتیلِ ناز'' نامی دو رسالے جاری کئے۔ ان دونوں رسالوں کا ملک کے ادبی، دینی اور علمی حلقوں میں پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ ۱۹۱۳ء میں آپ نے اخبار ہنٹر کی عنانِ ادارت بھی سنبھال لی۔ ۱۹۱۵ء میں حیدر آباد دکن کا سفر کیا۔ تحریکِ خلافت کے زمانے میں ایک روزنامہ اخبار ''امام'' بھی جاری کیا۔ ۱۹۲۵ء میں ہفت روزہ ''انوارالاعظم'' دوبارہ جاری کیا، اس میں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شریعت اور طریقت کے متعلق مضامین شائع ہوتے تھے۔ ۱۹۲۶ء میں آپ نے اخبار ''نشتر'' جاری کیا۔ جس میں زیادہ تر شعراء کے کلام پر تبصرے اور تنقیدیں ہوتی تھیں۔

حضرت تاج عرفانی نے ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۱۹ء تک تقریباً سات (ماہوار، ہفتہ وار اور روزانہ) رسالے اور اخبار جاری کئے اور ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۹ء تک پھر تین نئے اخبار جاری کئے۔ ۱۹۲۹ء میں اخبار ''ہنٹر'' کا پھر سے احیاء کیا۔ اس وقت لاہور میں ''ہنٹر'' کے معاصرین میں روزنامہ ''زمیندار'' اور روزنامہ ''انقلاب'' اور دہلی میں مولانا محمد علی جوہر (ف ۱۹۳۱ء) کا ''ہمدرد'' تھا۔ ''ہمدرد'' نے ''ہنٹر'' کا خیر مقدم کرتے ہوئے لکھا تھا۔

''مولانا تاج الدین احمد تاج نے جو میدان شاعری کے یکہ تازشہ سوار ہونے کے علاوہ ایک بلند پایہ ادیب اور اخبار نویس ہیں۔ عرصے سے ہفتہ وار ''ہنٹر'' جاری کرر کھا ہے۔ دراصل یہ ہنٹر کا دورِ جدید'' ہے۔

سر میاں محمد شفیع (ف ۱۹۳۲ء) نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا تھا:۔

''تاج الدین احمد تاج، اردو اور فارسی کے عالم اور اعلیٰ پایہ کے شاعر ہیں اور اپنے وسیع تعلقات اور علمی بصیرت کی بنا پر انہیں عبقری ادیب کی حیثیت سے دیکھتا ہوں''۔

تاج عرفانی، دبستانِ فن شعر کی اُن معدودے چند منتخب اور باکمال شخصیتوں میں شمار کئے جاتے ہیں کہ عروسِ شاعری جن کی دست بستہ کنیز اور ادنیٰ ترین باندی تھی۔ قدرت کی طرف سے فی البدیہہ شعر کہنے کا ماہرانہ ملکہ آپ کی فطرت میں خاص طور پر ودیعت کیا گیا تھا۔ آپ اپنی خداداد ذہانت اور قدرتی صلاحیتوں کے سبب ہر پیچیدہ موضوع پر مشکل ترین زمین میں بے تکلفانہ انداز میں لکھ لینے میں ایک کامل و اکمل شاعر تھے۔

سنگلاخ سے سنگلاخ زمین میں نہایت ہی شوخ اور شعریت میں ڈوبی ہوئی نظمیں اور غزلیں کہہ لینا آپ کے لئے نہایت معمولی بات تھی اور مشکل سے مشکل قوافی کو نہایت عمدہ اور سلجھے ہوئے انداز میں نظم کر لینا آپ کیلئے نہائت آسان کام تھا۔ آپ اس میں فکر و خیال کی ایسی شمعیں روشن کر دیتے، کہ سامعین و قارئین اُن پر پروانہ وار جھومنے اور سر دُھننے لگ جاتے۔

وسط ۱۹۲۰ء میں ایک دن فخر ملت سید حبیب مدیر روزنامہ ''سیاست'' لاہور (ف ۱۹۵۲ء)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2[illegible]@hotm[illegible] www.marfat.com

حضرت مولانا محرم علی چشتی لاہور (ف ۱۹۲۱ء) کی ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ اتفاق سے حضرت تاج عرفانی وہاں پہلے ہی تشریف فرما تھے۔ مسائل حاضرہ پر گفتگو ہو رہی تھی کہ اثنائے گفتگو مولانا چشتیؒ نے سیّد حبیب سے فرمایا کہ آئندہ تاج صاحب کو ''علامہ'' کہہ کر پکارا کرو۔ اور اپنے اخبار میں بھی اُن کے نام سے کیساتھ لفظ ''علامہ'' لکھا کرو۔ چشتی صاحب نے تو نہائت متانت و سنجیدگی اور پر زور تاکید و فہمائش کے ساتھ مولانا حبیب کو اس تعمیل کیلئے ارشاد فرمایا تھا مگر تاج عرفانیؒ ایک حیرت آمیز اور تعجب انگیز ہنسی کے ساتھ ٹالتے رہے۔ سیّد حبیب نے دوسرے ہی روز اس پر عملدرآمد شروع کر دیا مگر حضرت تاج عرفانی بار بار سیّد حبیب کو لفظ علامہ لکھنے سے منع فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ سیال کوٹ کے ایک عظیم الشان جلسہ میں جس کے صدر سنوسیٔ ہند امیرِ ملّت حضرۃ پیر سیّد محمد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) تھے اور سیّد حبیب تقریر کر رہے تھے۔ حضرت تاج عرفانی بھی اس جلسہ میں فروکش تھے۔ دورانِ تقریر سیّد حبیب نے تاج عرفانی کے نام کیساتھ لفظ ''علامہ'' استعمال کیا۔ مگر حضرت تاج نے اس بھرے جلسے میں سیّد حبیب کو ٹوک دیا کہ میرے نام کیساتھ لفظ ''علامہ'' ہرگز استعمال نہ کرو۔ لیکن صدر جلسہ حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ العزیز نے نہایت ہی جوش کے ساتھ فرمایا کہ ''نہیں نہیں، ضرور ''علامہ'' ہی کہو''۔ اس پر سیّد حبیب نے کہا کہ لیجئے صاحب اب تو آپ ''مستند علامہ'' ہوگئے ہیں۔ جس پر حضرت تاج عرفانی خاموش ہوگئے اور پھر علامہ تاج عرفانی کے نام سے شہرتِ عام اور بقائے دوام کے حامل ہوئے۔

تاج عرفانی نے اوائل شباب ہی میں سنوسیٔ ہند امیرِ ملّت پیر سیّد محمد جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرّہٗ العزیز کے دستِ اقدس پر بیعت کر لی تھی۔ اس لئے اُن کے کلام کا رنگِ معرفت اور چمک گیا۔ آپ کو اپنے پیرومرشد سے انتہائی عقیدت و محبت تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ مقامِ فنافی الشیخ پر پہنچ چکے تھے۔ آپ نے حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ العزیز کی شان میں بیشمار قصائد و منقبتیں لکھیں لیکن طوالت کے خوف سے یہاں صرف ایک قصیدہ نقل کرنے پر اکتفا کی جارہی ہے۔

وہ ہے کون تسکینِ دہِ قلبِ مُضطر — خیالِ ستائش بھی ہے رُوح پرور
وہ ہنگامِ توصیف ذوقِ حلاوت — میں سمجھا کہ ہے نام قندِ مکرّر
محبت پکاری ''ہیں ممدوح تیرے'' — جماعت علی شاہ سبطِ پیمبرؐ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com rfat.com

گُلِ سرسبد ہیں ریاضِ نبیؐ کے — تو دُرجِ ولایت کے تابندہ گوہر
بجی دھوم اقطاعِ عالم میں جن کی! — بجے ڈنکے جن کی ولایت کے گھر گھر!
وہ شیخ المشائخ ہیں اور قطبِ عالم — خدا کی قسم رہبروں کے ہیں رہبر
کرامت ہے جنبشِ لب سے ظاہر! — تصرّف ہے اُن کی اداؤں میں مضمر
جو کہتا ہوں حضرت جماعت علی شاہ — ملائک میرا چومتے منہ ہیں آکر!
ضیاباریاں کی ہیں ظلمتکدوں میں — سپہرِ ولائت کے ہیں مہرِ انور
غریبوں کے حاجت روا شاہِ بخشش! — وہ ہیں اہلِ امید کے دادگستر

غمِ دہر سے مخلصی ہو اسے بھی!!!
ہے دیرینہ خادم ترا تاجِ مضطر

آپ نے پنجابی نظم میں ''محبت دیاں چُھریاں'' کے عنوان سے حضرت امیرِ ملّتؒ کی شان میں اپنے عاشقانہ و مدحیہ جذبات پر مبنی ایک کتاب لکھی جس کا پہلا بند درج ذیل ہے:۔

چل نی علی پُور چل نی علی پُور۔ وَسیئے
اوتھے سوہنا پیر وَسدا
شاہِ جماعت شاہِ جماعت۔ آکھدے
نام سوہنے پیر والڑا
جانداِ دلا ندیاں جانداِ دلا ندیاں۔ رَمزاں
چل کے سُنا پتا
دَرد مَنداں دا دَرد مَنداں دا۔ سُندا
کن لا کے سب دُکھڑا

حضرت تاجؔ عرفانیؒ نے ''درّۃ التاج'' کے زیرِ عنوان حضور پرنُور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں ایک طویل قصیدہ کہا ہے جس کے آغاز میں اہلِ علم کی ناقدری اور جاہلوں کی برتری پر شکوہ و شکایت کرنے کے بعد حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ بیکس میں ہدیۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ جس سے آپ کی دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے والہانہ شیفتگی کا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar ... @ ...   www.marfat.com

اظہار ہوتا ہے:۔

ہوں نگاہ خیر اے شاہنشہ خیر الامم — کھول دے میرے لئے گنجینۂ لطف و کرم
سرفرازانِ جہاں کے سر جھکے تیرے حضور — جھومتا ہے عرش پر تیری شرافت کا علم
میں لکھوں کیسے علوِ مرتبت سرکارؐ کا — جس کے خادم بھی ہیں رشکِ قیصر و فغفور و جم
تیرے اخلاق و مروت کا ہے خود خالق گواہ — یعنی ہے قرآن میں تیری صفت والا شیم
نام نامی ہے محمدؐ جو سراپا حمد ہے — کون بد باطن نکالے اس میں پھر پہلوئے ذم

"درسِ توحید" کے عنوان سے ایک نظم میں کہتے ہیں:۔

جو مانگنا ہے خالقِ ارض و سما سے مانگ — کیوں مانگتا ہے بندوں سے اپنے خدا سے مانگ
اول تو چاہئے طلبِ دیں تیرا شعار — دنیا بھی مانگنا ہے تو اُس کی رضا سے مانگ
ترا خدا کریم ہے اور بادشاہ بھی !!! — مخلوق تو گدا ہے نہ ہرگز گدا سے مانگ

حکیم الامت علامہ اقبال (ف ۱۹۳۸ء) کی نظم "خودی ہے تیغ فساں 'لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'" کے جواب میں "نغمۂ توحید" کے عنوان سے آپ نے ایک طویل نظم لکھی جس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہے بیخودی میں نہاں لا الہ الا اللہ — بنائے تیغ و فساں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
عبودیت میں ہو کامل تو پھر مٹا دے گا! — خیالِ سُود و زیاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
خدا گواہ کہ وہ نغمۂ بہار بنے! — کہوں جو وقتِ خزاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
گناہگار ہوں لیکن سمجھتا ہوں آخر — کلیدِ بابِ جناں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

آپ نے بہت سی کتابیں نظم و نثر میں لکھیں۔ جن کا علم ہو سکا وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

"آفتابِ تاج"، "بہارِ جاوداں"، "محبت دیاں جُھریاں"، "انوارِ صدیقی"، "انوارِ فاروقی"۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۳/ ذیقعد ۱۳۷۸ھ/ ۱۱۔ مئی ۱۹۵۹ء بروز پیر ہوئی اور قبرستان میانی صاحب لاہور میں اُسی روز احاطۂ حضرت طاہر شاہ بندگی میں سپرد خاک ہوئے۔

محققِ دوراں اُستاذی حکیم ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ نے یہ قطعۂ تاریخ وصال کہا۔

گئے دُنیا سے آہ تاج الدین — تھی بڑی شانِ شاعری جن کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain   http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.... at.com

اُنکی تاریخ موت لکھ موئی ''تاجؔ عرفانی ، عارفِ ربی''

——— ۱۳۷۸ھ ———

ماخذ

(۱) ''فدایانِ امیرِ ملت'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ ۱۹۸۱ء۔ (۲) خفتگان خاک لاہور'' از پروفیسر محمد اسلم لاہور ۱۹۹۳ء۔ (۳) ''وفیاتِ مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ اسلام آباد۔ ۱۹۹۰ء۔ (۴) ماہنامہ ''مہرو ماہ'' لاہور ''تاج عرفانی نمبر'' بابت ستمبر ۱۹۵۹ء۔ (۵) ''جامع اُردو انسائیکلوپیڈیا جلد اوّل''، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۸۷ء۔

مولانا غلام محمد ترنّم اَمرتسریؒ

مولانا غلام محمد ترنّم کی ولادت ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۰ء میں امرتسر (مشرقی پنجاب ،انڈیا) کے ایک غریب کشمیری گھرانے میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام عبدالعزیز تھا۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنے بہنوئی مولانا پروفیسر عبدالرحیم ، پروفیسر عربی خالصہ کالج امرتسر (ف ۱۹۱۷ء) اور حضرت مولانا عبدالصمد خاں کاشمیری (ف ۱۹۱۸ء) سے حاصل کی۔ قالین بافی وشال بافی کا فن بھی سیکھا۔ پھر حکیم فیروزالدین طغرائی (ف۔ ۱۹۳۱ء) سے منشی فاضل کا نصاب پڑھ کر امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اگلے سال ادیب فاضل کا امتحان بھی پاس کرلیا۔ شاعری میں حضرت فیروز طغرائی کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

بعدازاں عربی کی تعلیم کیلئے مختلف اساتذہ سے اکتساب کرنے کے بعد مولانا محمد عالم آسی امرتسری (ف ۱۹۴۴ء) سے عربی کی کتابیں پڑھیں اور مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کرلیا۔ پھر علم طب کیلئے حکیم علی محمد مستند طبیہ کالج دہلی، حکیم محبوب عالم مرحوم، حکیم فتح چند اور لاہور کے نامور حکیم شہزادہ غلام محمد (ف ۱۹۵۰ء) سے استفادہ کیا۔ بعد ازاں انگریزی میں بھی خاصی استعداد پیدا کرلی۔ پھر رُوحانی تربیت کیلئے سنوسئی ہند امیرِ ملت حضرت پیر سیّد محمد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری (۱۸۴۱ء۔ ۱۹۵۱ء) قدس سرّہٗ العزیز سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔

فارغ التحصیل ہوکر امرتسر میں خطبہ جمعۃ المبارک دیتے رہے اور اپنی جادو بیانی کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بدولت اطراف واکناف ملک میں جلد ہی مشہور ہو گئے۔ مولانا ظفر علی خاں (ف ۱۹۵۶ء) امرتسر گئے تو آپ کی مقبولیت دیکھ کر یہ شعر کہا۔

ترنم چاند ہے اس شہر میں علم اور حکمت کا درخشاں اس کے ہالے ہیں مسلمانانِ امرتسر

مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کیلئے آپ نے امرتسر میں جامعہ اسلامیہ کے نام سے ایک شاندار مدرسہ قائم کیا۔ طبابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ علاج تقریباً مفت ہی کرتے تھے۔ تحریک پاکستان میں مثالی کردار ادا کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد لاہور تشریف لے آئے اور طبابت شروع کر دی اور ساتھ ہی ساتھ جامع مسجد سیکرٹریٹ میں خطابت کا جادو جگانے لگے۔ ہر کام فی سبیل اللہ کیا اور ہمیشہ حق گوئی و بیباکی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ جہادِ کشمیر میں دل کھول کر کام کیا۔ پنجاب یونیورسٹی کے فیلو اور بورڈ آف سنڈیکیٹ کے رکن رہے۔ قرآن کمیٹی (حکومت پنجاب) کے رکن، مدرسۃ البنات اور انجمن چشتیہ ہائی سکول لاہور کے ممبر بھی رہے۔ لاہور سے "ٹمپرنس" کے نام سے ایک ماہنامہ بھی جاری کیا۔ جس میں "تھامس کارلائل" کی کتاب "ہیروز ہیرو ورشپ" کے الزامات کا جواب بڑے ٹھوس، دلنشیں اور احسن انداز میں دیا تھا۔

طبی کانفرنس کے سیکرٹری نشر و اشاعت اور جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی اور مرکزی نائب صدر بھی رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختم نبوت میں اہم کردار ادا کیا اور قید و بند کی صعوبتوں سے نبرد آزما رہے۔ جذبۂ حُبِّ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی رگ و پے میں سرائت کئے ہوئے تھا۔ آپ کی شاعری کا اکثر حصہ نعتیہ ہے۔ دستور پاکستان، مقدمہ وحواشیٔ "بطلِ نبوت"، الجہاد، غذائی چارٹ وغیرہ نثری یادگار ہیں۔ نعتیہ بیاض میں ۱۹۴۷ء سے قبل کی کہی ہوئی نعتیں درج تھیں۔ ان کی وفات کے بعد اُن کے شاگرد غلام محی الدین مونسؔ شائع کرنے کے ارادے سے راولپنڈی لیگئے مگر وہ جاتے ہی انتقال کر گئے اور بیاض لاپتہ ہو گئی۔

زمانۂ قیام لاہور میں مولانا ترنم نے جتنی نعتیں کہیں وہ چھپوا دیں اور ان کی نقل نہیں رکھی۔ اسلئے ان کے کلام کی تدوینِ و ترتیب ابھی تک نہیں ہو سکی۔ استاذی محققِ عصر حکیم ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوریؒ نے مولانا ترنم کی جو سوانحِ عمری بعنوان "مولانا غلام محمد ترنم" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء لکھی ہے۔ اُس میں مولانا کی پندرہ نعتیں درج ہیں۔ ایک نعت ملاحظہ ہو:۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جلوہ ہر سمت ہے اے شمعِ تجلی تیرا
مظہرِ نورِ خدا ہے رُخِ زیبا تیرا

تیرے انفاس میں نوخیز گلوں کی خوشبو
مطلعِ نورِ مقدس ہے سراپا تیرا

تیرے کردار کی عظمت ہے منقش دل پر
آسماں بوس ہے اخلاق کا رُتبہ تیرا

سب سے افضل ہے محبت میں محبت تیری
فخرِ عُشاق ہے ہر چاہنے والا تیرا

وہ جو ہیں شیوۂ تسلیم و رضا سے واقف
دیکھتے رہتے ہیں ہر بات میں منشا تیرا

حاملِ حُسنِ سماعت ہو جو گوشِ انساں
سینۂ ساز میں بھی ہوتا ہے نغمہ تیرا

تیرے دیوانے جہاں بخش و جہاں دار رہے
عظمتِ اہلِ خرد کیوں نہ ہو سودا تیرا

اُس کے دامن سے مٹے داغ سیہ کاری کے
جس نے بھی دیکھ لیا نقشِ کفِ پا تیرا

تو ہی بے مثل ہے نبیوں میں، تو ہی یکتا ہے
کوئی ہمسر، کوئی ثانی نہیں دیکھا تیرا

ایک مجموعۂ اعجاز ہے تیری ہستی!
"حسنِ یوسفؑ، دمِ عیسیٰؑ، یدِ بیضا" تیرا

مجھ کو دنیا کی محبت سے سروکار نہیں
دل میں ارماں ہے فقط اے شہِ بطحا تیرا

میرے سینے میں فروزاں ہے چراغِ ایماں
مجھ کو کچھ خوف نہیں شبِ یلدا تیرا

ایک ترنم ہی نہیں تیری تمنا کا اسیر
بزمِ ہستی میں نہیں ہے کسے سودا تیرا

وفات سے اڑھائی تین سال قبل آپ ذیابیطس اور دل کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے تھے اور بالآخر ۱۷/محرم الحرام ۱۳۷۹ھ/۲۴/جولائی ۱۹۵۹ء کو راہی ملکِ بقا ہوئے۔ قبرستان میانی صاحب لاہور میں آپ کو دفن کیا گیا۔ نماز جنازہ مفتیِ اعظم پاکستان سیّد ابوالبرکات قادریؒ (ف ۱۹۷۸ء) نے پڑھائی۔

محققِ زمن حکیم ملت اُستاذی حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ (ف ۱۹۹۹ء) نے مولانا ترنم کی وفات پر یہ تاریخی مادے نکالے تھے:

"ترنم داخلِ خُلد" ، "فاضل حکمت" ، "رحلتِ شیریں مقال"

۱۹۵۹ء ، ۱۳۷۹ھ ، ۱۳۷۹ھ

پیر غلام دستگیر نامی (ف ۱۳۸۱ھ) نے یہ قطعۂ تاریخ وصال کہا:

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

غلام محمد کی نامی اوفات ترنم پہ اک نوا تمنیخ ہے
''غلام محمد طیب اجل جہاں سے گئے'' آہ تاریخ ہے

۱۳۷۹ھ

ماخذ

(۱) ''مولانا غلام محمد ترنم'' از حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور ۱۹۷۱ء۔ (۲) ''سات ستارے'' از حکیم محمد حسین بدر، لاہور ۱۹۷۷ء۔ (۳) ''خفتگانِ خاک لاہور'' از پروفیسر محمد اسلم ،لاہور ۱۹۹۳ء۔ (۴) ''وفیات مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم ،لاہور ۱۹۹۰ء۔ (۵) ''کلیات طغرائی'' مرتبہ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم ،لاہور ۱۹۳۳ء۔ (۶) ''جامع اردو انسائیکلوپیڈیا'' جلد اوّل مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۷ء۔ (۷) ''اکابر تحریک پاکستان جلد اوّل'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء۔ (۸) ''فدایانِ امیرِ ملت'' از محمد صادق قصوری مطبوعہ ۱۹۸۱ء۔ (۹) ''تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور'' از علامہ اقبال احمد فاروقی ،لاہور ۱۹۷۵ء۔ (۱۰) مجلہ ''اوج'' گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور، ''نعت نمبر'' بابت ۹۳-۱۹۹۲ء۔

خواجہ محمد کرم الٰہی ایڈووکیٹ سیالکوٹیؒ

ماسٹر خواجہ محمد کرم الٰہی ابن میاں غلام قادر نائیک ۱۸۸۰ء میں موضع بڈیانہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے پردادا خواجہ عبدالرحیم نائیک کشمیر سے ہجرت کر کے موضع بڈیانہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔

خواجہ صاحب نے ۱۸۹۵ء میں سیال کوٹ سے میٹرک کیا اور بطور مدرس محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو کر کوہاٹ چلے گئے۔ یہاں ملازمت کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیم کو بھی جاری رکھا اور ۱۹۰۰ء میں ایف اے کا امتحان پاس کر لیا۔ ۱۹۰۲ء میں مختاری کا امتحان دیا جو کہ وکالت کا پہلا امتحان ہوتا تھا۔ ۱۹۰۴ء میں بی اے اور ۱۹۰۵ء میں ایل ایل بی کے امتحانات پاس کر لئے اور پھر ۱۹۰۵ء ہی میں دیوانی ،فوجداری اور محکمہ مال کے مقدمات کی اجازت مل گئی۔ چونکہ طبعاً آزادی پسند تھے لہٰذا سرکاری ملازمت کی بجائے سیال کوٹ (محلہ کشمیریاں) میں رہائش پذیر ہو کر پریکٹس شروع کر دی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اور جلد ہی نامور وکلاء میں شمار ہونے لگے۔ ابتدائی زندگی مدرسی میں گزارنے کی وجہ سے ''ماسٹر'' کا لفظ نام کا جزو بن گیا تھا۔

خواجہ صاحب نے دورِ طالبعلمی میں ہی حضرت امیرِ ملت قدس سرّہٗ العزیز کے دستِ اقدس پر سعادتِ بیعت حاصل کر لی تھی۔ ۱۱/مئی ۱۹۳۱ء کو بر موقعہ سالانہ اجلاس انجمن خدّام الصوفیہ ہند علی پور سیدّاں حضرت امیرِ ملتؒ نے آپ کو شرفِ خلافت سے نواز کر خلقِ خدا کی رہنمائی کا فریضہ بھی سونپ دیا۔ خواجہ صاحب کی زندگی ایک مردِ مومن کی زندگی تھی۔ فنا فی الشیخ کی منزل پر پہنچے ہوئے تھے۔ تمام زندگی اپنی شیخِ طریقت پر نثار کر دی۔ حضرتِ امیرِ ملت قدس سرّہٗ العزیز کے قدموں کیساتھ تحریکِ کشمیر، فتنۂ ارتداد، تحریکِ خلافت، ساردا ایکٹ، تحریک مسجد شہید گنج اور تحریکِ پاکستان میں بھرپور خدمات انجام دیں۔ مرزائیوں اور دیگر معاندین نے حضرت امیرِ ملت قدس سرّہٗ العزیز کیخلاف جو مقدمات دائر کئے، خواجہ صاحب اِن سب میں بڑی محنت اور مہارت سے وکالت فرماتے رہے۔

یکم/اپریل ۱۹۳۸ء/ ۲۹۔ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ کو بر موقعہ عرس شریف حضرت باباجی فقیر محمد چوراہی (ف ۱۸۹۷ء)، حضرت پیر سید شاہ سجادہ نشین چورہ شریف ضلع اٹک (ف ۱۹۳۹ء) نے بھی خواجہ صاحب کو دستارِ خلافت سے نوازا۔ دستارِ خلافت حضرت پیر سید شاہؒ اور حضرت امیرِ ملتؒ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے باندھی۔ خواجہ صاحب فرطِ جذبات سے رو پڑے اور حضرت امیرِ ملت قدس سرّہٗ العزیز کے قدموں میں گر پڑے۔

مقامی سیاست میں بھرپور دلچسپی کی وجہ سے برس ہا برس تک سیال کوٹ کے میونسپل کمشنر رہے۔ ہر دفعہ میونسپل کمیٹی کی تعلیمی کمیٹی کی سربراہی کا قرعہ آپ کے نام ہی نکلتا رہا۔ کئی دفعہ آنریری سیکرٹری منتخب ہوئے۔ آل انڈیا کشمیر مسلم کانفرنس کے سیکرٹری اور ۱۹۲۰ء میں ''انجمن حمایت اسلام لاہور'' کے آنریری وکیل مقرر ہوئے۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرّہٗ العزیز کی بنا کردہ ''انجمن خدام الصوفیہ ہند'' کے سیکرٹری جنرل اور ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ کے تا زیست ایڈیٹر رہے۔ غرض آپ کی زندگی بڑی مصروف اور خدمت کے جذبہ سے بھرپور تھی۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خواجہ صاحب کے رگ و پے میں سمایا ہوا تھا۔ پانچ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مرتبہ حج بیت اللہ وزیارت روضۂ اقدس حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت سے سرفراز ہوئے اور اٹھارہ حج بدل کروائے۔ خواجہ صاحب کو اپنے پیرومرشد سے وہی محبت اور عشق تھا جو حضرت امیر خسرو (ف ۱۳۲۵ء) کو اپنے پیرومرشد حضرت محبوب الٰہی خواجہ محمد نظام الدین اولیاء دہلویؒ (ف ۱۳۲۴ء) سے تھا۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز ہمیشہ آپکو "ماسٹر صاحب" کہہ کر پکارا کرتے تھے اور اکثر و بیشتر ارشاد فرماتے تھے کہ "ماسٹر صاحب بہت بزرگ آدمی ہیں" آپ بھی پیرومرشد کا اسم گرامی سُنتے ہیں اشکوں کے ہار پرونا شروع کر دیتے تھے۔ حضرۃ امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کے زمانۂ قیام علی پور شریف میں ہر ہفتہ کی شام کو پابندی کے ساتھ حاضری دیا کرتے تھے اور اتوار کا دن مرشدِ بے مثال کے قدموں میں گزار کر واپس سیال کوٹ جاتے تھے۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی آخری علالت میں ایکدفعہ خواجہ صاحب ہفتہ کے دن بامر مجبوری حاضر نہ ہو سکے۔ حضرت اقدسؒ تمام دن آپ کو یاد کرتے رہے۔ بار بار استفسار فرماتے کہ "ماسٹر صاحب نہیں آئے"؟ آپ اتوار کی صبح حاضر ہوئے تو حضرت اقدسؒ نے آپ کو دیکھتے ہی برجستہ یہ شعر پڑھا۔

نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہے انتظار
جانبِ در دیکھتا ہے جبکہ ہوش آجائے ہے

ماسٹر صاحب یہ سن کر تڑپ گئے اور قدموں سے لپٹ کر رونے لگے اور عرض کیا۔ "بندہ خطاوار ہے، معافی کا خواستگار ہے"۔

خواجہ صاحب کو شعر و شاعری کا بڑا پاکیزہ ذوق تھا۔ ہر ماہ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" میں حمد و نعت اور منقبت سے قارئین کا ایمان تازہ کرتے تھے۔ ایک نعت ملاحظہ ہو۔

عرش سے بالا ہے اُوجِ آستانِ مُصطفیٰؐ
آدمی تو کیا مَلک ہیں پاسبانِ مُصطفیٰؐ

کیا کرے انسان ثناءِ عزّ و شانِ مُصطفیٰؐ
جُز خدا کوئی نہیں ہے رُتبہ دانِ مُصطفیٰؐ

حکم جو اللہ کا ہے، ہے وہی حکم آپؐ کا
ہے زبان اللہ کی، گویا زبانِ مُصطفیٰؐ

دنگ ہو جاتے ہیں سُنتے ہی فصیحانِ عرب
کسقدر تھا ابلغ و افصح بیانِ مُصطفیٰؐ

قابَ قوسَین اور اَدنیٰ سے ثابت ہو گیا
لامکاں سے ہے کہیں اَرفع مکانِ مُصطفیٰؐ

حضرت صدیقؓ اور فاروقؓ وعثمان و علیؓ
تھے یہی چاروں خلیفہ رازدانِ مُصطفیٰؐ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جنتی ہیں جنتی ہیں آپ کے سب دوستدار
دوزخی ہیں، دوزخی ہیں دشمنانِ مصطفےٰؐ

حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں ایک منقبت بھی درج ذیل ہے۔

شاہِ جماعت شہ علی محبوب ربِّ ذوالجلال	نیک دل نیکو سیر نیک رو نیکو خصال
خوبرو و پاک باطن، پاک جان و پاک دل	مخزنِ کشف و کرامت صاحبِ حسن و جمال
سید السادات مقبولِ خدائے دوسرا	نام پاکش دافع رنج و بلا و ہر ملال
بس شگفتہ خاطر و ہم عکسِ روئے مصطفےٰؐ	سید عالی نسب والا حسب شیریں مقال
مصدرِ لطف و عنایت مخزنِ جود و سخا	معدنِ رشد و ہدایت منبع لطف و کمال
مظہرِ نورِ نبیؐ و پرتوِ خلقِ عظیم	قاسمِ ایمان و ایقان آں شہِ فرخندہ حال
ہر دعائش می شود مقبول پیش از التجا	استجابت زودی آید ربِّ ذوالجلال
او مجدد ہم محدث بود قیومِ زماں	معطی انوارِ ایماں قاسمِ جاہ و جلال
ای خدا ایں دودماں را تا ابد محفوظ دار	از ہمہ فکر و بلا واز ہمہ رنج و ملال
ایں دعائے جیتوا کرم الہٰی کن قبول	از طفیلِ خواجگاں محبوبِ ربِّ ذوالجلال

آپکی وفات ۲۵/ دسمبر ۱۹۵۹ء/۲۴/ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ بروز جمعۃ المبارک بوقت شام بعارضہ چندروزہ بخار ہوئی اور خاکِ سیال کوٹ میں ہی ابدی نیند سو گئے۔

راقم الحروف صادقؔ قصوری نے یہ قطعۂ تاریخ وفات کہا ؎

"گہر علم خواجہ محمد کرم الہٰی"

—— ۱۳۷۹ھ ——

داغِ فراق دیکر دُنیا سے چل دیئے ہیں	جانِ امیرِ ملت خواجہ کرم الہٰی
صادقؔ قصوری کہہ دو سالِ وفات اُن کا	"ہیں حق شناس جنّت خواجہ کرم الہٰی"

—— ۱۹۵۹ء ——

ماخذ

(۱) "سیرتِ امیرِ ملت" (۲) "تذکرہ شہ جماعت" (۳) "اقبال اور انجمن حمایت اسلام"

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktab[illegible].org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

از محمد حنیف شاہد، لاہور ۱۹۷۶ء۔(۴) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ اپریل ۱۹۳۸ء مئی ۱۹۳۹ء، اپریل ۱۹۵۳ء، دسمبر ۱۹۵۴ء، دسمبر ۱۹۵۹ء۔

فائقؔ اکبر آبادیؒ

منشی نظیر الدین فائق ولد منشی اللہ بخش ۱۸۹۲ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کرنے کے بعد والد محترم اور دیگر اساتذہ سے اردو اور فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے مخلص مریدوں میں سے تھے۔ شعروشاعری سے خصوصی دلچسپی تھی۔ ایک نعت ملاحظہ ہو:

مہر تاباں کو ملی ہے ندرتِ رُوئے رسولؐ
چاند کی فطرت میں ہے کچھ فطرتِ رُوئے رسولؐ

خواب ہی میں کاش ہوتی طلعتِ رُوئے رسولؐ
ہم زبانِ دل سے کرتے مدحتِ رُوئے رسولؐ

خالقِ یکتا کا ہے بے مثل و بے ہمتا حبیبؐ
لاشریکِ خلق ہے یوں وحدتِ رُوئے رسولؐ

کملی اوڑھے بوریئے کے فرش پر جلوہ گزیں
اور پھر اللہ اکبر ہیبتِ رُوئے رسولؐ

آرزوئے دید اُن کی آرزوئے دیدِ حق
من رآنی کا خلاصہ الفتِ رُوئے رسولؐ

حاملِ وحیِ الٰہی صدرِ پاکِ مصطفےٰؐ
آیۂ قرآنِ ناطق سطوتِ رُوئے رسولؐ

رَبِّ اَرِنی وَلَنْ تَرَانِی تو حدیثِ طور ہے
لِی مَعَ اللہ ہے مقامِ خلوتِ رُوئے رسولؐ

کرتی شاہِ انبیاء پر اپنے یوسفؑ کو نثار
گر زلیخا دیکھ لیتی شوکتِ رُوئے رسولؐ

اِس متانت پر فدا اس کے تبسم پر نثار
پاک تر از ہر دو عالم عصمتِ رُوئے رسولؐ

بن گئی مشاطۂ قدرت کے ہاتھوں یہ دلہن
انبساطِ عالمِ کُن بہجتِ رُوئے رسولؐ

دل شگفتہ اس گُلِ خوبی سے ہے فائقؔ میرا
گلشنِ عالم میں ہے جو نکہتِ رُوئے رسولؐ

ایک غزل بھی ضیافتِ طبع کیلئے نقل کی جاتی ہے:

پیشِ رُوئے نگار کیا کرنا
دل تو ہے بیقرار کیا کرنا

زیست کا اعتبار کیا کرنا
عقل پر انحصار کیا کرنا

وہ تو غیروں سے ملتے جلتے ہیں
اُن کے قول و قرار کیا کرنا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

توبہ کرتوبہ ہر گھڑی فائقؔ — موت کا انتظار کیا کرنا

حضرت فائقؔ کی وفات ۱۷، جون ۱۹۶۰ء/۲۱ ذوالحجہ ۱۳۷۹ھ بروز جمعۃ المبارک آگرہ میں ہوئی۔ خود اپنی تاریخ وفات کہی تھی۔ "بندہ حقیر فائق جماعتی عفی عنہٗ"

۱۳۷۹ھ

پروفیسر حامد حسن قادریؒ (ف ۱۹۶۴ء) خلیفۂ امیرِ ملتؒ نے یہ قطعہ تاریخ وصال کہا۔

فائقؔ محترم نظیر الدین — نیک سیرت میں، پاک طینت میں
کر کے پردہ جہانِ فانی سے — اب ہیں داخل جوارِ رحمت میں
دل سے شیدائے قبلۂ عالم — مستعد اتباعِ سُنّت میں
نعت گوئی وشاعری اُن کی — پیشکش درگہِ رسالتؐ میں
حلقۂ آگرہ کے رُوحِ رواں — گرم رو مسلکِ طریقت میں
پائیں اللہ سے وہ اجرِ عظیم — بابِ جنّت کھلا ہو تُربت میں
قادریؔ نے لکھا یہ سالِ وفات
"ہیں وہ قربِ شفیعِ اُمت میں"

۱۳۷۹ھ

جناب طیّب علی کاظمی آگروی نے بھی تاریخ وفات کہی۔

ثناخوانِ نبیؐ فائقؔ خدا کے خاص بندے تھے — ہوئے واصلِ بحق مرحوم یوں خُلد آشیاں ہوکر
بحکمِ خالقِ اکبر کہا رضوانِ جنّت نے — کہ اے رُوحِ "نظیر الدین آزیبِ جناں" ہوکر

۱۲۵۵+۱+۱۲۳=۱۳۷۹ھ

○

ہاں وفاتِ جنابِ فائقؔ پر — ذکر اُن کا ہے با دلِ غمگین
از سرِ آہ مصرعۂ تاریخ — کہیے "زیبِ جناں نظیر الدین"

۱+۱۳۷۸=۱۳۷۹ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولوی فیاض الدین خاں فیاض رامپوریؒ

مولوی فیاض الدین خاں فیاض رامپوری ۱۲۹۶ھ/۹-۱۸۷۸ء میں رامپور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام "اختر الدین" تھا جس سے اُن کا سال ولادت ۱۲۹۶ھ نکلتا ہے۔ مولوی صاحب نے مدرسہ عالیہ رامپور میں درسِ نظامی سے فراغتِ تحصیل کے بعد السنہ کے امتحانات پنجاب والہ آباد یونیورسٹی سے کامل وغیرہ میں کامیابی حاصل کی اور عمر بھر تدریس و تعلیم میں مشغول رہے، حتیٰ کہ سرکاری مدرسہ رامپور سے وابستہ رہکر پنشن حاصل کی۔

آپ نے اوائل عمری میں ہی حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کے دستِ اقدس پر بیعت کر لی تھی۔ پیر و مرشد کے عاشقِ زار تھے۔ حضرت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں بے شمار منقبتیں لکھیں۔ تمام عمر نعت اور منقبت کے سوا کچھ نہ کہا۔ نہائت خوش رُو، خوش خُو، نیک سیرت، پاک باطن، مخلص، متواضع، مہمان نواز اور فیاض تھے۔

آخری عمر میں مرضِ فالج میں مبتلا ہو کر کئی سال صاحبِ فراش رہے۔ نمازِ باجماعت کے ایسے عادی اور عاشق تھے کہ امراض سے معذور، صاحبِ فراش ہونے کے باوجود اذان کو سُن کر تڑپ جاتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۵۔ اگست ۱۹۶۳ء/۲۴۔ ربیع الاوّل ۱۳۸۳ھ بروز جمعرات کو شب کے گیارہ بجے رامپور میں ہوئی۔ آپ کے بڑے صاحبزادے مولوی ضیاء الدین اپنے سلسلہ عالیہ جماعتیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عاشق اور حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کے چھوٹے صاحبزادے شمس الملت پیر سیّد نور حسین شاہؒ (ف ۱۹۷۸ء) سے خلافت و اجازت یافتہ تھے۔

مولوی فیاض الدین فیاض نہایت خوش طبع، بذلہ سنج شاعر و ادیب تھے۔ فنِ تاریخ گوئی میں اُستادانہ کمال رکھتے تھے۔ بطورِ نمونہ کلام ایک نعت شریف درج ذیل ہے:۔

کوئی بھی نہیں واقفِ اسرارِ محمدؐ ۔۔۔ افضل ہے دو عالم سے بھی سرکارِ محمدؐ

توحید کی کثرت نے دُوئی کو نہیں رکھا ۔۔۔ اللہ کا دیدار ہے دیدارِ محمدؐ

بڑھ کر ہو مجھے کنجِ لحد باغِ ارم سے ۔۔۔ ہو جائے وہاں گر مجھے دیدارِ محمدؐ

والشمس میں کھائی ہے قسم آپ کی حق نے ۔۔۔ روشن ہیں سوا مہر سے رُخسارِ محمدؐ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

پھولوں کی محبت سے ہے گلشن کی محبت — ہیں آلِ محمدؐ گلِ گلزارِ محمدؐ ۔۔۔

شیدائے محمدؐ کو نہیں خوفِ جہنم — حامی ہے خدا اُس کا جو ہے یارِ محمدؐ

گنبد ہو مرے سامنے لب پر ہو یہ کلمہ — اللہ کا دیدار ہے دیدارِ محمدؐ

فیاضؔ کی نظروں میں بسے رہتے ہیں ہر دم!
گیسوئے محمدؐ کبھی رُخسارِ محمدؐ

آپ کی رحلت پر مولوی محمد راشد علی راشدؔ بچھرانوی (ف ۱۹۸۲ء) نے مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ وفات کہا ۔ ''قدسی نہاد مولوی فیاض الدین خاں''

—— ۱۹۶۳ء ——

ہیں یہاں قبلہ مولوی فیاض — خُوب راحت میں، اپنی تُربت میں
پھیر کر منہ جہانِ فانی سے — چین فرمارہے ہیں جنّت میں
زندگی میں تھے کسقدر بافیض — وقف خلقِ خدا کی خدمت میں
عالم وصوفی وکریم صفات — نیک خصلت میں، پاک طینت میں
کس قدر بحرِ جُودوبحرِ کرم — کسقدر باکمال رافت میں
مردِ صالح تھے نقشبندی تھے — غرق تھے شیخ کی محبّت میں
پائیں فضلِ خدائے برتر سے — جائے اعلیٰ جوارِ رحمت میں
فکرِ تاریخ کیا کروں راشدؔ — دل ہے رنجور اُن کی فرقت میں
''حق میں واصل ہیں مولوی فیاضؔ'' — کہدو راشدؔ یہ سالِ رحلت میں
۱۳۸۳ھ

''غرق رحمت ہے'' یہ بھی ہے تاریخ — ''ہیں یہ قربِ شفیعِ اُمت میں''
—۱۹۶۳ء— — ۱۳۸۳ھ

ماخذ

(۱) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ اگست ۱۹۳۹ء ص ۱۶۔ (۲) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور اکتوبر ۱۹۶۳ء ص ۲۵۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مولانا حکیم محمد خُوب، احمد آبادیؒ

مولانا حکیم محمد خُوب، احمد آباد (بھارت) میں ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام شمس الدین عرف حاجی میاں بن محمد میاں بن محمد جمال بن محمد عثمان بن محمد قاسم بن محمد یحییٰ عرف شیخ فاروقی تھا۔ محمد یحییٰ بن محمد امین بن محمد عارف، موصل شہر (عرب) سے ہجرت کر کے احمد آباد میں تشریف لے آئے تھے۔ اور یہاں درس وتدریس کا سلسلہ جاری کرنے کی وجہ سے بڑے اخوند کے نام سے مشہور ہوئے۔ احمد آباد میں ہی مزار مقدس بنا۔ ۱۳۔ ربیع الاوّل کو ہر سال عرس مبارک ہوتا ہے۔

مولانا محمد خوب لڑکپن ہی میں حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ العزیز سے بیعت ہو گئے تھے۔ آپ نے متواتر دس سال حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ العزیز کی سفر وحضر میں بے مثال خدمت کی۔ گجرات (بھارت) کے علاقہ میں تبلیغ اسلام اور توسیع سلسلہ کے لئے بہت کام کیا۔ آپکی خدمات سے خوش ہو کر حضرت امیرِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰/مئی ۱۹۱۳ء کو بر موقعہ سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیّداں آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔ آپ نے ہزاروں لوگوں کو براہِ راست حضرت امیرِ ملّت نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت کرایا اور بہت سے افراد کو خود بیعت میں لیا۔ آپ طبیبِ حاذق بھی تھے اور نقشبندی دواخانہ کے نام سے مطب بھی کرتے تھے۔

آپ بڑی پابندی کے ساتھ علی پور سیّداں شریف حاضر ہوا کرتے تھے۔ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر بڑے عشق ومحبت اور ذوق وشوق سے تقریر کیا کرتے تھے۔ آپ نے حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ العزیز کی معیت میں فتنۂ ارتداد، تحریکِ خلافت اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ رسالہ ''انوار الصوفیہ'' میں نظم ونثر کے ذریعے دینِ حق کی اشاعت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ بہت سے کتابیں بھی لکھیں مگر ہمیں صرف ایک کتاب ''کرشمۂ قدرت'' کا علم ہی ہو سکا ہے۔ شعر وشاعری کا اچھا مذاق پایا تھا مگر تازیست حمد ونعت اور منقبت کے سوا کچھ نہ کہا۔ مرزا داغ (ف ۱۹۰۵ء) کی ایک نظم پر آپکی تضمین درج کی جا رہی ہے۔ جس سے آپ کی اپنے شیخ کامل حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ العزیز سے والہانہ وابستگی اور عقیدت ومحبت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ یہ تضمین آپ نے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com rfat.com

۱۴/مئی ۱۹۴۲ء کو حضرت امیرِ ملت قدس سرّہٗ العزیز کے حضور پڑھ کر دادِ تحسین اور انعام حاصل کیا۔

مُرشدی! مجھ کو کیا دیا تُو نے — رنج و غم سے چُھڑا دیا تُو نے
کیا کہوں کیا صلہ دیا تُو نے — سبق ایسا پڑھا دیا تُو نے
دل سے سب کچھ بُھلا دیا تُو نے

ہیں بھلے یا بُرے زمانے کے — نہ رہے لائق آزمانے کے
صدقے کھاتے ہیں پیرخانے کے — ہم نکمے ہوئے زمانے کے
کام ایسا سکھا دیا تُو نے

فکرِ دُنیا نہ فکرِ عقبیٰ ہے — رنج و غم ہے نہ کوئی کھٹکا ہے
اس سے کیا بڑھ کے تجھ سے لینا ہے — لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دلِ بے مدعا دیا تُو نے

جب کبھی میں گیا ہوں پیر کے پاس — ہوئی میرے دل کی پوری آس
سُنی نعتِ حبیبِ ربّ الناس — ہادیٔ خضر و رہبر الیاس
مجھ کو وہ رہنما دیا تُو نے

دل لگایا ہے جب سے آقا سے — ہوئے آزاد فکرِ عقبیٰ سے
ایک غرض ہے تو ذکرِ مولا سے — کچھ تعلق رہا نہ دُنیا سے
شغل ایسا بتا دیا تُو نے

حاجیوں میں ہوں شاملِ لبیک — درِ حضرت پہ شاغلِ لبیک
ہوگیا دل سے قائلِ لبیک — تھا مرا منہ نہ قابلِ لبیک
کعبہ مجھ کو دکھا دیا تُو نے

ایک نعمت نبیٔ بطحا تھا — ایک دولت یہ پیر میرا تھا
خوب! کیا خوب کوئی کہتا تھا — داغؔ کو کون دینے والا تھا
جو دیا اے خدا دیا تُو نے

آپ نے حضرت امیرِ ملت قدس سرّہٗ العزیز کی شان میں ایک طویل اور عشق و محبت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سے بھرپور قصیدہ لکھا تھا۔ جو راقم الحروف کی دوسری کتاب ''مناقب امیرِ ملت'' میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہاں صرف مطلع درج کیا جاتا ہے۔

حق کے محبوب ہو اور سچے ولی ۔۔۔ ہیں اَب و جد تمہارے نبیؐ و علیؓ

دوڑتی آئی مخلوق در پہ چلی ۔۔۔ تم نے کردی ہیں سبکی مرادیں بھلی

المدد پیر سیّد جماعت علی

مشکلیں حل کروائے خُدا کے ولی

۲/محرم الحرام ۱۳۸۴ھ/۱۴/مئی ۱۹۶۴ء بروز جمعرات آپکی رُوح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ احمد آباد (بھارت) میں ہی آخری آرامگاہ بنی، جہاں ہر سال عرس مبارک ہوتا ہے۔

ماخذ

(۱) ''سیرتِ امیرِ ملّت'' از سیّد اختر حسین علی پوری مطبوعہ ۱۹۷۵۔ (۲) ''کراماتِ امیرِ ملّت'' از بخشی مصطفٰے علی خاں، کراچی ۱۹۶۵ء۔ (۳) حضرت امیرِ ملّتؒ اور اُن کے خلفاء'' از محمد صادق قصوری، سیالکوٹ ۱۹۸۳ء، (۴) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ مئی ۱۹۴۲ء، (۵) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ''، قصور جولائی اگست ۱۹۶۴ء۔

پروفیسر حامد حسن قادریؒ

پروفیسر حامد حسن قادری کی ولادت ۲۹/ جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ/ ۲۵/ مارچ ۱۸۸۷ء کو قصبہ بچھراؤں ضلع مراد آباد (یوپی) میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم مبارک مولوی احمد حسن (ف ۱۹۱۳ء) تھا۔ جو ریاست رامپور میں وکالت کرتے تھے اور بلند پایہ عالم اور محدّث کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کے پردادا مولوی محمود عالم (ف ۱۸۶۷ء) بریلی کے مشہور صوفی بزرگ شاہ نیاز احمد بریلوی (ف ۱۸۳۴ء) کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کے تایا جان پروفیسر مولوی محمد حسن فاروقی (ف ۱۹۳۰ء) مشہور ادیب، شاعر اور ماہر تعلیم پروفیسر محمد طاہر فاروقی (ف ۱۹۷۸ء) کے والد تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرۃ زہد الانبیاء بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے۔ اس بناء پر آپ فاروقی اور فریدی بھی کہلاتے ہیں۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

اسلامیہ ہائی سکول رامپور سے ۱۹۰۹ء میں میٹرک کرنے کے بعد مدرسہ عالیہ رامپور میں داخل ہو کر عربی اور فارسی کی تکمیل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور اردو فاضل کے امتحانات پاس کرنے کے بعد ایف اے کیا۔ پھر اپنے مطالعہ کے شوق اور محنت سے جلیل القدر عالم بن گئے۔ ۱۹۲۲ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کا سالانہ جلسہ علیم مسلم ہائی سکول کانپور میں منعقد ہوا جس کی صدارت حکیم محمد اجمل خاں (ف ۱۹۲۸ء) فرما رہے تھے۔ ان دنوں آپ مذکورہ سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ آپ نے عربی لسانیات پر ایک بلند پایہ مقالہ پڑھا جس سے حاضرین عش عش کر اٹھے۔ نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی (ف ۱۹۵۰ء) نے جوش طرب میں پیشانی چوم لی۔ حکیم اجمل خاں (ف ۱۹۲۸ء) نے کرسی صدارت سے اٹھ کر بے اختیار گلے لگا لیا اور پُرجوش الفاظ میں داد دی اور مولانا سید سلیمان ندوی (ف ۱۹۵۳ء) نے فرمایا۔ "جزاک اللہ! آپ نے ہمارا کام انجام دیا ہے"۔ دیگر اکابر نے بھی آگے بڑھ کر داد و تحسین سے نوازا۔

پروفیسر حامد حسن قادری نے کانپور، مہو چھاؤنی، اٹاوہ اور بڑودہ میں بڑی شاندار تعلیمی خدمات سرانجام دیں اور ۱۹۲۷ء میں سینٹ جانسن کالج آگرہ میں پروفیسر ہو گئے۔ ۱۹۴۵ء میں اپنے برادر اکبر حضرت پروفیسر عابد حسن فریدی (ف ۱۹۴۵ء) کے وصال کے بعد اسی کالج میں صدر شعبہ اردو اور فارسی بن گئے۔ ۱۹۵۱ء میں ریٹائر ہوئے اور ۱۹۵۵ء میں کراچی تشریف لے آئے۔

آپ نے دسمبر ۱۹۲۷ء میں علی پور شریف حاضر ہو کر حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز سے بیعت کی تھی۔ ۱۹۴۵ء میں آپ کے برادر گرامی (خلیفۂ امیر ملتؒ) پروفیسر عابد حسن فریدی کی وفات پر حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز آگرہ تشریف لائے تو ۷/ جولائی ۱۹۴۵ء کو آپ کو خلعت خلافت سے نوازا۔ آگرہ میں حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی میزبانی کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوتا تھا۔ آپ بڑے عابد و زاہد بزرگ تھے۔ صاحب کشف و کرامت تھے مگر اخفاء کے قائل تھے۔

عالم و فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ حضرت امیر مینائی (ف ۱۹۰۰ء) کے شاگرد رشید منشی امتیاز علی راز رامپوری (ف ۱۹ ء) سے شرف تلمذ تھا۔ غزل تو آپ نے صرف اوائل عمر میں کہی اس کے بعد نظم، نعت اور منقبت کہتے رہے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کی منقبت میں آپ نے کئی غزل نما نظمیں کہی ہیں۔ فن تاریخ گوئی میں تو استادی کا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

درجہ رکھتے تھے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف سے بے مثال اور برجستہ تاریخ نکالتے تھے۔ آپ کی کتابوں کی تعداد ۸۰ کے قریب ہے۔ منظوم کی کتابوں میں مرثیہ شورِ محشر، قصیدۂ عطار، دیوانِ غزلیات، کُلیاتِ رازؔ رامپوری، بیاضِ نعتیہ، خزانۂ رباعیات، خُمکدۂ رباعیات، گنجینۂ تواریخ، مثنوی نمونۂ عبرت بیسوں کتابیں شامل ہیں۔

اُردو زبان میں آپ کی ایک نعت بطورِ تبرک پیشِ خدمت ہے۔

ہے نعت کا شوق گو سخنداں تو نہیں
ہاں شکر ہے۔ اور کوئی ارماں تو نہیں

جنت صلۂ نعت میں دیتے ہیں مجھے
یہ جنسِ عزیز اتنی ارزاں تو نہیں

کیا بحرِ کرم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ ہے
دل رافت و مرحمت کا گنجینہ ہے

انوارِ خدا دیکھ لو اس کے اندر
قامت نہیں قد آدم آئینہ ہے

روشن مجھے اب تیرہ شبی کرنے دے
رنجور ہوں درماں طلبی کرنے دے

ہٹ چشمِ تصور سے الگ اے دنیا
دیدارِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کرنے دے

ہاتھ آئے نجات کی یہ تدبیر مجھے
پہنچائے درِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقدیر مجھے

اکسیر کی قدر ہو نظر میں کیا خاک
خاکِ درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اکسیر مجھے

حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں ایک فارسی منقبت ملاحظہ فرمایئے:۔

السّلام اے شہِ زمین و زماں
السّلام اے خلاصۂ دوراں

السّلام اے شہِ علی پُوری
کعبۂ جان و قبلۂ ایماں

السّلام اے کریم ابنِ کریم
بحرِ ذخار رحمتِ یزداں

السّلام اے امیرِ ملت و دیں
سیّد و صدر و سرور و سُلطاں

السّلام اے فدائے عشقِ رسولؐ
یادگارِ صحابہؓ ذیشان

السّلام اے ولی و مرشد و قطب
غوث الاغواث و خاصۂ خاصاں

السّلام اے ظہورِ آیتِ حق
مظہرِ لوح و معنیٔ قرآں

السّلام اے صدور مصدرِ کُن
جان و جانانِ جلوہ گاہِ نگاں

السّلام اے فروغِ دانش و داد
جانِ دیں رُوحِ شرع رُوحِ رواں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

السلام اے چراغ بزم ازل — مہر چرخ ابد فروغ جہاں
السلام ایّھا الطبیب علیک — بشنواز قادریؔ سوز بجاں
السلام علیک یا سیدی — یاحبیبی تعالیٰ خذبیدی

قیام پاکستان پر آپ نے مندرجہ ذیل "قطعہ تاریخ پاکستان" کہا۔

"تاریخ اساسِ نیک پاکستان"

۱۹۴۷ء

ہوا قائم جو پاکستان آخر — بھلی قسمت تھی ہندوستان کی واللہ
سمجھتے ہیں اُسے وہ مژدۂ امن — جو اسلام اور مُسلم سے ہیں آگہ
یہ دُنیا کو ہے آزادی کا پیغام — شب تاریک میں ہے مشعلِ راہ،
مُساوات واُخوت کا علمدار — سکون وعافیت کا پیش خیمہ
ریاست کی مثال بے مثالی — سیاست کا زمانے کو نمونہ
سناؤں قادریؔ قرآں سے تاریخ — بتاؤں اُسکی اِک وجہ مُوجّہ

مسلمانوں کا پاکستان حق تھا
کہ تھا ارشاد "کُنتُم خَیرَ اُمَّہ"

۱۳۶۶ھ

آپ کی وفات حسرت آیات ۲۴/محرم الحرام ۱۳۸۴ھ/ ۶ جون ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ ہوئی اور پاپوش نگر، کراچی کے قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے۔ جناب پروفیسر شاہ عبدالغنی نیازی کراچویؔ نے مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ وفات کہا:۔

آہ بے جان ہوگئیں علم وادب کی محفلیں — کیونکہ تھے ان محفلوں کی زندگی حامد حسنؔ
عالمِ تحقیقِ اردو پر اندھیرا چھا گیا — اس جہاں کی لے گئے کیا روشنی حامد حسنؔ
معدنِ تاریخ گوئی پر تصرّف تھا انہیں — اس خزانے کے تھے جوہری حامد حسنؔ
مسلکِ عشقِ حقیقی سے بھی نسبت تھی انہیں — اس لئے مشہور تھے وہ "قادری" حامد حسنؔ
صدمہ جانکاہ کی تاریخ یہ لکھیئے غنیؔ — "گوہر افشاں واصل حق قادری حامد حسنؔ"

۱۳۸۴ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

(۱)''سیرت امیرِ ملت'' از سید اختر حسین علی پوری مطبوعہ ۱۹۷۵ء۔ (۲) ''تکملہ تذکرہ نقشبندیہ'' از مولانا نور بخش توکلی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء۔ (۳) ''تذکرہ شہ جماعت'' از سید حیدر حسین علی پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء۔ (۴) ''حضرت امیرِ ملت اوران کے خلفاء'' از محمد صادق قصوری، سیال کوٹ ۱۹۸۳ء (۵) ماہنامہ ''قومی زبان'' کراچی جون ۱۹۶۵ء، (۶) ماہنامہ ''نور اسلام'' شرقپور شریف اولیائے نقشبند نمبر جلد دوم، مارچ، اپریل، ۱۹۷۹ء (۷) ہفت روزہ ''الھام'' بہاولپور، ۲۷۔ اگست ۱۹۷۶ء (۸) روز نامہ ''نوائے وقت'' لاہور ۴/ جولائی ۱۹۷۶ء (۹) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور جولائی ۱۹۶۴ء، مارچ ۱۹۷۲ء (۱۰) سہ ماہی ''تصوف'' کراچی جنوری تا مارچ ۱۹۸۵ء (۱۱) ہفت روزہ ''دبدبۂ سکندری'' رامپور، ۲/ جولائی ۱۹۴۷ء (۱۲) ''خفتگانِ کراچی'' از پروفیسر محمد اسلم، لاہور ۱۹۹۱ء (۱۳) ''وفیاتِ مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم اسلام آباد، ۱۹۹۰ء (۱۴) ''خطباتِ آل انڈیا سنی کانفرنس'' از محمد جلال الدین قادری، لاہور ۱۹۷۸ء (۱۵) ''جامع اردو انسائیکلو پیڈیا'' جلد اوّل مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۷ء ۵۳۴۔ ماہنامہ ''نعت'' لاہور بابت فروری، ۲۰۰۰ء ص ۶۹

مُنشی عبدالرزّاق فہیمؔ آگروی (اکبرآبادی)

منشی عبدالرزاق فہیمؔ آگرہ (انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کے مخلص مر ،، پرگو شاعر تھے۔ بڑے عاشق رسول ﷺ اور زاہد و عابد تھے۔ ۱۹۶۱ء میں حج بیت اللہ و زیارتِ روضہ ، انام ﷺ سے مشرف ہوئے۔ واپس پہنچے تو مولانا حامد حسن قادری (ف ۱۹۶۴ء) خلیفۂ امیر ملت قدس سرہٗ العزیز نے ''تواریخِ جلوۂ مسرت'' (۱۹۶۱ء) کے زیر عنوان یہ قطعۂ تاریخ کہا۔

فہیمؔ اکبر آبادی مع الخیر آگرہ پہنچے — مقدس تھا سفر، فضل و کرم رب کا رہا شامل
یہ لکھا قادریؔ نے مصرعِ تاریخ خوش ہو کر — ''ہوئی حج و زیارت کی سعادت بے بہا حاصل''

☆ ۱۳۸۰ھ

فہیمؔ بادۂ عشق نبیؐ سے تھے سرشار — سرِ در حج و زیارت لئے گھر آئے آج

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.maktabah.org

یہ قادری نے بھی سال مراجعت بالخیر کہا کہ: "واہ بڑا فیض لیکر آئے آج"

۱۳۸۰ھ

پروفیسر سرور اکبر آبادی نقشبندی جماعتی نئی بستی آگرہ نے بھی "خیر مقدم والا حشم" (۱۳۸۰ھ) کے زیرِ عنوان یوں خیر مقدم کیا۔

یہ کس نے لٹائے طرب کے خزانے ۔۔۔ فضائے دوعالم لگی مسکرانے
زباں پر ہے سب کی نبیؐ کے فسانے ۔۔۔ حقیقت مگر اُن کی کیا کوئی جانے
پُکارا مدینے کی دلکش فضا نے ۔۔۔ دلوں میں تمنا لگی گدگدانے
یہ ہمت یہ جرأت عطا کی خُدا نے ۔۔۔ کہ پہنچے مدینے مقدر جگانے
سرور و طرب کی گھٹا چھا رہی ہے ۔۔۔ گُلوں کی زباں پر ہیں رنگیں ترانے
یہ صدقہ ہے شاہ جماعت کا بیشک ۔۔۔ مدینے گئے دل کی بستی بسانے

دُعا ہے سرورِ حزیں کی یہ ہر دم
کہ حاضر ہو یہ بھی کبھی سر جھکانے

نعت و منقبت پر مشتمل آپ کا کلام ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ و قصور اور ماہنامہ "لمعات الصوفیہ" سیال کوٹ میں طبع ہوتا تھا۔ تبرکاً ایک نعت درج ذیل ہے:۔

۱) عاشقِ آئینہ رُوئے پیمبرؐ ہونا ۔۔۔ ہم اِسے کہتے ہیں قسمت کا سکندر ہونا
۲) حسرت و رشک کا باعث ہے شہنشاہوں کو ۔۔۔ درہمِ داغِ محبت سے تونگر ہونا
۳) حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری ۔۔۔ کس سے ممکن ہو بھلا آپ کا ہمسر ہونا
۴) بخدا آپکا دیدار ہے دیدارِ خدا ۔۔۔ مَنْ رَانِیْ سے ہے ثابت مرا حق پر ہونا
۵) جان و جاناں ہے وہی جان کے انجان نہ بن ۔۔۔ چاہئے عشق نبیؐ جان سے بڑھ کر ہونا
۶) اُن کے قدموں پہ جُھکے سر، یہ سرافرازی ہے ۔۔۔ سرِ رہِ عشق میں دینا ہے، مہم سر ہونا

(۷) دیدۂ دل کیلئے چاہئے ہر وقت فہیمؔ
شیخ کا آئینۂ روئے منور رہونا

فہیمؔ صاحب کی وفات ۲۷/ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ/ ۹۔ جون ۱۹۶۴ء بروز منگل، چھم چھم گلی آگرہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(بھارت) میں ہوئی اور وہیں آسودۂ خاک ہوئے۔

ماخذ

(۱) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' اگست ۱۹۶۱ء ص ۳۰، ۳۳، اگست ۱۹۶۴ء ص ۲۷۔ (۲) ماہنامہ ''لمعات الصوفیہ'' سیال کوٹ نومبر دسمبر ۱۹۵۲ء ص ۳۔

قاضی شمس الدین شمس سیالکوٹیؒ

قاضی شمس الدین بن قاضی امیر الدین (ف ۱۹۴۳ء) بن قاضی احمد جُو بن قاضی رسول جُو کی ولادت ۱۸۹۳ء میں جموں (حال مقبوضہ جموں و کشمیر) میں ہوئی۔ جد امجد اپنے وقت کے حاکم مہاراجہ پرتاب سنگھ کی طرف سے قاضی (جسٹس) کے عہدہ پر فائز تھے۔ بعد میں والد گرامی بھی اسی عہدہ پر متمکن ہوئے۔ قاضی شمس الدین نے بی اے کرنے کے بعد سرکاری ملازمت بطور سُپرنٹنڈنٹ ٹو دی انسپکٹر جنرل پولیس جموں اختیار کرلی۔ پاکستان بننے کے بعد ۹/نومبر ۱۹۴۷ء کو ہجرت کر کے پاکستان آگئے اور سیال کوٹ کو اپنا وطن ثانی بنالیا۔ آپ کی سیال کوٹ آمد پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، العزیز کو بہت خوشی ہوئی۔ آپ کے بھائی قاضی تاج الدین (ف ۱۹۶۱ء) ابھی جموں میں ہی تھے جس کا حضرت امیر ملتؒ کو بہت قلق تھا۔ چنانچہ اس کا اظہار حضرت کے اس خط سے ہوتا ہے جو آپ نے ۱۲۔نومبر/ ۱۹۴۷ء کو اپنے خلیفہ مجاز خواجہ محمد کرم الٰہی ایڈووکیٹ سیالکوٹی (ف ۱۹۵۹ء) کے نام تحریر فرمایا: ''الحمدللہ کہ قاضی شمس الدین صاحب بخیریت و عافیت سیال کوٹ پہنچ گئے۔ خداوند تعالیٰ قاضی تاج الدین صاحب کو بھی کشمیر سے بخیر و عافیت ادھر پہنچا دے۔'' آمین ثم آمین'' پہلے سردار محمد ابراہیم خاں صدر آزاد کشمیر کے ساتھ رہے اور پھر حکومت پاکستان کی ملازمت میں آگئے۔ وقت سے پہلے ہی ریٹائرمنٹ لے کر گوشہ نشین ہو گئے۔

قاضی صاحب خود اور ان کے والد ماجد اور پورا خاندان حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز سے شرف بیعت رکھتا تھا۔ قاضی صاحب کو اپنے پیر و مرشد سے والہانہ محبت تھی۔ اپنے مکان میں ایک کمرہ مخصوص کر رکھا تھا۔ جس میں سوائے حضرت امیر ملتؒ کے کوئی اور فروکش نہیں ہو سکتا تھا۔ حقیقی معنوں میں ''فنافی الشیخ'' تھے اور اوراد و وظائف

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کے سختی سے پابند تھے۔ ولایت کے مرتبہ پر فائز ہو چکے تھے۔ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی دولت سے سرفراز تھے۔ تا زیست علی پور سیداں کے سالانہ عرس مبارک پر حاضر ہو کر اپنے کلام سے حاضرین کے دلوں کو گرماتے تھے۔

قاضی صاحب اردو، فارسی اور پنجابی میں شاعری کرتے تھے۔ تمام عمر حمد، نعت اور منقبت کے سوا کچھ نہ کہا۔ ۱۹۲۲ء میں ان کا مجموعہ کلام "میخانۂ مخلد" کے نام سے طبع ہوا جس کی بہت پذیرائی ہوئی۔ بعد کا کلام طبع نہ ہو سکا جو ان کے صاحبزادے فیاض احمد صاحب مقیم راولپنڈی کے پاس محفوظ اور منتظرِ طبع پڑا ہوا ہے۔

ایک فارسی نعت ملاحظہ ہو:۔

اے نسیما خبرے سیدِ ابرارؐ بیار — بہرِ تسکینِ دلم مژدۂ سرکارؐ بیار
تا معطر کنم از نکہتِ او جان و دلم — بوئے گیسوئے معنبر زدرِ یار بیار
در فراقش دلم و دیدۂ من بارد — تا علاج بکنم خاکِ درِ یار بیار
دمِ آخر بہ لحد فارغ و آزاد روم — بمن از ماہِ لقا وعدۂ دیدار بیار
شمسؔ آں چہرۂ مقصود نظرے آید — تو اگر خواہی دل آئینۂ کردار بیار

ایک اُردو نعت کے بھی چند اشعار سے سامانِ رُوح کیا جانا ضروری ہے۔

نامِ احمدؐ، دین و ایماں ہو گیا — شکر للہ میں مسلماں ہو گیا
مرے عصیاں کی نہیں وقعت کوئی — مغفرت کا جبکہ فرماں ہو گیا
مجھ کو بلوا لو مدینے میں حضورؐ — لا دوا اب دردِ ہجراں ہو گیا
سوختہ جاں پر نگاہِ لطف ہو — سوزِ فرقت سے میں بریاں ہو گیا
شمسؔ پر شاہ جماعت کی طفیل — کام جو مشکل تھا آساں ہو گیا

شمس صاحب کو اپنے پیر و مرشد سے جو مثالی محبت تھی وہ ذیل کی اُردو رباعیات سے عیاں ہے:۔

یہ بزم ہے نُورانی، محفل ہے یہ رُوحانی — یاں عشق و محبت کی ہوتی ہے درس خوانی
کیا کیف ہے مستی ہے اور عالمِ وجدانی — ہے لطفِ جماعت سے رحمت کی فراوانی

☆

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اللہ کے بندوں کی یہ بزم ہے کیا پیاری
ہر سمت ہے اک طاری، گم سم ہے فضا ساری
انوار برستے ہیں رحمت کی عملداری
ہے شاہ جماعت کا کیا لطف کرم جاری

☆

آقا کی محبت کے سارے ہیں یہ دیوانے
اس شمع ہدائت پر قربان ہیں پروانے
کھنچے ہوئے آتے ہیں اپنے اور بیگانے
یہ راز محبت کے اے شمس تو کیا جانے

☆

قاضی شمس الدین شمسؔ کی رحلت ۱۰۔ مئی ۱۹۶۶ء/ ۱۸۔ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ بروز منگل سیال کوٹ میں ہوئی اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔

ماخذ

(۱) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور بابت اپریل مئی ۱۹۲۲ء، سیال کوٹ بابت نومبر ۱۹۴۳ء ص ۱۸، قصور بابت اگست ۱۹۶۱ء ص ۳۲، جون ۱۹۶۶ء، ستمبر ۱۹۶۱ء ص ۹۔ (۲) مکاتیب امیر ملت مرتبہ محمد صادق قصوری مطبوعہ ۲۰۰۵ء (۳) مکتوب گرامی جناب فیاض احمد پسر قاضی شمس الدین شمسؔ بنام محمد صادق قصوری از راولپنڈی محررہ ۲۲۔ جنوری ۱۹۹۵ء۔

میر عثمان علی خاں عثمانؔ حیدر آبادیؒ

میر عثمان علی خاں عثمانؔ آصف جاہ ہفتم، میر محبوب علی خاں آصف جاہ سادس (ف ۱۹۱۱ء) کے ہاں ۶۔ اپریل ۱۸۸۶ء کو حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ مولانا انوار اللہ خاں فضیلت جنگ (ف ۱۳۳۵ھ) اور عماد الملک سید حسین بلگرامی (ف ۱۹۲۶ء) جیسے صاحبانِ علم و فضل سے فیضِ صحبت و تربیت حاصل ہوا۔ اور فارسی، اردو اور مشرقی اور دینی علوم کی تعلیم پائی۔ تحصیلِ علم کے ساتھ سر افسر الملک کمانڈر افواج سے شہسواری اور فنونِ حرب کی تربیت حاصل کی۔ ۲۸۔ اگست ۱۹۱۱ء کو سریر آرائے سلطنت ہوئے۔

میر عثمان علی خاں کی پہلی بیعت حضرت مولانا خیر المبین صدیقی قادریؒ آف حیدر آباد دکن (ف ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء) سے تھی۔ اُن کی رحلت کے بعد حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز سے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شرف بیعت حاصل کیا۔ میر صاحب کو حضرت اقدس سے بہت عقیدت و محبت تھی اور حضرت بھی اُن پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ جب کبھی مشکل پڑتی میر صاحب خصوصی پیغام کے ذریعے حضرت اقدس کو حیدر آباد دکن تشریف لانے کی دعوت دیتے اور جب بھی حضرت وہاں تشریف لیجاتے اُن کی ہر لحاظ سے عزّت و تکریم کا خیال رکھتے۔ حضرت امیرِ ملّتؒ کے ارشاد پر برصغیر کے متعدد مذہبی، تعلیمی اور رفاہی اداروں کے ماہانے اور سالانے مقرر کیے گئے تھے۔

میر صاحب اردو اور فارسی میں شاعری کرتے تھے۔ جلیلؔ مانکپوری سے شرف تلمذ تھا۔ آپ کا کلام ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور میں چھپتا تھا۔ فارسی نعت ملاحظہ ہو۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است | خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعینِ قلب وشنیدم بگوش ہوش | در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است
دریائے معرفت کہ کنارش پدید نیست | یک قطرہ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است
دارم چُو درگرہ گُہر آبدارِ دیں | ایں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

پُر نُور کرد آنکہ حریمِ دلِ مرا
عثمآں ضیائے شمعِ خیالِ محمدؐ است

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ کو تیز کرنے کیلئے ایک اور نعت نقل کیجاتی ہے۔

تابِ خورشیدِ درخشاں رُوئے تو | آبروئے ماہِ نو اَبروئے تو
سرزدہ ازمن خطا، دانستم ار | ہمسرِ مُشکِ خطا گیسوئے تو
احمدؐ بے میم یا بامیم احد | صورتِ حق یا محمدؐ روئے تو
ردّ ِ سحر شرک از عالم نمود | ایں نگاہِ نرگسِ جادوئے تو
دیدنِ خُود بُود منظورِ خدا | ساخت آئینہ ازاں رو، روئے تو
آں قُم معجز نمائے عیسوی | لفظے از الفاظِ گفت وگوئے تو

ہست عثمآں حُبِ محبوبِ خدا
بہرِ اسقامِ گنہ داروئے تو

میر عثمان علی خاں کی وفات ۲۴۔ فروری ۱۹۶۷ء / ذیقعد ۱۳۸۶ھ کو حیدر آباد دکن میں ہوئی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.ma[...]org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

(۱) ''دکن کا آخری تاجدار'' از محمد احمد خاں، کراچی ۱۹۷۸ء۔(۲) ''جامع اُردو انسائیکلو پیڈیا''، لاہور ۱۹۸۷ء، جلد اول ص ۲۳۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور اکتوبر ۱۹۲۴ء۔ ص ۲۔

مُنشی عمرالدین شیداؔ بیکانیریؒ

منشی عمرالدین شیداؔ، بیکانیر (بھارت) کے رہنے والے تھے۔ عالم، فاضل، بخی اور نعت گو شاعر تھے۔ وکالت کا پیشہ ذریعۂ روزگار تھا۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کے خصوصی مریدوں میں سے تھے۔ فنا فی الشیخ کے مرتبے تک پہنچے ہوئے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور دردمند مسلمان تھے۔ حضرت شیخ محمد ابراہیم آزادؔ بیکانیری (ف ۱۹۴۷ء) سے اجازت وخلافت یافتہ تھے۔ ۱۷۔ اگست ۱۹۵۲ء بروز اتوار حضرت مولانا محمد خوب احمد آبادی (ف ۱۹۶۴ء) نے بھی بیکانیر میں دستارِ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ساری زندگی نعت ومنقبت کے سوا کوئی شعر نہ کہا۔ اپنے پیرومرشد حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں بے شمار منقبتیں کہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ آپ کا مجموعۂ کلام چھپا تھا یا نہیں۔ آپ کی وفات ۳۰۔ مئی ۱۹۶۷ء/ ۲۰۔ صفر ۱۳۸۷ھ بروز منگل صبح کیوقت ہوئی اور بیکانیر میں آخری آرامگاہ بنی۔

حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں کہی گئی ایک منقبت نقل کی جارہی ہے:۔

دل میں ہر دم میرے رہتا ہے تقاضا تیرا — اس لئے چین نہیں پاتا ہے شیدا تیرا
اپنے قدموں میں جگہ دے تو یہ سمجھونگا میں — بڑھ گیا آج سکندر سے نصیبا تیرا
تیرے عاشق کو شب وروز یہی ہے ارماں — ہم بھی دیکھیں گے کبھی جلوۂ زیبا تیرا
لائے اسلام جو کافر تھے تیری صحبت سے — خوب دل کش ہے شہا خُلق نرالا تیرا
رنگ ہزاروں ہی چڑھیں اُس پہ نہ آئے رنگت — چڑھ گیا جس پہ شہا رنگیلا تیرا
بصر شفقت سے تیری عشق ہوا مجھ کو نصیب — حشر تک مجھ سے نہ اُتریگا یہ بدلا تیرا
یہ تو آزاد ہیں پہنچیں گے ہزاروں پابند — قیدِ دُنیا سے کہیں رُکتا ہے شیدا تیرا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.ma...com

سیدا دل میں میرے اسکی ہے حسرت بیحد — کیا میں پھر دیکھونگا اس سال بھی جلسہ تیرا
ترے الطاف سے رخصت تو ملی ہے مجھکو — اب نظر آئیگا آنکھوں کو وہ جلوہ تیرا
گاڑیاں بند ہوئیں اور ستم یہ ٹوٹا — اب تو دشوار نظر آتا ہے ملنا تیرا
وقتِ امداد ہے اب کیجئے مشکل آساں
تیری خدمت میں چلا آوے یہ شیدا تیرا

ماخذ

(۱) ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور جولائی ۱۹۶۷ء۔ (۲) ماہنامہ "لمعات الصوفیہ" سیال کوٹ اکتوبر ۱۹۵۲ء۔

ممتاز علی خاں ممتاز رتیرویؒ

ممتاز علی خاں ممتاز ۱۹۰۵ء میں رتیرہ ضلع حصار (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام محمد عمر خاں تھا۔ راجپوت گھرانے سے تعلق تھا۔ مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد چند اسلامی کتابیں بھی پڑھیں۔ کچھ عرصہ اسکول ماسٹر رہے اور پھر پولیس میں بھرتی ہو گئے۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کے دستِ حق پر گیارہ سال کی عمر میں ۱۹۱۶ء میں شرف بیعت حاصل کیا تھا۔ پولیس کی نوکری ترک کر کے فوج میں بطور کلرک بھرتی ہو گئے اور ۲۴ سال بحسن خوبی فرائض منصبی ادا کرنے کے بعد ۱۹۶۳ء میں بطور حوالدار کلرک پنشن حاصل کی۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں پھر واپس فوج میں بلا لیا گیا۔ ۱۹۶۷ء میں دوبارہ فارغ ہو کر گھر آئے اور ۱۹۶۸ء میں کھاد فیکٹری داؤ خیل (میانوالی) میں کلرک بھرتی ہو گئے اور تا دمِ زیست اپنی خدمات انجام دیتے رہے۔

سات سال کی عمر میں والدہ محترمہ کے ساتھ تہجد شروع کی اور کبھی قضا نہیں کی۔ پابندئ شریعت، راست گوئی اور راستبازی و دیگر گوناگوں خوبیوں کے پیشِ نظر حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز نے اجازت و خلافت سے بھی نوازا تھا۔ فرصت کے اوقات میں پیر خانہ حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کرتے رہتے تھے۔ صحیح معنوں میں فانی الشیخ تھے۔ علمی ذوق وافر مقدار میں پایا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تھا۔ شعر و شاعری سے بھی بھرپور دلچسپی تھی۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور، سیال کوٹ اور قصور میں اکثر و بیشتر ان کا کلام چھپتا رہتا تھا۔ ایک نعت کے چند اشعار نقل کئے جا رہے ہیں جس کے ایک ایک لفظ سے عشق و محبت کے دھارے بہتے نظر آتے ہیں۔

مدینہ کی بستی دکھا دے نبیؐ جی — میرا نصیبِ خفتہ جگا دے نبیؐ جی
میرے دل کو تیرے لگی ہے لگن — لگی میرے دل کی بجھا دے نبیؐ جی
تیرے عشق نے ہے ستایا مجھے — دکھا جلوہ، حسرت مٹا دے نبیؐ جی
مدینہ مدینہ میرے لب پہ ہے — مجھے میرے دل میں بسا دے نبیؐ جی
بلا لے مجھے اب یہاں سے شہا — مدینہ نگر یا دکھا دے نبیؐ جی
مدینہ ہے میرے مرض کی دوا — بلا کر مجھے پلا دے نبیؐ جی
دوا گر نہیں میری منظور ہے — تو پھر اور دوگنی لگا دے نبیؐ جی
میرا کام ہے آقا تیرے حوالے — میری بات بگڑی بنا دے نبیؐ جی

نہیں تجھ بنا کوئی ممتاز کا
اسے اب ٹھکانے لگا دے نبیؐ جی

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کرام کی ضیافتِ طبع کیلئے حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں ایک قصیدہ کے چند اشعار بھی درج کردوں۔

مجھے اپنے در پر بلا شہہ جماعت — میرے دل کی حسرت مٹا شہہ جماعت
ترے در پہ عاشق کھڑے دست بستہ — میں تڑپوں گا اس جا پڑا شہہ جماعت
ترے سچے زائر تو پہنچیں گے آخر — مجھے بھی خدارا بلا شہہ جماعت
مرے دل نے ٹھانی ہے پہنچوں علی پور — ترا چاہئے آسرا شہہ جماعت
ترے عشق نے اب بنایا ہے بیخود — گلے سے تو مجھ کو لگا شہہ جماعت
تصور میں تیرے ہی رہتا ہوں اکثر — مگر چاہئے اب لقا شہہ جماعت
بنایا ہے دیوانہ الفت نے تیری — ذرا اور یہ مے پلا شہہ جماعت
میں رو رو کے تکتا ہوں اب راہ تیری — مجھے بھی تو سینے سے لگا شہہ جماعت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

فوج سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ کو چک نمبر ۱۰۔ایم ایل ضلع میانوالی میں ایک مربع زمین ملی تھی۔ یہیں مستقل رہائش اختیار کرلی تھی۔ ۲۱۔ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ/ ۷، جون ۱۹۶۹ء بروز ہفتہ بحالتِ نمازِ عصر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ نعتوں اور قصائد کا ایک مجموعہ (قلمی) یادگار ہے۔

ماخذ

(۱) ''کراماتِ امیرِ ملت'' از بخشی مصطفے علی خاں، کراچی ۱۹۶۵ء، (۲) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور ستمبر ۱۹۶۳ء، اکتوبر نومبر ۱۹۶۹ء۔ (۳) ''حضرت امیرِ ملت اور اُن کے خلفاء'' از محمد صادق قصوری، سیالکوٹ ۱۹۸۳ء۔

محمد عبداللہ مُضطرؔ گجراتی

محمد عبداللہ مضطرؔ ۱۹۱۲ء میں موضع عالم گڑھ ضلع گجرات (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ بی اے کرنے کے بعد ریلوے اکاؤنٹس آفس میں ملازمت اختیار کرلی۔ مولانا ناطق نگینوی اور پھر بعد میں سیمابؔ اکبر آبادی (ف ۱۹۵۱ء) کے حلقۂ تلمذ میں شامل ہوئے۔ حضرت امیرِ ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ سے شرفِ بیعت رکھتے تھے اور اُردو میں شاعری کرتے تھے۔

اس وقت میرے سامنے ماہنامہ ''نعت'' لاہور کا شمارہ بابت ستمبر ۱۹۸۸ء، فروری ۱۹۹۶ء اور مارچ ۱۹۹۶ء ہے۔ ان تینوں شماروں میں اِن کی تین نعتیں پیشِ نظر ہیں۔ پہلے شمارے میں صفحہ ۸ پر ''انبیاء و مُرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام'' کے زیرِ عنوان سولہ اشعار پر مشتمل نعتیہ نظم چھپی ہے۔ مطلع و مقطع ملاحظہ ہو:۔

یہ قُدسیوں کی جماعت، یہ حزبِ نُورانی — مقربینِ الٰہی نفوسِ رحمانی
یہی وہ سلسلۂ نور و حُسن ہے مُضطرؔ — بعید جس سے ہے قلب و نظر کی ویرانی

دوسرے شمارے میں صفحہ ۱۱ پر ۱۸ اشعار پر مشتمل نعت شریف ہے جو من و عن درج ذیل ہے:۔

تیرے بغیر مناظر، نظر کشا تو نہ تھے — کہ خود نما تھے عناصر، خُدا نما تو نہ تھے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2 mail.com www.marfat.com

مجھے جہاں کی غلط بینیوں سے ہے افسوس
حضورﷺ دل کی نگاہوں سے ماورا تو نہ تھے

یہ آگہی شبِ اسریٰ نے دی نہ ہو اُن کو
فرشتے رفعتِ آدم سے آشنا تو نہ تھے

مرے نظامِ تمنا پہ کیوں محیط رہے
یہ مہر و ماہ و کواکب مرے خدا تو نہ تھے

ترے کرم ہی نے ہم عاصیوں کی رکھ لی شرم
وگرنہ حشر کے دن موردِ جزا تو نہ تھے

جبینِ عشق ہی اُٹھ کر جواب دے اس کا
وہ کہہ رہے ہیں کہ سجدے انہیں روا تو نہ تھے

وہ لے نہ آئے ہوں رنگِ بہار میں تشریف
چمن کے اس قدر آثار دلربا تو نہ تھے

سلام آتے ہیں جنت کے، حُور و غلماں کے
ہم اس دیار میں مضطرؔ غزل سرا تو نہ تھے

تیسرے شمارے میں سات اشعار پر مشتمل نعت صفحہ ۳۱۳ پر سُرورِ قلب کا سامان بہم پہنچا رہی ہے۔ لیجئے آپ بھی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو جایئے:۔

سلام تجھ پہ کہ حق سے کلام تُو نے کیا
تمام سلسلۂ ناتمام تُو نے کیا

سلام تجھ پہ کہ انسانیت کی قدروں کو
عطا عروج و بقائے دوام تُو نے کیا

سلام تجھ پہ کہ مظلوم صنفِ نازک کا
معاشرے میں معیّن مقام تُو نے کیا

سلام تجھ پہ کہ دے کر نویدِ ''لاتثریب''
مخالفوں پہ بھی نازل سلام تُو نے کیا

سلام تجھ پہ کہ ارض و سما کی وُسعت میں
تجلیاتِ حقیقت کو عام تُو نے کیا

سلام تجھ پہ کہ تطہیرِ ارض کی خاطر
حرا کے غار میں اکثر قیام تُو نے کیا

سلام تجھ پہ کہ باطل کو دے کے فاش شکست
بلند حق کا زمانے میں نام تُو نے کیا

مُضطرؔ کی وفات ۲، دسمبر ۱۹۶۹ء کو ''درس چھوٹے میاں لاہور'' میں ہوئی۔

ماخذ

(۱) ''وفیاتِ مشاہیرِ پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم، اسلام آباد۔ ۱۹۹۰ء ص ۲۸۰۔ (۲) ماہنامہ ''نعت'' لاہور بابت ستمبر ۱۹۸۸ء ص ۸، فروری ۱۹۹۶ء ص ۱۱، مارچ ۱۹۹۶ء ص ۳۱۳۔ (۳) ''گجرات میں اُردو شاعری'' از پروفیسر کلیم احسان بٹ، جلالپور جٹاں ضلع گجرات ۱۹۹۶ء ص ۱۳۹۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(۲) ''خفتگانِ خاکِ گجرات'' از ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ء ص ۳۰۲۔

خلیل صمدانیؒ

شیخ خلیل احمد خلیل صمدانی ۱۹۰۵ء میں بیکانیر میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا اسم گرامی شیخ محمد ابراہیم آزاد تھا جو کہ بیکانیر ہائی کورٹ کے چیف جسٹس، نامور قانون دان اور حضرت امیر ملتؒ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ اسی کتاب میں کسی دوسری جگہ اُن کے حالات بھی شامل ہیں۔

خلیل صمدانی نے ۱۹۲۷ء میں وکالت کا امتحان پاس کیا۔ بیکانیر کے ممتاز وکلاء اور قابلِ ذکر شرفاء میں شمار ہوتا تھا۔ مذاقِ سخن اور حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت والد ماجد سے ورثہ میں پائی۔ جوانی ہی میں مہلک امراض کا شکار ہو گئے تھے۔ کوئی صاحب اُن کی نشست گاہ سے مجموعۂ کلام چُرا کر لے گئے۔ جو کچھ زبانی یاد تھا وہ ''گلزارِ خلیل'' کے نام سے ۱۹۶۸ء میں جے پور (راجستھان، انڈیا) سے طبع ہوا۔ جس میں تمام کلام نعتیہ ہی ہے۔

خلیل صاحب برسوں ''سیرت کمیٹی بیکانیر'' اور ''مسلم لیگ بیکانیر'' کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ خلیل صاحب نے ۱۹۳۲ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے دستِ حق پر بیعت کی تھی۔ حضرتؒ کی شان میں کافی منقبتیں لکھیں۔ بیکانیر کے مشاعروں میں شرکت کرتے جبکہ بیرونی مشاعروں سے اجتناب کرتے۔ حضرت امیرِ ملتؒ جب بھی بیکانیر تشریف لاتے تو آپ نعتیہ مشاعروں کا بندوبست کرتے۔ ایک ایسے ہی مشاعرے میں نعت پڑھ رہے تھے کہ حضرۃ نے خوش ہو کر فرمایا کہ ''خلیل میرا بیٹا ہے''۔ پھر ایک تسبیح اور ایک روپیہ نقرئی انعام دیا۔ علی پور شریف کے سالانہ جلسوں میں بھی خلیل صمدانی اپنے کلام سے سامعین کے قلب و جگر گرماتے تھے۔ ایک ایسے ہی جلسے میں پڑھی گئی نعت میں دو شعر حضرت امیرِ ملتؒ کی منقبت کے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:۔

حقیقت آشنا تھے حضرت آزاد گر ہوتے   بیاں وہ خوبیاں کرتے شہنشاہِ جماعت کی
بنے رہبر بتائے رستے سیدھے شریعت کے   دکھائیں خضر بن کر آپ نے راہیں طریقت کی

آپ کا شمار راجستھان کے اساتذہ میں ہوتا تھا مگر اپنے آپ پر عجز و انکسار کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ ہمیشہ عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار رہتے تھے۔ خود کہتے ہیں:۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar[illegible]@hotmail.com www.marfat.com

عشقِ رسولِ پاک ہے دل میں خلیل کے
آباد ہے یہ کعبہ محمدؐ کے نور سے

۱۹۷۰ء میں تمام اہلِ خانہ کیساتھ اپنے بڑے بھائی رفیق صمدانی کے انتقال پر تعزیت کیلئے ملتان تشریف لائے اور یہیں دورانِ عارضی قیام حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ۱۵۔ جون ۱۹۷۰ء/ ۱۰۔ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ بروز پیر انتقال کر گئے۔

بطور نمونہ کلام ایک نعت نقل کی جاتی ہے۔

کس کا تھا نور جلوہ نما کس کے نُور سے
کونین کا ظہور ہے کس کے ظہور سے

مایوس اور رحمتِ ربِّ غفور سے
نادان کچھ تو کام لے عقل و شعور سے

اللہ رے بے بسی میری صورت سوال تھی
رحمت نے اُن کی بھانپ لیا مجھ کو دُور سے

مست الست ہیں مئے عرفاں سے چُور ہیں
ہم ہوش میں نہ آئیں گے شورِ نشور سے

بادِ صبا ادب کے قرینے سے دُور ہے
پہنچائیں گے سلام کسی ذی شعور سے

دار و مدار اُن کی شفاعت پہ ہے خلیل
اُمید مغفرت ہے خدائے غفور سے

ماخذ

(۱) ''نذرِ سعید'' از تابش صمدانی، ملتان، ۱۹۸۷ء ص ۶۰۔ (۲) ''برگ ثنا'' از تابش صمدانی، ملتان ۱۹۸۸ء ص ۸، ۳۵۔ (۳) مجلہ اوج'' گورنمنٹ ڈگری کالج شاہدرہ لاہور ''نعت نمبر جلد دوم'' ۹۳۔۱۹۹۲ء ص ۱۲۹۔ (۴) ''دیوانِ آزاد بیکانیری'' از شیخ محمد ابراہیم آزاد بیکانیری مطبوعہ آگرہ ۱۹۳۲ء ص ۲۸۴۔ (۵) مکتوب گرامی جناب تابش صمدانی ایڈووکیٹ (پسر خلیل صمدانی) بنام مؤلف از ملتان محررہ ۲۸۔ مارچ ۱۹۹۴ء، ۳۔ اگست ۱۹۹۶۔

حکیم خادم علی، خادم سیالکوٹیؒ

حکیم خادم علی بن حکیم احمد دین بن علامہ غلام محمد قادری بن حکیم حافظ محمد عظیم ۱۸۶۶ء میں کوٹلی لوہاراں ضلع سیال کوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظ قرآن، علومِ دینیہ میں علامہ زماں طب میں فخرِ روزگار اور شعر و شاعری میں باکمال تھے۔ شاعری میں مولانا عبدالقادر ہزاروی سے تلمذ تھا اور بیعت و خلافت حضرت حافظ محمد عبدالکریم نقشبندی مجددی عیدگاہ شریف راولپنڈی (ف ۱۹۳۶ء) سے

https://a[illegible].org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.[illegible].com

تھی۔ حضرت امیرِ ملت ؒ نے بھی خلافت و اجازت کی نعمتِ عظمیٰ سے نوازا ہوا تھا۔ حکیم صاحب نے اپنی بزرگی پر طب کا پردہ ڈال رکھا تھا۔ غریب پرور اور وفا شعار تھے۔

آپ، حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کے خاص طبیب تھے۔ جب بھی حضرت امیرِ ملت ؒ بیمار ہو جاتے تو آپ روزانہ بلا ناغہ سیال کوٹ سے علی پور سیداں حاضر ہو کر علاج معالجہ میں سرگرم رہتے تھے اور اگر ضرورت ہوتی تو رات کو بھی ٹھہر جاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ:۔

''اگر مجھ سے قیامت میں سوال ہوا کہ تو نے دنیا میں کیا کام کیا ہے؟
تو میں عرض کروں گا کہ تیرے ایک بندے (حضرت امیرِ ملت ؒ)
کی نبض دیکھی ہے اور میری نجات کیلئے اتنا ہی کافی ہوگا''۔

ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور، سیال کوٹ اور قصور میں اُن کا کلام گوہر بار چھپتا تھا۔ آپ عربی، فارسی، اُردو اور پنجابی میں شعر کہتے تھے مگر حمد و نعت اور منقبت کے سوا کچھ نہ لکھا۔ فارسی نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

زہے سعادتِ آنکس کہ در مدینہ رسید — بوقتِ شوق و محبت بپائے سر چو دید
نے روم بہ پیشِ کسے پئے حاجت — چو بہر فتح مطالب محمدؐ است کلید
زنارِ دوزخ سوزاں چراغ مے دارد — کہ ہست در دل و جانش ہوائے خیرِ عبید
بدہ تُو رشکِ مسیحا دوائے دردِ فراقِ — کہ جانِ خادم عاصی زغم بلب بہ رسید

حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں ایک فارسی منقبت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

جماعت علی شاہ فرخ نہاد — کہ مانندِ اُو بطنِ گیتی نزاد
مطیع رسولؐ و مطاع جہان — بذکرِ خداوند رطب اللّساں
سرخیلِ حجاج بیت الحرام — بلب تلبیہ آبِ زمزم بجام
حضورِ پیمبرؐ شدہ بار ہا — بقلبش ازاں نُور انوارہا
کلام خدارا امیں سینہ اش — پئے مُخلصاں وقف گنجینہ اش
زدارِ فنا شُد بدار البقاء — نباید زما ہدیہ جُز دُعا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بر دحش خداوند رحمت کند

بہشت مقام بلندش دہد

''مقامات محبت'' کے زیرِ عنوان اُردو اشعار بھی پڑھئے اور لطف اٹھایئے۔

اُونچے ہیں تخیل سے محبت کے مقامات
آسکتی نہیں لکھنے میں کیفیتِ حالات

آتے ہیں جو اربابِ محبت کے دلوں میں
الہامِ الٰہی ہیں وہ پاکیزہ خیالات

جب تک کہ نہ دل غیر کی اُلفت سے ہو خالی
کھلتے نہیں اسرارِ محبت کے کمالات

مشہور ہیں دنیا میں محبت کے فسانے
اور یاد ہیں ہم کو بھی کئی ایسی حکایات

اللہ کی محبت ہے محمدؐ کی محبت ہے
تفسیر طلب ہیں یہ کنایات واشارات

مداحِ پیمبر ہوں میں خادم ہوں علیؓ کا
مقبول کرے ذاتِ خدا میری یہ خدمات

آپ کی رحلت ۳۰۔ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ/ ۲۱۔ اگست ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ ہوئی۔ پچاس ہزار سے زائد لوگوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ جس سڑک پر آپ قیام فرماتے اس سڑک کا نام ''حکیم خادم علی روڈ'' رکھ دیا گیا ہے۔ ہر سال آپ کا عرس مبارک بڑے ادب واحترام سے منایا جاتا ہے۔ آپ کی متعدد تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ جن کی تفصیل یوں ہے۔

(۱) درسِ عبرت: فارسی زبان میں ہے اور اُردو منظوم ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

(۲) گلدستۂ عقیدت: فارسی زبان میں ہے اور پنجابی منظوم ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

(۳) :اس میں پنجابی نعتیں ہیں۔

(۴) دیوانِ خادمؔ: اردو، فارسی اور عربی کلام پر مشتمل ہے۔

راقم الحروف صادقؔ قصوری نے یہ قطعۂ تاریخِ وفات کہا:۔

''عابدِ عصر جناب حکیم خادم علی خادمؔ''

—— ۱۹۷۱ء ——

چلدیئے سلسلۂ شاہ جماعت کے ولی
شاعر وصاحبِ تصنیف وخطیب وعالم

خوب ہے مصرعِ تاریخ یہ صادقؔ اُن کا
''ساکنِ بلدۂ جنت ہیں جنابِ خادمؔ''

—— ۱۳۹۱ھ ——

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

(۱) ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ مارچ ۱۹۳۱ء ص ۲۸۔ (۲) "سیرت امیر ملت" از سید اختر حسین علی پوری مطبوعہ ۱۹۷۵ء۔ (۳) "اولیائے سیالکوٹ" از رشید نیاز مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۹۲ء۔ (۴) "امیر ملت اور ان کے خلفاء" از محمد صادق قصوری، سیال کوٹ ۱۹۸۳ء۔ (۵) "[illegible]" جلد اول مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۷ء ص ۵۶۵۔

خواجہ محمد عبداللہ خلدیؔ امرتسریؒ

خواجہ محمد عبداللہ خلدیؔ ابن حافظ احمد اللہ ۱۶۔ جنوری ۱۹۰۰ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ انجینئرنگ میں ڈپلومہ حاصل کیا مگر انگریز سے شدید نفرت کے سبب ملازمت نہ کی۔ سیاسی مزاج کی وجہ سے کانگرس میں شامل ہو گئے۔ پھر تحریک خلافت میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۰ء میں کشمیر ایجی ٹیشن میں نو ماہ سزا بھگتی۔ تحریک نیلی پوش سے ہوتے ہوئے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور پھر تادم واپسیں مسلم لیگی رہے۔

خواجہ محمد عبداللہ خلدیؔ سٹی مسلم لیگ امرتسر کی مجلس عاملہ کے رکن اور آفس سیکرٹری رہے۔ پنجاب مسلم لیگ کے کونسلر اور مسلم لیگ نیشنل گارڈ امرتسر کے سالار رہے۔ ۱۹۴۰ء میں اجلاس قرارداد پاکستان کے موقع پر ایک سو کارکنوں کے جیش کی قیادت کی۔ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں امرتسر سے مسلم لیگی امیدوار شیخ صادق حسن (ف ۱۹۵۹ء) کی کامیابی کے لیئے بھرپور جدوجہد کی۔ نتیجتاً شیخ صادق حسن نے ۱۱۱۷۲ ووٹ لے کر کامیابی حاصل کی جبکہ احراری امیدوار شیخ حسام الدین ۵۹۷۵ ووٹ لے کر ہار گئے۔

جنوری ۱۹۴۷ء میں خضر حکومت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک میں گرفتار ہو کر گورداسپور جیل میں اسیر رہے۔ بڑے بیباک انسان اور شعلہ بیان مقرر تھے۔ تقریر کرنے کے لیئے کھڑے ہوتے تو کہتے:۔

"ہم قانون فرنگی کو پاؤں کی ٹھوکر سے فضائے آسمانی میں بکھیر دیں گے۔"

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اس سے جلسے میں جوش وخروش پیدا ہوتا اور انگریز کے خلاف نفرت خوب ابھرتی۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور آ گئے۔ کسی قسم کی الاٹمنٹ نہیں کروائی۔ کرائے کے مکان میں ہی رہے۔ نہایت غیورانہ زندگی بسر کی۔

خواجہ صاحب نے سنوسیء ہند امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ العزیز کے ہاتھ پر ۱۹۳۵ء میں تحریک شہید گنج کے دوران بیعت کی تھی اور پھر تازیست ایک مخلص مرید کی حیثیت سے پیرخانہ سے عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے رہے۔ پنجابی زبان میں شاعری کرتے تھے۔ خلدیؔ تخلص تھا۔ تمام کلام ہجرت کے وقت امرتسر میں ہی رہ گیا۔ جو تھوڑا بہت ساتھ لا سکے وہ ادھر ضائع ہو گیا۔ صرف ایک مصرع حاصل ہو سکا ہے جو یہ ہے۔

ہمت نہ ہاریں وے آزادی دیا لاڑیا

۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان الگ ہوا تو خواجہ صاحب یہ صدمہ برداشت نہ کر سکے۔ ۱۸۔ دسمبر ۱۹۷۱ء کو اسی صدمے میں گھل گھل کر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے اور بادامی باغ لاہور کے قبرستان میں آخری آرامگاہ بنی۔ خواہش اور وصیت کے مطابق آپ کی قبر کو سبز رنگ سے مزین کیا گیا اور قبر پر مسلم لیگ کا سبز ہلالی پرچم لہرایا گیا۔

خدا رحمت کند بر ایں عاشقان پاک طینت را

ماخذ

(۱) مکاتیب گرامی خواجہ بشیر احمد خلدی ابن خواجہ محمد عبداللہ خلدیؔ بنام محمد صادق قصوری از لاہور محررہ مورخہ ۴ جون، ۱۲۔ جون ۲۲۔ جون ۱۹۹۴ء۔ (۲) ''عظیم قائد تحریک جلد اول'' از ولی مظہر ایڈووکیٹ ملتان، ۱۹۸۳ء ص ۴۰۹۔ (۳) وفیات ''مشاہیر پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم، اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۲۵۳۔

ملک عبدالقادر، خوشترؔ کنجاہیؒ

ملک عبدالقادر، خوشترؔ ۴۔ جنوری ۱۹۰۷ء کو موضع مکھووال نزد کنجاہ ضلع گجرات میں ملک

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

فیروز الدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ زمیندارہ ہائی سکول گجرات سے میٹرک کرنے کے بعد حکمت کا ڈپلومہ حاصل کیا۔ ابھی زیر تعلیم ہی تھے کہ والد کی رحلت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ والدہ نے بڑی محبت، محنت اور استقامت سے ان کی تعلیم کا اہتمام کیا۔

شاعری میں پیر فضل حسین فضل گجراتی (ف ۱۹۷۲ء) کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ اپنی شاعری کے ذریعے تحریک آزادی کی بڑی خدمت کی۔ ضلع گجرات میں مسلم لیگ کے جلسوں میں اپنی ولولہ انگیز نظمیں سنا کر تحریک پاکستان کو جلا بخشی۔ انگریز اور ہندو کے خلاف مسلمان قوم کو خوب ابھارا۔ اپنی اردو اور پنجابی نظموں کے ذریعے سوئی ہوئی قوم کو بیدار کرنے کی سعی بلیغ کی۔

ملک صاحب نے سنوسی ہند امیر ملت پیر سید حافظ محمد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔ چنانچہ مرشد گرامی کے حکم پر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں انکی نظموں نے گجرات کے گردونواح میں دھوم مچادی۔ تین شعر ملاحظہ ہوں۔

مسلم اپنے دل وَل خیال کر کے سمجھ بہویں نہ دل دے صفا ہندو
کہناں صاف کہ سپّاں دے ہین پُتر گویا مسکن جورو جفا ہندو
اہناں کدے نہیں کسے دے نال رکھی کسے نال نہیں کردے وفا ہندو
کسے گل بیٹھ متاں لیا کے تے لینی اپنے نال رلا ہندو

☆

دھوکے باز آخر دھوکا دے جاندائے تینوں سودا اکو جواب چاہیدائے
اساں تساں وچ فرق ہے بوہت سارا جدا جدا اساڈا انتخاب چاہیدائے

جداگانہ انتخابات میں واضح کامیابی نے پاکستان کی منزل کو قریب تر کر دیا اور مسلمان کے شاندار مستقبل کی ضمانت ثابت ہوئے تو اس کامیابی پر خوشتر کنجاہی کے جذبات لفظوں کا روپ دھار کر یوں سامنے آئے۔

اج ٹھہرہ اے مسلم لیگ دا — وچ ہندوستان دیاں گلیاں
منہ کالا ہویا اے شریک دا — وچ ہندوستان دیاں گلیاں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خاکساراں دی پھوک وی لہہ گئی — احراراں دی بھٹھی وی بہہ گئی
اج گاندھی دا چرخہ نہ دیکھدا — وچ ہندوستان دیاں گلیاں

۱۴۔اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا اور آزادی کے پروانوں کو انکے خواب کی تعبیر مل گئی۔ پاکستان ایک آزاد اسلامی ریاست کے طور پر دنیا کے نقشے پر ابھرا تو یہ دن برصغیر کے مسلمانوں کے لیئے سب سے بڑی خوشی کا دن تھا۔ آزادی کا اعلان سنتے ہی خوشتر کنجاہی کے جذبے اشعار کا روپ دھار کر صفحہ قرطاس پر یوں بکھرے۔

خوشیاں تے ہوندیاں نیں اج خوشی خاص اے — مدتاں دی رب ساڈی پوری کیتی آس اے
خواب جیہڑے ویکھدے ساں اسیں پاکستان دے — ہوئی اے تعبیر پوری وچ ہندوستان دے
رہیاں قربانیاں نہ ساڈھیاں ادھوریاں — رب دی جناب وچ ہوئیاں منظوریاں
فضل عظیم ہوئیاے رب رحمان دا — گڈیا گیا اے جھنڈا اج پاکستان دا

خوشتر کنجاہی نے اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہ' العزیز کی شان میں فارسی، اردو اور پنجابی میں بے شمار منقبتیں لکھیں۔ ایک پنجابی منقبت کا بند ملاحظہ ہو۔

سوہنا پیر میرا شاہ جماعت علی سوہنا نام اس عالی جناب دائے
جہیدی شکل نورانی نوں ویکھ کے پھکا رنگ ہو جاندا ماہتاب دائے
جد پاک حسین ؓ بن علی ؓ جسدی گویا دوہتا رسالت مآب ؐ دائے
ایسے پیر دا پکڑیا لڑ جس نے اوہنوں فکر کی روز حساب دائے

فارسی اور اردو کی آمیزش سے خوشتر نے حضرت امیر ملت ؒ کی شان میں ایک لازوال منقبت کہی، ملاحظہ ہو۔

فریادرس یا مُرشدم — فریادرس یا مُرشدم
ہو جاد لا پُرنُور تُو — کر صورت والا حضور تُو — شعروں میں بھرپور تُو — اسکی ثنا اب بالازم
فریادرس یا مُرشدم — فریادرس یا مُرشدم
کہ صفت مرشد پیر کی — شاہ شہاںؒ کے وزیر کی — نہر اک بہاوے شیر کی — پڑھ پڑھ کے لائیں برچشم
فریادرس یا مُرشدم — فریادرس یا مُرشدم

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com

پھرتا رہا میں سُو بسُو جنگل ومیداں کو بکو دیکھا نہ تجھ سا پاک رُو بحرِ سخا بحرِ کرم

فریادرس یامُرشدم فریادرس یامُرشدم

واہ واہ علی پور کی زمیں جس میں ہوا پیدا نگیں جسکی چمک سے بالیقیں ہو مات جائے جاہ جم

فریادرس یامُرشدم فریادرس یامُرشدم

صفت تیری کا شہا حق ہو سکتا نہیں ادا کرتا رہوں گر سالہا ہو نہ مدح تیری ختم

فریادرس یامُرشدم فریادرس یامُرشدم

تو ہے اولادِ مرتضیٰؓ دوہتا جنابِ مصطفیٰؐ حسینینؓ کا تو لاڈلا شاہ جماعتؒ مُرشدم

فریادرس یامُرشدم فریادرس یامُرشدم

تو ہے سخی حاتمِ زماں حاتم سے بڑھ کر مہرباں سب کی کرے مشکل آساں کردے غریبوں پر کرم

فریادرس یامُرشدم فریادرس یامُرشدم

تو ولی مالکِ فقر تیرا فقر اس کا فخر تو سرِ احمدؐ تاجور خیرالوریٰ خیرالاممؐ

فریادرس یامُرشدم فریادرس یامُرشدم

جو بھی تیرے در پر گیا عصیاں کی مرضوں سے بھرا دیدی عجب تونے دُعا پائی شفا زمرضِ غم

فریادرس یامُرشدم فریادرس یامُرشدم

تو شمع ھدیٰ فی زمانہ ہے عالم تیرا پروانہ ہے خوشترؔ تیرا دیوانہ ہے اس پر کرو نظرِ کرم

فریادرس یامُرشدم فریادرس یامُرشدم

خوشترؔ صاحب پر حضرت امیر ملتؒ کی خصوصی نظر تھی۔ ۱۹۳۵ء میں بیعت کرنے سے لے کر تادم واپسیں پیرو مرشد کی تعریف میں ہی رطب للسان رہے۔ حضرت بھی ان کی نظمیں اور منقبتیں بڑے ذوق وشوق اور محبت سے سنتے تھے اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ خوشترؔ صاحب کا ایک مجموعہ کلام ''نظارہ وحدت'' طبع ہوا مگر وہ آج کل بالکل نایاب ہے۔

خوشترؔ صاحب کی زندگی بہت سادہ تھی۔ کاروبار اچھا تھا۔ شاعری اور حکمت کو پیشہ نہیں بنایا۔ سادہ مزاج اور خوش اخلاق تھے۔ سفید لباس اور ترکی ٹوپی ان کا پسندیدہ لباس تھا۔ سچ بولنا انکی عادت تھی۔ خوف خدا کے علاوہ زندگی بھر نہیں گھبرائے۔ اور نہ ہی کبھی کسی سے زیادتی کی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خوشتر صاحب نے ۱۸۔ جون ۱۹۷۲ء بروز منگل رحلت فرمائی اور کنجاہ ضلع گجرات میں آخری آرامگاہ بنی۔

ماخذ

(۱) مجلّہ ''اوج'' گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور، قرارداد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر ۹۱۔۱۹۹۰ء۔

(۲) ''تذکرہ شعرائے کنجاہ'' از محمد صدیق مجاہد مطبوعہ کنجاہ ضلع گجرات اگست 2000ء ص ۱۰۳ تا ۱۰۴۔

(۳) مکتوب گرامی ملک محمد سلیم (پسر حقیقی خوشتر صاحب) بنام محمد صادق قصوری از کنجاہ محررہ ۱۵۔ اگست ۱۹۹۲ء

(۴) ''آزادی دے مجاہد لکھاری'' از ڈاکٹر شہباز ملک مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء ص ۴۴۔

(۵) ششماہی ''کھوج'' لاہور جلد ۱ شمارہ ۲ بابت جنوری تا جون ۱۹۷۹ء ص ۳۲،۳۳۔

(۶) ''انسائیکلوپیڈیا تحریک پاکستان'' از اسد سلیم شیخ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء ص ۶۸۲۔

قاضی محمد فاضل مومنؔ کوہاٹیؒ

مولانا ابوالنور قاضی محمد فاضل مومنؔ کوہاٹی ابن قاضی احمد دین نقشبندی ۱۹۰۳ء میں موضع جیو ونجل نزد جلالپور جٹاں ضلع گجرات (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ایف اے کرنے کے بعد گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول لالہ موسیٰ ضلع گجرات سے ایس وی کی سند حاصل کی اور ۱۹۲۵ء میں اسلامیہ ہائی سکول کوہاٹ شہر میں بطور مدرس تقرری ہوگئی۔ بعد میں بی اے، بی ٹی کر لی اور بطور سینئر انگلش ٹیچر گورنمنٹ ہائی کوہاٹ میں خدمات انجام دینے لگے۔ پھر اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز کی آسامی پر فائز ہو کر بنوں چلے گئے۔ مگر جلد ہی واپس کوہاٹ آ کر انچارج ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز بن گئے۔

اکتوبر ۱۹۵۸ء میں بحیثیت سیکنڈ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی نمبر 1 کوہاٹ سے ریٹائر ہوئے اور عرائض نویسی کا امتحان پاس کر کے تا زیست یہی شغل اپنائے رکھا۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ علم و ادب سے بھی بھرپور دلچسپی رکھی۔ نظم و نثر میں یکساں عبور حاصل تھا۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ''

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com fat.com

سیال کوٹ، ماہنامہ "لمعات الصوفیہ" سیال کوٹ، ماہنامہ "سالک" راولپنڈی، ماہنامہ "الحلیب" لاکی لوہاراں ضلع سیال کوٹ میں آپ کے مضامین و نعتیں طبع ہوتی تھیں۔ تمام عمر حمد و نعت اور منقبت کے سوا کچھ نہ کہا۔

مومن کوہاٹی نے ۳۱۔ دسمبر ۱۹۳۰ کو سنوسی ہند امیر ملت حضرت پیر سید محمد جماعت علی شاہ علی پوری قدس سرۂ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔ پیر و مرشد کے دیوانے تھے۔ بطور نمونہ کلام پیر و مرشد کی شان میں اُن کی ایک منقبت درج ذیل ہے جس سے عقیدت و محبت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

نہیں دنیا میں ثانی کوئی بھی شاہ جماعت کا ۔۔۔ خدا بخش رکھا ہے اُنہیں درجہ خلافت کا
وہ سیّد ہیں وہ حافظ ہیں وہ حاجی اور سخی بھی ہیں ۔۔۔ کوئی اندازہ کر سکتا نہیں اُن کی کرامت کا
لٹاتے ہیں خزانے دین و دنیا کے خلائق پر ۔۔۔ اٹھا رکھا ہے بیڑا گمراہوں کی سب ہدایت کا
بتاؤں کیا، ملا ہے ان کو درجہ کسقدر ارفع ۔۔۔ خدا نے دے دیا رتبہ دعاؤں کی اجابت کا
شریعت اور طریقت کے وہ رہبر ہیں بڑے کامل ۔۔۔ جو طالب ہوں دکھاتے ہیں اُنہیں رستہ سعادت کا
قدم اُن کا، قلم اُن کا، لفظ اُنکا، عمل اُنکا ۔۔۔ نبیؐ کے عین تابع ہے یہ درجہ ہے نیابت کا
نبیؐ کی راہ پر چل کر توجہ اور تصرف سے ۔۔۔ مٹایا ہے جہاں سے آپ نے کھوکا ضلالت کا
نہیں جرأت یہ شیطاں کو کرے گمراہ وہ اسکو ۔۔۔ ہے حلقہ جسکی گردن میں پڑا اُن کی ارادت کا
چلو جائیں علی پور میں وہاں ہیں نُور کے جلوے ۔۔۔ چمکتی ہیں شعاعیں واں وہ منبع ہے سعادت کا
نبیؐ کے لاڈلے کی ہم وہاں جا کر دُعائیں لیں ۔۔۔ کریں دل نُور سے روشن ملے درجہ قیادت کا

خدا سے ہے دعا مومن رہوں حضرت کے قدموں میں
ملے گا مدعا سارا کرامت کا شرافت کا

مومن کوہاٹی نہایت نیک سیرت تہجد گزار انسان تھے۔ روزانہ تلاوت قرآن اور اوراد و وظائف ان کا معمول تھا۔ پیر خانہ سے غایت درجہ محبت تھی۔ جیسا کہ منقبت سے بھی ظاہر ہے۔ آپ کی رحلت ۳۔ ذوالحجہ ۱۳۹۳ھ/ ۲۹ دسمبر ۱۹۷۳ء بروز ہفتہ ۴ بجے شام بعارضہ بخار ہوئی۔ اور کوہاٹ میں ہی آخری آرامگاہ بنی۔ بوقتِ وفات تسبیح ہاتھ میں لیئے کچھ پڑھ رہے تھے کہ فرشتہ اجل نے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

رشتہ حیات منقطع کر دیا۔

آپ کے دو بیٹے عابد فاروقی اور حافظ بشیر احمد آزاد علمی دنیا میں خوب چمکے۔ اولذکر بعمر ۲۷ برس ۱۹۶۱ء میں اور ثانی الذکر اوائل جون ۱۹۹۵ء میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

ماخذ

(۱) ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ ستمبر ۱۹۴۱ء ص ۲۷ قصور جنوری ۱۹۷۴ء ص ۲۵۔

(۲) ماہنامہ "لمعات الصوفیہ" سیال کوٹ اپریل ۱۹۵۱ء ص ۲۶

(۳) مکاتیب گرامی حافظ بشیر احمد آزاد (پسر حقیقی مومن کوہاٹی) از کوہاٹ بنام محمد صادق قصوری محررہ ۱۲۔ مئی ۱۹۹۴ء، ۱۷ جون ۱۹۹۴ء۔

نور محمد نور خالدیؒ

نور محمد نور خالدی، پلول ضلع گوڑگانواں (انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ہجرت کر کے جتوئی ضلع مظفر گڑھ میں مقیم ہو گئے۔ آخر عمر میں احاطہ رحیم بخش برنی روڈ گڑھی شاہو لاہور میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے جانثار مرید اور والا و شیدا تھے۔ آپ کا کلام ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ و قصور میں چھپتا رہا۔ ۱۹۷۴ء میں "مجموعہ نور" کے نام سے ۳۲ صفحات پر مشتمل آپکا مختصر سا کلام "مکتبہ انوار الصوفیہ قصور" سے طبع ہوا تھا جو پیش نظر ہے۔ "قصیدہ بردہ" کا اُردو میں منظوم ترجمہ بھی کیا تھا۔

ایک نعت شریف بطور نمونہ کلام درج ذیل ہے۔ ؎

دل میں میرے یادِ شہِ لولاکِ نگیں ہو — آنکھوں میں بسی میرے مدینے کی زمیں ہو
معراج کی شب کون و مکاں میں جو کہیں ہو — ظاہر میں کہیں اور حقیقت میں کہیں ہو
یوسف کو ہو کب دعویٰ اگر لاکھ حسیں ہو — تم صل علیٰ نُور خدا ماہ مبیں ہو
اے شاہ عرب سر تیری چوکھٹ پہ کی جھکا ہے — تم کعبۂ ایماں ہو میرے قبلۂ دیں ہو
یوں ثبت تیری پُشت پہ کی مُہرِ نبوت — ہیں ختم رسل رسالت کا یقیں ہو
لیگا نہ کبھی بھول کے شیدائے مدینہ — بدلے میں اگر طیبہ کے فردوسِ بریں ہو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.maarifat.com

آ پردے میں محبوب سے پردہ نہیں ہوتا
معراج میں خود حق نے کہا میرے قریں ہو

آ جائے نہ کیوں اوج پہ قسمت کا ستارا
سنگ درِ محبوب ہو اور میری جبیں ہو

اے نورؔ میں جب واصف و مداح نبیؐ ہوں
پھر کیوں نہ میری نعت کی رنگیں زمیں ہو

ایک قابل توجہ نعتیہ شعر ملاحظہ ہو۔

قابل نہیں یہ نورؔ کہ کملی میں چھپالو
پردہ نہیں دیتے مجھے بردا ہی بنالو

اپنے پیرو مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں یوں عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

محبوبِ خدا کے نورِ نظر یا حضرت شاہ جماعت علی
حسنینؓ کے پیارے لختِ جگر یا حضرت شاہ جماعت علی

وہ حسن ہے حسن محبوبی وہ شان ہے شانِ قدوسی
تیرا ہ کا جلوہ، جلوہ گر یا حضرت شاہ جماعت علی

کیا شان ہے اے قطبِ عالم تیرے در کا گدا نہیں شاہ سے کم
خدّامِ شہنشاہِ کوثر یا حضرت شاہ جماعت علی

اسرار حقیقت کے حامل ہو، راہ طریقت میں کامل
تم بحرِ شریعت کے گوہر یا حضرت شاہ جماعت علی

وہ مرتبہ تُم نے پایا ہے، اللہ کا تُم پر سایا ہے
عرفانِ محبّت کے سرور یا حضرت شاہ جماعت علی

خالی نہ گیا اس در سے کوئی، جو مانگا دیا داتا نے وہی،
ہے تیرا کرم بندہ پرور یا حضرت شاہ جماعت علی

یہ نورؔ تمہارا خادم ہے خستہ و پریشاں نادم ہے
میرے حال پہ آقا کیجئے نظر یا حضرت شاہ جماعت علی

حضرت نورؔ کی وفات حسرت آیات ۱۲/ ذوالحجہ ۱۳۵۹ھ/ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۵ء بروز منگل ہوئی اور آسودہ خاک لاہور ہوئے۔

مولانا غلام رسول گوہرؔ (ف ۱۹۸۵ء) ایڈیٹر ماہنامہ ''انوار الصوفیہ''، قصور، راوی ہیں کہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت نورؔ صاحب صالح اور نیک انسان تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے اولین مریدوں میں سے تھے۔ سالانہ عرس مبارک پر حضرت امیر ملتؒ، نورؔ صاحب کا کلام سن کر بہت خوش ہوا کرتے تھے۔ ان کی متاع حیات صرف ایک پرانے زمانے کا میلا سا تھیلا تھا جس میں قلم، دوات، کاغذ اور مسودات کے سوا کچھ اور نہیں ہوتا تھا۔ اگر کچھ اور ہوگا تو صرف مسواک اور ایک کہنہ تسبیح۔ یہ تھی ساری کائنات حضرت نورؔ کی۔

ماخذ

(۱) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ فروری ۱۹۲۹ء ص ۴۲

(۲) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور اپریل مئی ۱۹۶۱ء ص ۹، اکتوبر، نومبر ۱۹۶۱ء ص ۱۸، فروری ۱۹۶۶ء ص ۳۰، جنوری فروری ۱۹۷۶ء ص ۴۰

(۳) ''مجموعہ نورؔ'' از میاں نور محمد نورؔ خالدی مطبوعہ قصور ۱۹۷۴ء ص ۱۱

پروفیسر محمد طاہرؔ فاروقی

پروفیسر محمد طاہر فاروقی بن پروفیسر مولوی محمد محسن فاروقی کی ولادت ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء کو رام پور (بھارت) کے ایک علم دوست گھرانے میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۲۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی کا امتحان دیا اور تمام یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کر کے انعام کے مستحق ٹھہرے۔ آپ کے برادران عم زاد پروفیسر عابد حسن فریدی (ف ۱۹۴۵ء) اور مولانا پروفیسر حامد حسن قادری (ف ۱۹۶۴ء) سینٹ جانسن کالج آگرہ میں فارسی اور اردو کے پروفیسر تھے۔ آپکو وہاں بھیج دیا گیا۔ جہاں آپ نے کالج کی تعلیم کے ساتھ ساتھ مفتی نثار احمد کانپوری (ف ۱۹۳۱ء) جیسے جید علماء سے درس نظامی اور دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ اور ۱۹۲۴ء میں آگرہ یونیورسٹی سے فارسی میں ایم اے کیا اور صدر شعبہ فارسی آگرہ کالج میں تقرری ہوگئی۔ ۱۹۴۴ء ایم اے اردو کیا۔ قیام پاکستان کے بعد ڈھاکہ یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی اورنٹیل کالج لاہور، اسلامیہ کالج پشاور اور پشاور یونیورسٹی میں تعلیمی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۶۸ء میں ریٹائر ہونے کے بعد انقرہ یونیورسٹی (ترکی) میں بحیثیت صدر شعبہ و مطالعہء پاکستان تشریف لے گئے۔ ۱۹۷۰ء میں سبکدوش ہو کر واپس آگئے اور پھر تازیست

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.[illegible]at.com

تصنیف وتالیف اور زہد وعبادت میں منہمک رہے۔

پروفیسر فاروقی صاحب نے اوائل عمری میں حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کے دست حق پرسعادت بیعت حاصل کی تھی۔ پیرومرشد سے غایت درجہ محبت تھی بلکہ فنافی الشیخ کے مقام پر فائز تھے۔ ۱۹۷۵ء میں ''سیرت امیر ملت'' کے نام سے آٹھ صد صفحات پر مشتمل پیر ومرشد کی سوانح حیات شائع کروائی جو تاریخی کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ ان کی تصانیف کی تعداد ایک سو/۱۰۰ کے قریب ہے۔ چند کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ نگار عجم ۲۔ بہار اردو، ۳۔ مخزن اردو، ۴۔ سیرت مولانا محمد علی جوہر، ۵۔ سرکار دو عالمؐ، ۶۔ روح قواعد انشاء، ۷۔ ادبیات ایران نو، ۸۔ سیرت اقبال، ۹۔ پاکستان میں اردو، ۱۰۔ خیابان اقبال، ۱۱۔ بزم اقبال، ۱۲۔ تاریخ فارسی ادب، ۱۳۔ نثر نگاری کا فن ۱۴۔ فصاحت و بلاغت، ۱۵۔ اقبال کے افکار، ۱۶۔ اقبال اور محبت رسولؐ، ۱۷۔ طاہر فاروقی بقلم طاہر فاروقی (خودنوشت سوانح عمری)۔

شعروشاعری سے بھی دلچسپی تھی مگر حمد ونعت اور مناقبت کے سوا کچھ نہ کہا۔ بعض دفعہ اقبال کے کلام پر تضمین بھی کہی۔ قیام ترکی کے دوران کہی گئی ایک نعت ملاحظہ ہو۔

آپؐ کے کوچے میں ہو میرا گذر یا مصطفیٰ
میری پیشانی ہو اور وہ سنگ در یا مصطفیٰ

اس جوارِ قدس میں للہ کیجیے بار یاب
یارسولؐ اللہ، یاخیر البشرؐ، یا مصطفیٰ

ارمغان شایانِ دربارِ رسالت کچھ نہیں
ہاں! بس اک شرمِ گنہ، اک چشمِ تر یا مصطفیٰ

رشحہء ابرکرم کا اک چھینٹا ہی سہی
میری ظلمت کی بھی ہو جائے سحر یا مصطفیٰ

بادہء الفت کا اک ساغر عطا کر دیجیے
ہوں بہت اب تشنہ لب، تشنہ جگر یا مصطفیٰ

آپؐ کے جود وکرم سے ہیں دو عالم فیضیاب
اس طرف بھی اک رحمت کی نظر یا مصطفیٰ

آپؐ کو شیخین کا ہے واسطہ کیجیے کرم!!
ہوں خطا کار وخطا جو سر بسر یا مصطفیٰ

سنیے طاہر کی فغاں، اور اپنی امت کی پکار
یارسولؐ اللہ! یا خیر البشرؐ! یا مصطفیٰ

ازرہِ لطف وکرم آپؐ اپنا دیوانہ کہیں!
پس یہ ہو طاہر کی نعت کا ثمر یا مصطفیٰ

حکیم الامت علامہ اقبالؒ (ف ۱۹۳۸ء) کے ایک مصرعہ ''کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ہے سحر پیدا'' پر آپ نے بے مثال تضمین کی۔ پڑھیئے اور داد دیجئے۔

نوید امن وراحت رحمتہ للعالمینؐ لائے
بشارت نوع انساں کو ہوئے خیر البشرؐ پیدا

وہ جس نے عالمِ ایجاد کی تاریکیاں دھوئیں
وہ جس نے شامِ ظلمت میں کیا نورِ سحر پیدا

وہ جس نے سارے عالم کو نوید اوج و رفعت دی
خزف پاروں میں جس نے کر دیئے لعل و گہر پیدا

وہ جس نے بینواؤں کو سلیمانی عطا کی تھی،
غلاموں میں کیا تھا جس نے شاہوں کا جگر پیدا

ثبات و عزم و خودداری کے سب آئین سکھائے تھے
تن بے جاں میں شاہیں کے کئے تھے بال و پر پیدا

وہی ان خاک کے ذرّوں کو پھر پارس بنائیں گے
انہی کے اک اشارے سے ہوئے تھے دو قمر پیدا

یہ مرجھائی ہوئی کھیتی مگر پھر سے لہلائے گی،
خزاں دیدہ چمن میں ہونگے پھر برگ و ثمر پیدا

وہ پھر امت کی یہ ڈوبی ہوئی کشتی ترائیں گے
اسی طوفان میں جائے گی کوئی رہِ گذر پیدا

زمانے کو سبق پھر خلافت کا سکھانے کو
اسی بیشے میں ہوں گے اور بھی کچھ شیر نر پیدا

انہی میں پھر حسینؓ و حیدرؓ کرار آئیں گے،
اسی امت میں ہوں گے پھر ابو بکرؓ و عمرؓ پیدا

یقیں ہے ملتِ مُردہ میں جان تازہ آئے گی،
''کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا''

اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز سے آپ کو جو بے پناہ محبت تھی وہ اس ''خیر مقدمی'' نظم سے عیاں ہے جو حضرت قدس سرہٗ العزیز کی سفر دکن سے واپسی پر ۷/ دسمبر ۱۹۳۱ء کو آپ نے آگرہ میں پیش کی تھی۔ حضرت نے پسند فرمائی تھی اور دوبارہ سُنانے کا حکم دیا تھا۔ لفظ لفظ سے سچی عقیدت ٹپک رہی ہے۔

بھرا آج پھولوں سے صحن چمن ہے!!
گُلِ لالہ خنداں بروئے دمن ہے

بہار اب کے آئی باسلوب دیگر !!
کہ ہر ایک کانٹے میں پھولا چمن ہے

یہ کس گُل شمائم سے مہکا ہے گلشن !!
کہ صد چاک ہر پھول کا پیرہن ہے

یہ جلووں کی کس کے درخشانیاں ہیں !!
کہ ہر ذرّہ اب رشکِ دُرِ عدن ہے

یہ غربت کدہ کس کے فیضِ قدم سے !!
مسرّت کا مسکن طرب کا وطن ہے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

یہی مقتدا ہیں یہی میر مجلس
امام جماعت کی یہ انجمن ہے

یہ حافظ یہ قاری یہ حاجی یہ سید — بلا شبہ ذات اُن کی فخر زمن ہے
نمونہ ہیں یہ سر سے پا تک نبی کا — شجاعت علی کی ہے خلق حسن ہے
یہ مالک یہ صاحب یہ آقا یہ مولیٰ — غلاموں کا ان پر فدا جان و تن ہے
یہ حلقہ ہے حلقہ بگوشوں میں داخل — انہی کے در فیض کا حلقہ زن ہے
گرفتار رکھیں کہ آزاد کر دیں ! — انہی کا قفس ہے انہی کا چمن ہے
یہ آباد رکھیں کہ ویران کر دیں ! — انہی کا گلشن انہی کا یہ بن ہے

بڑا لطف ہے ان کے سایے میں ہم کو
نہ رنج و تعب ہے نہ حزن و محن ہے

مگر آج اس کی بھی تقدیر جاگی — جو طاہر سر بزم یوں نغمہ زن ہے
نگاہِ کرم کا ہے محتاج شاہا! — گناہوں میں ڈوبا ہے اور خستہ تن ہے

مے لطف اس کے صلے میں عطا ہو
شراب عقیدت میں ڈوبا سخن ہے

۲۰/ستمبر ۱۹۷۸ء/۱۶ شوال ۱۳۹۸ھ بروز بدھ آپ کا انتقال ہوا اور نشتر آباد پشاور کے قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ رعنا اکبر آبادی نے یہ تاریخ وفات کہی۔

دور قحط الرجال ہے جس میں — ہو گیا ختم عالمِ طاہر
دیدہ ور، خوش نظر، شگفتہ مزاج — کیسے کیسے تھے ہمدمِ طاہر
محفل علم ہو گئی ویراں! ! — رہ گیا صرف ماتمِ طاہر
بڑھ کے رضواں نے خود کیا ہو گا — خلد میں خیر مقدمِ طاہر

برسرِ آہ تم بھی اے رعنا
لکھو "دل میں جدا غم طاہر"

۱۳۹۷+۱=۱۳۹۸ھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

(۱) ماہنامہ ''انجمن'' کراچی ستمبر ۱۹۷۸ء

(۲) سہ ماہی ''العلم'' کراچی جولائی تا ستمبر ۱۹۷۸ء

(۳) ''فدایانِ امیرِ ملت'' از محمد صادق قصوری، ۱۹۸۱ء

(۴) ''خیابانِ فاروقی'' مجلہ پشاور یونیورسٹی بابت اپریل ۱۹۸۰ء

(۵) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور جنوری ۱۹۶۱ء

منشی احمد دین گجراتیؒ

منشی احمد دین بن امام بخش ۱۸۹۷ء میں موضع کالرہ کلاں ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ پرائمری پاس کرنے کے بعد والد گرامی کے ساتھ کاروبار میں شریک ہوگئے۔ دینی ماحول میں پرورش پانے کی وجہ سے بچپن ہی سے نماز روزہ کے پابند تھے۔ علمائے کرام و صوفیائے عظام سے غائت عقیدت و محبت تھی۔

منشی صاحب کی بیعت حضرت پیر سید ولایت علی شاہ گجراتی (۱۸۸۸ء۔۱۹۷۰ء) سے تھی اور ۱۹۳۶ء میں آپ کے دادا مرشد امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) نے اجازت و خلافت سے نوازا۔ پھر سید ولائیت شاہؒ نے بھی خرقہ خلافت پہنا دیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز سے بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ ان کے ارشاد پر کشمیر ایجیٹیشن (۱۹۳۲ء) میں حصہ لیا اور گرفتار ہو کر چھ ماہ قید با مشقت کی سزا گجرات، جہلم، لائل پور (اب فیصل آباد) اور جھنگ کی جیلوں میں برداشت کی۔ تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) میں بھرپور حصہ لیا۔

اگرچہ آپ کی تعلیم پرائمری تھی مگر حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کی نظر عنائیت سے زبردست مقرر اور مناظر بن گئے تھے۔ شعر و شاعری کا بھی خاصا ذوق تھا۔ پنجابی میں شعر کہتے تھے۔ حضرت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں کئی قصیدے لکھے جو بے حد مقبول ہوئے۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لیئے ایک قصیدہ کے چند بند نقل کئے جا رہے ہیں۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

تُوں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا　　ساتوں تیرا رہندا چاعلی پور والڑیا
تُوں شاہ امم ؒ کا دوہتا ایں　　تُوں شاہ علی ؒ دا پوتا ایں
تیری زہرہؒ خاتون ماں علی پور والڑیا　　تُوں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا
تُوں ولیاں وچ لاثانی ایں　　تیری چن جیہی پیشانی ایں
تیری سوہنی ناز و ادا علی پور والڑیا　　تُوں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا
تُوں حاجی حرم ضرور ہویوں　　تُوں حاضر وچ حضور ہویوں
ملیا نانے تئیں گل لا علی پور والڑیا　　تُوں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا
جا طیبہ ڈیرے لائیوئی　　درشن نانے والے پائیوئی
چادر پاک یمانی چا علی پور والڑیا　　تُوں دی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

منشی احمدین آخری ایام میں سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں مقیم ہو گئے تھے اور وہیں رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ مطابق جولائی، اگست ۱۹۸۰ء میں رحلت فرمائی اور اپنے آبائی گاؤں کالرہ کلاں ضلع گجرات میں مدفون ہوئے۔

ماخذ

(۱) ''سیرتِ امیر ملّت'' از سیّد اختر حسین، پروفیسر محمد طاہر فاروقی مطبوعہ علی پور سیداں ۱۹۷۵ء ص ۱۵۷

(۲) ''خفتگانِ خاکِ گجرات'' از ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ مطبوعہ گجرات ۱۹۹۶ء ص ۲۹۵

(۳) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ اگست ۱۹۳۱ء ص ۵۳ تا ۵۵، دسمبر ۱۹۳۱ء ص ۳۷

(۴) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور دسمبر ۱۹۸۰ء، جنوری ۱۹۸۱ء ص ۳۸

راشد علی بچھرانویؒ

الحاج مولوی راشد علی ۹/ ذوالحجہ ۱۳۳۳ھ/ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۱۵ء بروز منگل علم و ادب کے گہوارہ قصبہ بچھراؤں ضلع مراد آباد (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا اسم مبارک مولوی حامد علی نظامی تھا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

راشد صاحب نے عربی، فارسی اور اردو کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔ جامعہ ملیہ دہلی سے ''ادیب کامل'' کا امتحان پاس کیا۔ انگریزی بھی بقدر ضرورت لکھ پڑھ لیتے تھے۔ فطری شاعر تھے، شاعری میں باقاعدہ شاگردی کسی سے بھی نہیں کی، البتہ کبھی کبھی اپنا کلام اپنے ماموں پروفیسر حامد حسن قادری (ف ۱۹۶۴ء کراچی) کو دکھالیا کرتے تھے۔

راشد صاحب نمازی، پرہیزگار اور جوآد تھے۔ ایک اچھے شاعر اور تاریخ گو تھے مگر شاعری کو کبھی بھی ذریعۂ روزگار نہ بنایا۔ کاشتکاری کر کے رزق حلال کماتے رہے۔ یتیموں، غریبوں اور بیواؤں کی تازیست ضروریات پوری کرتے رہے۔ آپ سنوسی ہند امیر ملت پیر سیّد محمد جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز کے منظور نظر مریدوں میں سے تھے۔ آپ نے ۲۸/ دسمبر ۱۹۴۰ء کو علی پور سیداں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ میں بیعت کی تھی۔

آپ نے نعت و منقبت کے علاوہ غزلیں بھی کہیں۔ تاریخ گوئی میں خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ ایک نعت ملاحظہ ہو:۔

تھرّائے نہ کیوں قلب و جگر دشمن دیں کا
دیکھی نہیں کیا شوکتِ ذیشانِ مدینہ

صف باندھے ہوئے چاروں طرف جن و بشر ہیں
اس شان سے آتا ہے وہ جانانِ مدینہ

کرے تو ارادہ کبھی ہو جائے گا پورا
ہو جائے گا اک روز تو مہمانِ مدینہ

بو بکرؓ، عمرؓ اور غنیؓ، حیدر کرارؓ
گلدستہ ہیں یہ چاروں گلستانِ مدینہ

حسنینؓ کے صدقہ میں بلا لو مجھے آقاؐ
راشدؔ بھی ہے مُدت سے ثنا خوانِ مدینہ

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز سے راشدؔ صاحب کو جو عقیدت و محبت تھی وہ ذیل کی منقبت سے ظاہر ہے۔

بہت دیر سے منتظر دید کا ہوں
مجھے اپنا جلوہ دکھا پیر و مرشد

نہ ہے تاب دل کو نہ طاقت قلم میں
لکھوں کیا میں تیری ثنا پیر و مرشد

میرے قلب سے دور ہو بغض و کینہ
مجھے جامِ وحدت پلا پیر و مرشد

سیاہ کار ہوں میں خطاوار ہوں میں
گناہوں کو میرے چھپا پیر و مرشد

میرے شیخ کا کوئی ثانی نہیں ہے
کہ ہے عرش پہ تیری جا پیر و مرشد

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

گناہوں سے اعمالنامہ بھرا ہے — میری روح کو جگمگا پیر و مرشد
گناہگار راشد کی یہ التجا ہے — کہ وقتِ نزع جلد آ پیر و مرشد

نعت و منقبت اور تاریخ گوئی تو راشد صاحب کا وظیفہ، حیات تھا مگر کبھی کبھی غزل بھی کہہ لیتے تھے۔ ملاحظہ ہو ۔

یہ اشکِ ندامت عیاں اور بھی ہیں — میرے دل میں داغِ نہاں اور بھی ہیں
نہ رہ جائے باقی کوئی اور ٹکڑا — ابھی دل میں نوکِ سناں اور بھی ہیں
میرے دل کی گہرائیوں میں اُتر کر — وہ کہتے ہیں ایسے جہاں اور بھی ہیں
بنا بھی نہ تھا پھونک ڈالا نشیمن — کہ صیاد سے مہرباں اور بھی ہیں
مسیحائے چرخِ چہارم سے مطلب — ہمارے تو راحت رساں اور بھی ہیں
یہ بجلی چمک کر کدھر رہ گئی ہے — ابھی باغ میں آشیاں اور بھی ہیں
نہ گھبراؤ جورِ مسلسل سے راشد — "ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں"

حضرۃ جوہرِ ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب "سجادہ نشین سوئم (ف ۱۹۸۰ء) کی رحلت پر جو قطعہ، تاریخ کہا وہ درج ذیل ہے۔

خدمتِ خلق بنی حشر کا توشہ تیرا — کیوں نہ ہو راشدِ خستہ کو بھروسہ تیرا
ہاتفِ غیب نے تاریخ یہ دی حضرت کی — یہ ہوا شیش محل قبر کا گوشہ تیرا

ایضاً —— ۱۹۸۰ء ——

وہ تھے پوتے امیرِ ملت" بھی — یوں کریں گے ملائیک عزت بھی
سراجِ ملت کے نورِ عین اختر — پیر روشن ضمیر حضرت بھی

۱

رُوئے الہام سے کہو تاریخ
"اُن پہ ہوگی خدا کی رحمت بھی"

۱+۱۳۹۹: ۱۴۰۰ھ

راشد صاحب کی وفات ۲۷/شعبان ۱۴۰۲ھ/ ۲۰/ جون ۱۹۸۲ء بروز اتوار چھراؤں ضلع مرادآباد (بھارت) میں ہی ہوئی اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

(۱) ذکر اختر از محمد صادق قصوری مطبوعہ ۱۹۸۱ء

(۲) مکاتیب حاجرہ نظامی بیوہ راشد بچھرانوی بنام محمد صادق قصوری از بچھراؤں ضلع مراد آباد محررہ ۲۰/ جولائی ۱۱۔ ستمبر ۱۹۹۲ء

ملک غلام نبی سمبڑیالیؒ

بابو ملک غلام نبی نومبر ۱۸۸۲ء میں ملک محمد بخش کے ہاں سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کے ایک معزز ککے زئی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۵ء میں بی اے کیا۔ ۱۹۱۴ء میں اسلامیہ ہائی سکول سمبڑیال کی بنیاد رکھ کر علم کی شمع روشن کی۔ ہندوؤں نے آپ کے سکول کو ناکام بنانے کی بڑی کوشش کی مگر خاسر و نامراد رہے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے انجمن اسلامیہ سمبڑیال کی بنا رکھی اور "لائف مینجر" منتخب کیے گئے۔ اس انجمن نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود، ترقی اور بیداری کے لیئے مقدور بھر کام کیا۔

بابو جیؒ کو قائد اعظمؒ اور حکیم الامت علامہ اقبالؒ سے والہانہ عشق تھا۔ قائد اعظم سے خط و کتابت رہی۔ حکیم الامتؒ کا بیشتر فارسی اور اردو کلام نوک زبان تھا۔ مختلف علمی، ادبی اور سیاسی شخصیات کو سمبڑیال بلاتے رہتے تھے۔ تا زیست بلدیہ کے کونسلر اور میونسپل کمشنر منتخب ہوتے رہے۔

تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۳۹ء میں سمبڑیال میں مسلم لیگ قائم کی اور پھر صدر مسلم لیگ کی حیثیت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ آپ کی دعوت پر مختلف مسلم لیگی لیڈر مثلاً مولانا ظفر علی خاں (ف ۱۹۵۶ء) حکیم خادم علی سیالکوٹی (ف ۱۹۷۱ء) مولانا محمد بخش مسلم بی اے (ف ۱۹۸۷ء) وغیرہم تشریف لاکر لوگوں کے دلوں کو گرماتے رہے۔

بابو جیؒ نے حضرت امیر ملتؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔ فنائی الشیخ کی منزل پر شہرت عام اور بقائے دوام کے حامل ہوئے۔ تا زیست پیر و مرشد کے ارشادات کو حرز جاں بنائے رکھا۔ شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ پیر و مرشد کی شان میں انکی ایک منقبت ملاحظہ ہو:۔

غنیمت ہے دو زانو بیٹھنا صحبت میں کامل کی   بچانا ورنہ ایماں کا ہے مشکل دور حاضر کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k ... fat.com

وہ تھا کرم الہیٰ[1] اک وسیلہ میری طبیعت کا
وگرنہ یہ سعادت تھی کہاں قسمت میں احقر کی

مراقبہ ہی ذریعہ ایک ہے تیری ترقی کا
یہ مجھکو خواب میں تھی اک نصیحت میرے رہبر کی

جو آجاتی ہے آنکھوں میں تری وہ موہنی صورت
تو حالت ہی بدل جاتی ہے اپنے دیدہء تر کی

کیا ہے گردشِ ایّام نے دل سردِ دُنیا سے
مگریاں کھینچ لائی ہے کشش پیارے تیرے در کی

نہ جاہل ہوں نہ پاگل ہوں مگر ہوں کُشتۂ حافظ[2]
مری بی اے کی ڈگری کو کھا گئی نظر دلبر کی

جو چاہو وہ نشہ جس نے مجھے بیخود بنایا ہے
نگاہِ مست مئے عرفاں ہے وہ شاہِ علی پور کی

ہو یارانِ طریقت یہ مبارک جام مئے وحدت
کہ ساقی شاہ جماعت ہیں اور محفل ہے علی پور کی

خدا رکھے سدا قائم ترا ساقی یہ مئے خانہ
خداوندا دُعا سن لے مرے اِس قلبِ مُضطر کی

اے دربانِ علی پور میں بھی ہوں سرکار کا خادم
میرا طوقِ غلامی ہے نشاں میرے افسر کی

مجھے للہ پہنچنے دے دربار شاہی تک
کہ مٹی کو کرے سونا نظر اس کیمیا گر کی

غلام آیا ہے سائل ہو کر کرم کی اک نظر شاہا
کہ مشکل دین و دنیا کی آساں ہو تیرے چاکر کی

بابو جیؒ نے چند ایک نعتیں بھی کہیں ہیں مگر دستیاب نہیں ہو سکیں۔ عشق رسول ﷺ ان کا سرمایہ حیات تھا۔ قادیانیوں کے خلاف زندگی بھر جہاد کیا۔ چونکہ اقبالؒ کو عظیم عاشق رسول ﷺ سمجھتے تھے لہذا ان کا کلام ہر وقت نوک زباں رہتا تھا۔ ہر وقت گنبد خضریٰ کے تصوّر میں کھوئے رہتے تھے۔

بابو جیؒ کی رحلت ۱۶/ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۸۳ء بروز اتوار بعمر شریف ایک سو ایک سال ہوئی۔ سمبڑیال میں ہی آخری آرامگاہ بنی۔

راقم الحروف صادق قصوری نے یہ قطعہء تاریخ وفات کہا۔

"پاک سیرت جناب بابو ملک غلام نبی"

—— ۱۹۸۳ء ——

۱۔ حضرت ماسٹر محمد کرم الہیٰ ایڈووکیٹ سیالکوٹی خلیفہء مجاز (۱۸۸۰ء۔۱۹۵۹ء) کی طرف اشارہ ہے۔ جن کی وساطت سے بابو جیؒ، حضرت امیر ملتؒ سے بیعت ہوئے۔ (قصوری)

۲۔ حضرت امیر ملتؒ کے پیرو مرشد حضرت بابا فقیر محمد چوراہیؒ (۱۷۹۸ء۔۱۸۹۷ء) ہمیشہ آپ کو "حافظ جی" کے لفظ سے مخاطب فرماتے تھے۔ (قصوری)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

باوقار وطن ملک صاحب — تھے معزز بھی اور مخیّر بھی
وہ مرید امیر ملت تھے — لطف وایثار انکی عادت تھی
عمر کاٹی رفاہی کاموں میں — تھا مشن ان کا خدمت ملی

فکر تاریخ ہے اگر صادق
کہیے "مخلص ملک غلام نبی"

۱۹۸۳ء

ماخذ

"تحریک پاکستان میں سیال کوٹ کا کردار" از خواجہ محمد طفیل، سیالکوٹ ۱۹۸۷ء
روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۲۳، ۲۷ فروری، ۱۴/ اپریل ۱۹۸۳ء
روزنامہ "امروز" ۱۰ فروری، ۲ مارچ و کیم اپریل ۱۹۸۳ء
مکاتیب سرفراز حسین ملک پسر بابو جیؒ بنام محمد صادق قصوری محررہ ۱۷/ مئی ۱۹۸۳ء، ۷/ ستمبر ۱۹۸۸ء
ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور بابت اپریل ۱۹۸۳ء ص ۲۲

مولانا غلام رسول گوہرؒ

مولانا غلام رسول گوہر بن مولانا میاں فضل دین بن مولانا میاں محمد بوٹا بن مولانا میاں پیراندتہ ۱۹۱۰ء/ ۱۳۲۸ھ میں بروز پیر موضع آوان تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر (مشرقی پنجاب، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے مورث اعلیٰ کا نام میاں محمد صدیق تھا جو بڑے عالم، فاضل اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ آپ کے جد امجد مولانا میاں محمد بوٹا، عارف ربانی حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوریؒ (۱۷۸۸ء۔۱۸۵۴ء) کے مرید باصفا تھے۔

پانچ سال کی عمر میں دادا جان سے قرآن پاک ناظرہ پڑھ لیا اور ساتھ ہی ساتھ کریما بھی پڑھ لی۔ اس کے بعد رمداس ضلع امرتسر، بریلی شریف اور علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ سے دینی تعلیم حاصل کی۔ سند فراغت حضرت امیر ملت پیر سیّد حافظ محمد جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (۱۸۴۱ء۔ ۱۹۵۱ء) کے صاحبزادہ اکبر سراج الملّت پیر سید حافظ محمد حسین علی پوری (۱۸۷۸ء۔۱۹۶۱ء)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں کے دست مبارک سے حاصل کی اور سعادت بیعت حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے دست حق پر۔

فارغ التحصیل ہونیکے بعد دو کوہا سادات ضلع جالندھر (مشرقی پنجاب) اور قصبہ ستراہ تحصیل پسرور ضلع سیال کوٹ میں خطابت کرنے کے بعد ۱۹۴۴ء میں ''محلہ استاد'' جموں شہر (ریاست جموں وکشمیر) کی جامع مسجد میں خطابت و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں ہجرت کر کے سیال کوٹ آ کر جامع مسجد محلہ کشمیریاں میں خطابت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ ۱۹۵۱ء میں جامع مسجد میاں کالا مرحوم کوٹ عثمان خاں قصور میں بحکم حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز خطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے جو تادم آخر انجام دیتے رہے۔

علم وادب سے خصوصی دلچسپی تھی۔ اوائل عمری میں ہی مختلف رسالوں میں لکھنا شروع کر دیا تھا۔ قصور سے ماہنامہ ''مبلّغ'' جاری کیا جو تین چار سال نکلتا رہا۔ اور پھر ۱۹۶۰ء میں ماہنامہ ''انوارالصوفیہ'' کا احیاء کیا جو تازیست جاری رہا۔ بہت سی کتابیں لکھیں۔، چند ایک کے نام یہ ہیں:، انوارِ مصطفیٰؐ، معراجِ مصطفیٰؐ، غوث الاعظم مع حقیقت گیارھویں، مرآۃ الاولیاء۔ آئینہ نماز، مسائلِ رمضان، میاں بیوی کے حقوق، کھانا کھانے کے آداب، حقوقِ والدین، آئینہ طہارت، عملیات کے بکھرے موتی، مراۃ الجمال، احسن الکلام گوہر نظام، کشف الابہام عن مسائل محرم الحرام پیردے عشق دیاں پھلجڑیاں وغیرہ وغیرہ۔

نعتیہ شاعری میں آپ کو حضرت علامہ سیماب اکبر آبادیؒ (۱۸۸۰ء۔۱۹۵۱ء) سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ تازیست نعت ومنقبت کے سوا کچھ نہ کہا۔ ذیل میں تبرکاً آپ کی ایک نعت درج کی جارہی ہے۔

مرے دل کی تمنا ہے محمدؐ کی زیارت ہو ۔۔۔ سُرورِ قلب حاصل ہو تو آنکھوں کی عبادت ہو
اطاعت فرض ہے ہر کام میں شاہِ مدینہ کی ۔۔۔ عبادت ہو، معشیت کہو، کوئی امر سیاست ہو
محمد مصطفیٰؐ کے عاشقوں پر یہ کرم ہوگا ۔۔۔ کہ محشر میں نہ گبھرائیں نہ کچھ خوف قیامت ہو
ہو الاوّل ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن ۔۔۔ جہاں کی ہے بدائت اُن سے اُن پر ہی نہایت ہو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

لواء الحمد کے حامل جناب مصطفیٰؐ ہوں گے
جھکا کر سر کو سجدے میں طلب اذنِ شفاعت ہو

محمدؐ نام شیریں ہے، منور ہے جہاں اس سے
نہ کیوں اس سے دو عالم میں میسر خیر و برکت ہو

ندائے یا رسول اللہؐ غذائے روح و ایماں ہے
اسی نعرے کی برکت سے دلوں کو ذوقِ طاعت ہو

یتیموں کے وہ ملجا ہیں فقیروں کے وہ ماویٰ ہیں
غریبوں کے وہ حامی ہیں نہ جن کی شان و شوکت ہو

مطابق سنتِ نبویؐ بنائے گر کوئی صورت
اُسی کو نعت پڑھنے کی مجالس میں اجازت ہو

محمد مصطفیٰؐ کا جو مخالف ہو معاذ اللہ
کہ اس کے قلب میں ذرہ برابر بھی محبت ہو

محمدؐ کی ثنا خوانی محبت ہی سے ہوتی ہے
محبت گوہرا ایماں ہے، نہ ایماں بے محبت ہو

مولانا گوہرؔ کو اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز سے بے پناہ محبت تھی۔ ان کا نام لے کر خود بھی روتے تھے اور دوسروں کو بھی رلاتے تھے۔ ہر ملاقات پر پیر و مرشد کا ذکر خیر ضرور کرتے اور پھر یہ ذکر گھنٹوں تک چلتا۔ فرمایا کرتے تھے کہ:۔

''میری آنکھوں نے آج تک کسی ایسی شخصیت کو نہیں دیکھا جس میں حضرت امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ جیسی خوبیاں ہوں۔ امیر ملتؒ، عبادت، سخاوت، شجاعت، روحانیت، سیاست، شریعت، طریقت، مذہب غرض ہر میدان کے شہسوار تھے۔ وہ لاکھوں میں ایک تھے، وہ عبقریٔ عصر تھے، وہ نابغۂ روزگار تھے، وہ فخرِ زمانہ اور مجددِ دوراں تھے۔ ایسا کہاں سے لاؤں تجھ سا کہوں جسے''۔

آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں بے شمار منقبتیں کہیں لیکن جس منقبت کو شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہوئی وہ درج ذیل ہے۔

اے پناہ بیکساں اے حامیٔ دینِ خدا
واقفِ اسرارِ حق اے رازدارِ مصطفیٰؐ

ناخدائے بحرِ عرفاں زینتِ بزمِ شہود
رہنمائے گمرہاں اے پیشوائے اتقیا

رہنمائے سالکاں و مقتدائے عارفاں
عالمِ علمِ شریعت فخرِ جملہ اصفیا!

ایکہ تیری ذات ہے آئینۂ خلقِ نبیؐ
اور نمایاں ذات میں تیری ہے وصف مرتضیٰؓ

تیری فطرت، تیری سیرت، تیری عادت بے مثال
تیری صورت، تیری طلعت، تیری آنکھیں دلربا

ہو گئے شیدا تجھے سب دیکھ کر اہلِ جہاں
مرکزِ اہلِ جماعت دل میں سب کے بس گیا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2 www.marfat.com

بحرِ ظلمت میں پھنسا ہوں پیر دوراں المدد اک نگاہ لطف سے مجھ کو کنارے پر لگا

تیرے در پر آ کے لاکھوں ہو گئے ہیں فیضیاب

گوہرنا شاد جائے در سے کیوں خالی بھلا

آپ اردو، فارسی اور پنجابی تینوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ اب پنجابی شاعری کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو:-

نت سوچنی آں کیہوئیں جاواں مَیں، مینوں آوے نہ ملنے دا ول اڑیو
میری وچہ وچھوڑے لنگھدی اے، اک ڈر ہے برابر پل اڑیو
اوہ سیاں بھاگاں والیاں نے جو دیس پیا دے جاندیاں نے
کی جاناں اوتھے کیتی اے، کسے عاجز دی بھی گل اڑیو
پا برقع بشری نکھڑے تے، آیا بن کے اوہ رسولؐ اللہ
جے آندا ماہی بے پردہ، کُل عالم جاندا ہِل اڑیو
اوہ رحمت کُل جہاناں دی، اوہ صحت کُل بیماراں دی
جیہڑی اُوہدے دوارے تے جھکدی اے ہندی مشکل اُوہدی حل اُڑیو
اَجے تیک بھی ملیا یار نہیں، جس یار دی یاد بھی جاندی نہیں
مینوں ایس فراق دی چکی نے دتا وانگوں چھولیاں دَل اُڑیو
اُوتھے کم نہ ہار حمیلاں دا، اُوتھے کم نہ سوہنیاں شکلاں دا
اُوہ چشمہ خُلق عظیم دا اے، لاوے کو جیاں کالیاں گل اُڑیو
جنھوں عشق محمدیؐ رنگدا اے، جنھوں ناگ زلف دا ڈنگدا اے
اوہ قدم نہ پچھاں ہٹدا اے، بھاویں لہہ جاوے اوہدی کھل اُڑیو
کِن ویکھناں میریاں پاپاں نوں اُوتھے بے پرواہی دے سودے
اوہ دیوے چنگیاں منداں نوں بھر باہوں جنت گھل اُڑیو
سوکھا لانا عشق پیا دا نہیں، جیہڑے لاندے سوئیو جاندے نے
ٹنگیا سولی تے منصور گیا، لتھی شمس دی الٹی کھل اُڑیو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2@hotmail.com www.marfat.com

اینویں پھرنیاں کملیاں وانگ پئی نہیں آندی سوچ کے جگ جی نوں
جتھے پتھر گوہر بن دے نے اوتھوں مڑیئے کیوں بے ہَمَل اڑیو

مولانا گوہر کی رحلت ۴/ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ/۲۷/ مارچ ۱۹۸۵ء بروز بدھ علی الصبح بعارضہ یرقان ہوئی اور بڑے قبرستان کوٹ غلام محمد خان قصور میں آخری آرامگاہ بنی۔ نماز جنازہ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے آخری خلیفہ حضرت حافظ نور احمد قصوری (ف ۱۹۸۶ء) نے پڑھائی۔ جنازہ کا جلوس قصور شہر کا تاریخی جلوس تھا۔

افسوس ہم سے چھینے بے مہریِ قضا نے   وہ علم کے دفینے وہ عقل کے خزانے

آپ کی وفات پر بہت سے شعراء نے مرثیے اور قطعات تاریخ وفات کہے۔ اختصار کے پیش نظر صرف حضرت عزیز حاصل پوری (ف ۱۹۸۵ء) اور حضرت صابر براری آف کراچی کے قطعات درج ہیں۔

اٹھے جہاں سے غلام رسول گوہر آہ   وہ ؟ جنکی ذات تھی جوئندہ اور یابندہ
وہ حال مست قلندر وہ خوش سیَر درویش   نہ تھا انہیں غمِ ماضی نہ فکرِ آئندہ
وہ اپنے حُسنِ عمل کی دلیل چھوڑ گئے   رہے گا تابہ ابد نام آپ کا زندہ
قسم مجلّہ ء ''انوار صوفیہ'' کی قسم   رہا یہ اُن کی بدولت ہمیشہ رخشندہ
مرید، پیر جماعت علی کے تھے مرحوم   دل آپ کا تھا جمال یقیں سے تابندہ

سن وصال جو پوچھا عزیز سے اُن کا
کہا عزیز نے ''وہ گوہر درخشندہ''   (عزیز حاصل پوری)

—— ۱۴۰۵ھ ——

(۲)

ہائے ''انوار الصوفیہ'' کے مدیر   عاشق اولیاء غلام رسول
اُٹھ گئے آج بزمِ ہستی سے   اہل حلقہ ہیں اشکبار و ملول
گوہر بے بہا تھے مولانا   شاعر خوب ، واعظِ مقبول
اُن کی باتوں میں عطر کی خوشبو   ان کا ہر لفظ اِک مہکتا پھول

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.[illegible]arfat.com

دینِ حق ہی رہا شعار اُن کا — کبھی ٹوٹے نہیں تھے اُن کے اصول
دشمنوں سے بھی پیار کی باتیں — روز و شب ہی رہا یہی معمول
اُن کے دامن پہ کوئی داغ نہ تھا — دور رہی اُن سے جہاں کی دھول

کہیے تاریخ اُن کی اے صابرؔ
"تھے سعیدِ جہاں غلامِ رسول" (صابرؔ براری، کراچی)

۱۹۸۵ء

ماخذ

(۱) متعدد انٹرویوز مولانا گوہرؔ صاحب۔

(۲) "شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری" از پروفیسر محمد سلیم چوہدری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص ۲۱۵ تا ۲۱۹

(۳) مجلّہ "نعت رنگ" شمار ۶ مطبوعہ کراچی ستمبر ۱۹۹۸ء ص ۱۴۵

(۴) "شیدایانِ امیرِ ملّت" از محمد صادق قصوری ۱۹۹۸ء ص ۶۵ تا ۷۹

انجمؔ وزیرآبادی ؒ

محمد جان انجمؔ خلف الرشید ماسٹر میاں نبی بخش قوم راجپوت کی ولادت ۱۹۱۱ء میں وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ ۱۹۲۹ء میں میٹرک کرنے کے بعد کاروبار شروع کردیا۔ کاروبار زیادہ تر ملٹری کنٹریکٹ رہا اور اس سلسلے میں زیادہ تر یوپی، سی پی، بہار اور مہاراشٹر میں رہے۔ قیام پاکستان کے بعد کافی نقصان اٹھا کر لاہور پہنچے۔

انجمؔ صاحب نے بیک وقت کئی نامور اساتذہ سے فیض حاصل کیا اور انہیں ممتاز شعراء سے شرف تلمذ رہا جن میں علامہ قتیلؔ رضوی داناپوری، احسنؔ رضوی داناپوری، علامہ سیماب اکبر آبادی اور محمد عبداللہ خان مضطرؔ گجراتی بی اے وغیرہم شامل ہیں۔

انجمؔ صاحبؒ نے مختلف اصنافِ سخن مثلاً نعت، سلام، نظم، قطعہ وغیرہ میں کچھ نہ کچھ ضرور کہا ہے اور شعر گوئی کے سلسلہ میں تیز رفتار رہے۔ نعت گوئی کا سلسلہ ظہور پاکستان کے بعد شروع کیا۔ ان کے دو نعتیہ مجموعے جام کوثر اور مینائے کوثر زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ ہو کر منصّہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ ایک نعت ملاحظہ ہو:۔

کیا چیز یہ تابانیء خورشید و قمر ہے — آج احمد مختار کے جلووں پہ نظر ہے
بندوں کو ملا کرتی ہے اس در سے خدائی — یہ سرورِ عالم شہ کونین کا در ہے
ہر پھول تر و تازہ ہے ہر غنچہ شگفتہ — یہ خواجہء کونین کی رحمت کی نظر ہے
تو صاحبِ معراج ہے محبوبِ خدا ہے — اس شان کا ہے کوئی فرشتہ نہ بشر ہے
نیزے پہ بھی جو چڑھ کے رہا محوِ تلاوت — وہ حیدر کرارؓ کے دلبند کا سر ہے
یارب! یہ سماں یونہی رہے روزِ جزا تک — روضہ شہِ عالم کا ہے اور اپنی نظر ہے

انجمؔ کئے جا سجدوں پہ سجدے سحر و شام
یہ مشغلہ تسکین دہ قلب و نظر ہے

انجمؔ صاحب نے حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔ مرشد کے دیوانے تھے، جیسا کہ ذیل کی منقبت سے ظاہر ہے:۔

پیر میرا پیرِ کامل مرحبا صد مرحبا — ہے وہ اولادِ علیؓ آلِ محمد مصطفیٰ
سیّد و سالار ہے وہ ہے امیرِ کارواں — ہے قیادت اسکی تو لاریب جنت کا نشاں
عشقِ شاہ مرسلینؐ ایسا کہ بے حد و حساب — پاسِ احکامِ خدا ایسا، نہیں جسکا جواب
لب پہ تھا نامِ محمدؐ بعد اسمِ کبریا — نعت جیسے بن گئی تھی ایک رُوحانی غذا
حافظ و حاجی، مفسر اور محدّث بالیقیں — میرے مُرشد کا کوئی ثانی ہر گز نہیں
بول بالا عمر بھر دینِ محمدؐ کا کیا — نورِ حق ہر سینۂ مومن میں جیسے بھر دیا
جادۂ برحق پہ لے کر قافلے کو جو گیا — نقشِ پا پر جو چلا وہ منزلوں کو پا گیا
خدمتِ دیں کے لئے ہر آن تھے سینہ سپر — خدمتِ دینِ متیں کی دامے درمے عمر بھر

"امیر ملتؒ" کا اُن کو مل گیا انجم خطاب
مرحبا خود آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

انجمؔ صاحب کی رحلت ۱۹۸۶ء میں محمود بوٹی لاہور میں ہوئی اور وہیں آخری آرامگاہ بنی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

(۱) ''مینائے کوثر'' مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، ۱۹۶۹ء ص ۷ تا ۸، ص ۱۳۔

(۲) ماہنامہ ''نقوش'' لاہور، رسول نمبر جلد دہم ۱۹۸۴ء ص ۱۹۰

(۳) ''پاکستان کے نعت گو شعراء جلد اوّل'' از سید محمد قاسم، کراچی ۱۹۹۳ء ص ۸۴

کلیمؔ حیدر آبادیؒ

مولانا غلام جیلانی کلیم جماعتی حیدر آبادی بن مولانا غلام احمد بن مولانا غلام محمد بن مولانا سعد اللہ صدیقی نقشبندی کی ولادت ۸/ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ / ۲۷/ نومبر ۱۹۲۲ء حیدر آباد دکن (انڈیا) میں ہوئی۔ اُن دنوں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز حیدر آباد دکن میں جلوہ افروز تھے۔ آپ کے والد ماجد نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ حضور! آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اولاد نرینہ سے نوازا ہے، آپ سے نام تجویز کرنے کی درخواست ہے۔ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے غلام جیلانی نام تجویز فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہم چند روز بعد آپ کے گھر آئیں گے۔ پھر حسب ارشاد گھر تشریف لائے، کلیم صاحب کو گود میں اٹھایا اور فرمایا کہ ''یہ تو ہمارا ہے'' پھر کچھ تبرک مرحمت فرما کر واپس تشریف لے گئے۔

کلیمؔ صاحب نے میٹرک حیدر آباد دکن سے کیا۔ ۱۹۳۵ء میں حضرت امیر ملتؒ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ قیام پاکستان کے بعد پیر و مرشد کی محبت میں اپنے بیوی بچے، عزیز و اقارب اور سب کچھ چھوڑ کر سیدھے دربار عالیہ علی پور سیداں پہنچے اور یہاں کی خاک مقدس کو طوطیاء چشم بنا کر حضرت امیر ملتؒ کے قدموں سے لپٹ رہے۔ ۱۹۵۰ء میں اہل عیال کو بھی لے آئے۔ یہاں آ کر بی اے اور ادیب فاضل کے امتحانات امتیازی حیثیت سے پاس کیے۔

روزگار کی تلاش ہوئی تو حضرت امیر ملتؒ نے سیالکوٹ میں شیخ عطاء اللہ جماعتی مرحوم کے سکول میں مدرس لگوا دیا۔ ۱۹۸۰ء میں اپنا ذاتی ادارہ ''انور ایلیمنٹری سکول'' قائم کیا جس سے اب تک ہزاروں طلباء علم کی روشنی حاصل کر چکے ہیں۔ یہ سکول اب بھی ان کے صاحبزادے موضع بھڑتھ (سیالکوٹ) میں چلا رہے ہیں۔

کلیم صاحب کو علم و ادب اور شعر و شاعری سے خصوصی دلچسپی تھی۔ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ''

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سیال کوٹ اور قصور، ''لمعات الصوفیہ'' سیالکوٹ اور سہ ماہی ''تصوف'' کراچی وغیرہ پرچوں میں آپ کا نعتیہ کلام شائع ہوتا رہا۔ بطور تبرک ایک نعت درج ذیل ہے۔

رفعتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو — عظمتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو
رُوح پرور ہیں کیسی خوشبوئیں — نکہتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو
دل کو راحت نصیب ہوتی ہے — صورتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو
زلف کی، رُخ کی، چشم و ابرو کی — نُدرتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو
اُن کا ثانی ہوا نہ ہوگا کبھی — وحدتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو
پاؤں چومے ہیں عرشِ اعظم نے — عزّتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو
گرتی انسانیت کو تھام لیا — قوّتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو
گر پڑی سیف دستِ دشمن سے — شوکتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو
معجزہ تو ہے خرقِ عادت کا — عادتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو
دعوٰیٔ عشق بے دلیل نہ ہو — سنّتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو
ہے جوانب سے یورشِ اعداء — اُمتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو

آخری سانس تک کلیمؔ حزیں
مدحتِ مصطفیٰؐ کی بات کرو

آپ نے حضرت امیر ملت کی شان میں بے شمار منقبتیں لکھیں جن میں سے ایک پیش خدمت ہے۔

خدائے دو جہاں کی خاص رحمت — بروحِ پاک حضرت شہ جماعتؒ
درخشاں سیرت والا گہر تھی — گُلِ مہتاب سے پاکیزہ صورت
مثالِ آئینہ ظاہر تھا اُن کا — مگر رکھتے نہ تھے دل میں کدورت
کریم النفس وہ ایسے تھے واللہ — نثارِ ملّت بیضا، کی ثروت
ازل سے اُن کو ربِّ کن فکاں نے — عطا کی تھی سیادت کی امارت
وہ رمزِ لاالٰہ سے آشنا تھے — وہ تھے غواصِ بحرِ سرمدیت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiarzk@hotmail.com www.marfat.com

وہ مردِ باخدا حق بیں وحق گو — نظر میں اُن کی تھی عُریاں حقیقت
زباں پر اُن کی ہر دم ذکرِ حق تھا — رسولؐ پاک کی تھی دل میں الفت
خدا کے آخری پیغامبرؐ کی — وہ الفت تھی نہیں جس کی نہایت
علمبردار دینِ مصطفےٰؐ تھے — سدا حاصل تھی اُن کو حق کی نصرت
انہیں مرغوب کر سکتے نہ پائے — عدو کا خوف اور رعب حکومت
صف اعدا شکن اُن کا ہر گام — خدا نے اُن کو بخشی تھی وہ ہمت
درِ اقدس پہ خاص و عام جن کے — تھے روز و شب کمر بستۂ بخدمت
یہ محفل خاص اُن کی یاد کی ہے — تھی جن کی زندگی وقفِ ہدایت
نشانِ بے نشانم راچہ پرسی — گدائم کوچۂ شاہ جماعتؒ
دکن سے کھینچ کر لائی ہوئی ہے — کلیمؔ بے نوا کو اُن کی شفقت

حضرت کلیمؔ صاحب کو آستانہ عالیہ علی پور سیداں سے غایت درجہ محبت تھی۔ اکثر اوقات دربار شریف میں حاضر رہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرا اصل گھر تو "علی پور شریف" ہے۔ ہمیشہ باوضو رہتے۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد کی پابندی کا بھی پورا پورا التزام تھا۔ پیر و مرشد کی ہدایات کے مطابق شریعت حقہ پر عمل پیرا رہتے تھے اور ہر وقت پیر و مرشد کا ذکر خیر کرتے رہتے تھے۔

حضرت امیر ملتؒ کے آخری ایام میں کلیمؔ صاحب حاضر خدمت رہے۔ حضرتؒ نے جو آخری کھانا کھایا وہ دلیہ تھا۔ جس رکابی میں انہوں نے دلیہ تناول فرمایا وہ رکابی، جس تولیہ سے اُن کا جسم مبارک صاف کیا گیا وہ تولیہ اور ایک عمامہ شریف بطور تبرک کلیمؔ صاحب کے حصہ میں آیا جو آج بھی ان کے بیٹوں کے پاس محفوظ ہے۔

حضرت کلیمؔ صاحب کی وفات حسرت آیات ۸/ جمادی الاوّل ۱۴۰۷ھ مطابق ۹/ جنوری ۱۹۸۷ء بروز جمعۃ المبارک صبح آٹھ بجے حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ہوئی۔ خبر رحلت ملتے ہی حضور فخر ملت پیر سیّد حافظ محمد افضل حسین شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیّداں شریف بمعہ احباب تشریف لائے اور نماز جنازہ پڑھائی۔ موضع بھڑتھ نزد سیال کوٹ چھاؤنی کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت صابر براری قم کراچوی نے یہ قطعہ تاریخ وفات کہا۔

زیبِ جنت ہوئے جناب کلیم — تھے دکن کے وہ شاعرِ نامی
عشقِ سرکار میں رہے صابر — "نیم بسمل غلام جیلانی"

۱۴۰۷ھ

ماخذ

(۱) شیدایانِ امیرِ ملت از محمد صادق قصوری، ۱۹۹۸ء ص ۱۰۱ تا ۱۰۶۔

(۲) ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور بابت اپریل مئی ۱۹۶۳ء ص ۳۵۔

(۳) سہ ماہی "تصوف" کراچی اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۶ء ص ۱۲۵، جنوری تا مارچ ۱۹۸۸ء ص ۶۴۔

(۴) مکتوب گرامی جناب واصف کلیم اظہر (پسر کلیم صاحب) از سیالکوٹ محررہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء۔

احمد دین انجم رح

مولوی احمد دین انجم ۱۹۰۱ء میں چکوال میں پیدا ہوئے۔ فوج میں ملازمت اختیار کی پھر صحافت کے پیشے سے وابستہ ہو گئے۔ روزنامہ "حیات" کراچی کے ایڈیٹر رہے۔ علاوہ ازیں بہت سے اخبارات ورسائل مثلاً روزنامہ "انجام" اور روزنامہ "مشرق" کراچی سے بھی تعلق رہا۔ رحلت سے قبل سہ ماہی "تصوف" کراچی کے ادارتی عملہ میں شامل تھے۔ صحافت کے ساتھ ساتھ شعرو شاعری کا شغل بھی اختیار کیا ہوا تھا۔

انجم صاحب نے حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کے دستِ حق پر بیعت کی تھی اور ان کے فرزند اصغر اور سجادہ نشین دوم شمس الملت پیر سیّد نُور حسین شاہ علی پوریؒ (ف ۱۹۷۸ء) سے ۱۱ مئی ۱۹۶۲ء بروز جمعۃ المبارک بر موقعہ سالانہ عرس شریف علی پور سیداں خلعتِ خلافت حاصل کی تھی۔ تقسیم ملک سے قبل اور بعد میں عرصہ تک اپنے پیر خانہ کی طرف سے کراچی میں امیر حلقہ رہے تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ کی تبلیغ و ترویج میں کوشاں رہتے تھے۔ نہایت نیک سیرت اور متشرع صورت تھے۔ سادہ طبیعت، سادہ لباس اور خلیق انسان تھے۔ غالباً ۱۹۸۸ء میں علی پور سیداں کے سالانہ عرس مبارک پر مجھے انہیں پہلی دفعہ دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ عجز و انکسار کا پیکر،

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خاموش طبع اور فنانی الشیخ تھے۔ حضرت امیر ملت" قدس سرہٗ العزیز سے عشق و محبت مثالی تھا۔ ان کی شان میں لکھی گئی ایک منقبت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

جدھر دیکھیے نُور ہی نُور ہے	یہ دربار شاہ علی پُور ہے
ہے صدیقؓ و حیدرؓ سے نسبت اسے	علی پور نورِ علی نُور ہے
یہ مسکن ہے میرے شہنشاہ کا	کہ گہوارۂ جلوۂ طُور ہے
یہ سر چشمہ فیض سرہند ہے	علی پور دراصل ذی النوّر ہے
نوازا نگاہِ شہنشاہ نے	کہ انجمؔ تیری ہر بلا دُور ہے

مولوی احمد دین انجم کی شاعری کا ایک تابناک پہلو "رباعی" بھی ہے۔ چند ایک رباعیاں درج ذیل ہیں۔

بگڑی ہوئی بنانے یا قسمت آزمانے	پہنچا میں اُن کے در پہ آخر کسی بہانے
اب میں ہوں اور سجدے پیہم اس آستاں کے	برباد آرزو کی مٹی لگی ٹھکانے

☆

مجھ کو تو کسی کے رُخ تاباں سے غرض ہے	ذرّہ ہوں مگر مہر درخشاں سے غرض ہے
آباد رہے کعبہ و بتخانہ کی محفل	لیکن مجھے سنگِ درِ جاناں سے غرض ہے

☆

کشتی کو موج کے بہر دھارے پہ چھوڑ کر	ساحل کی آرزو کو کنارے پہ چھوڑ کر
مایوسیوں سے کھیل رہا ہوں میں ان دنوں	امید کو کسی کے سہارے پہ چھوڑ کر

☆

انجمؔ صاحب کی رحلت ۴/ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ/ ۱۱/ اپریل ۱۹۸۹ء بروز منگل کراچی میں ہوئی۔ محمد زبیر فاروقی شوکتؔ الہ آبادی نے مندرجہ ذیل قطعہء تاریخ وفات کہا۔

"سعید زماں مولانا الحاج احمد دین انجم مغفور"

۱۹۸۹ء

احمد دین انجم عالی جناب	فیض سے جن کے جہاں سرشار ہے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اک صحافی اک محقق پاک دل ... اُن کے رُتبے کا کسے انکار ہے
یک بیک دُنیا سے رخصت ہو گئے ... ایک عالم اُن کا پُرسے دار ہے
ہاتفِ غیبی نے شوکتؔ کہہ دیا ... سالِ رحلت ''ناظرِ انوار'' ہے

۱۴۰۹ھ

ماخذ

(۱) ''وفیات اعیان پاکستان'' از پروفیسر محمد اسلم، لاہور ۱۹۹۱ء ص ۳۔

(۲) ''خفتگان کراچی'' از پروفیسر محمد اسلم لاہور ۱۹۹۱ء ص ۳۵۳۔

(۳) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ مئی ۱۹۴۰ء ص ۱۴۔

(۴) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور جون ۱۹۶۲ء۔

(۵) سہ ماہی ''تصوف'' کراچی، اپریل تا جون ۱۹۸۹ء ص ۱۷۔

فیاضؔ حیدر آبادیؒ

مرزا ذوالفقار علی بیگ فیاضؔ بن مرزا فیض حسین بیگ فیضؔ کی ولادت ۱۹۱۰ء میں حیدر آباد دکن (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کے بزرگوں کو ریاست بڑا گاؤں تحصیل مسرکہ ضلع سیتاپور (صوبہ اودھ) میں جاگیر ملی ہوئی تھی۔ آپ کا خاندان شروع سے ہی علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ خاندان کے بزرگوں کو شاعری سے بھرپور دلچسپی رہی ہے مثلاً مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ دہلوی، نواب مرزا الٰہی بخش معروفؔ دہلوی، مرزا رفیع الدین بیگ وحشیؔ دہلوی، نواب آغا مرزا بیگ حاذقؔ، مرزا فرحت اللہ بیگ فرحتؔ دہلوی وغیرہ وغیرہ۔

انگلستان سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد حیدر آباد دکن میں محکمہ زراعت میں ملازم ہو گئے اور مددگار ناظم زراعت کی آسامی سے ریٹائر ہوئے۔ دس سال کی عمر میں حضرت قیام الملت والدین مولانا محمد عبد الباری فرنگی محلی (ف ۱۹۲۶ء) کے دست اقدس پر بیعت کی تھی۔ ۱۹۳۳ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز حیدر آباد دکن تشریف لے گئے تو ایک نظر دیکھتے ہی گھائل ہو گئے۔ نگاہیں چار ہوئیں تو حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ ''حلقہ میں شریک ہو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

جاؤ۔" چنانچہ اسی دن شریک حلقہ ہوکر غلامی اختیار کی اور پھر تازیست غلامی کا حق ادا کرتے رہے۔

آپ کو شعر و شاعری سے بھرپور دلچسپی تھی۔ لیکن تمام عمر نعت شریف اور اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملتؒ کی منقبت کے سوا کچھ نہ کہا۔ ۱۹۵۹ء میں آپ کی کتاب "فیضان امیر ملت" حیدرآباد دکن سے طبع ہوئی۔ ۱۰۸ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں چند ایک نعتیں اور باقی سب منقبتیں ہیں۔ ان منقبتوں میں پیر و مرشد سے محبت فوارے کی طرح اچھل رہی ہے۔ علاوہ ازیں چار جلدوں میں پیر و مرشد کی سوانح حیات بعنوان "تذکرہ شاہ جماعت" لکھی جو تاہنوز منتظر طبع ہے اور راقم الحروف کے کتب خانے کی زینت ہے۔

بطور نمونہ کلام ایک نعت درج ذیل ہے۔

گردش میں ازل سے ہے پیمانہ محمدؐ کا ۔۔۔ جاری ہے دو عالم میں میخانہ محمدؐ کا
بہتر ہے دو عالم سے مستانہ محمدؐ کا ۔۔۔ کم ظرف نہیں پیتا پیمانہ محمدؐ کا
اک عارف کامل ہے مستانہ محمدؐ کا ۔۔۔ ہے کفر کی ظلمت میں بیگانہ محمدؐ کا
جانبازوں کا جمگھٹ ہے بازارِ محبت میں ۔۔۔ اللہ بھی ہے محشر میں مستانہ محمدؐ کا
ایمان کی رحمت ہے دربارِ نبوّت میں ۔۔۔ اللہ سے واصل ہے دیوانہ محمدؐ کا
مومن ہے دل و جان سے صدقے رُخِ روشن پر ۔۔۔ ہنگامۂ محشر میں پروانہ محمدؐ کا
اللہ کے بندوں کو محشر میں عجب سوجھی ۔۔۔ پڑھتے چلے آتے ہیں افسانہ محمدؐ کا

فیاضؔ کو محشر میں کھٹکا نہیں پرسش کا
شیدائے جماعت ہے پروانہ محمدؐ کا

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں ایک منقبت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

امیرِ ملت و سرتاج اقلیم ولایت ہیں ۔۔۔ شہِ ما نائب خیرالبشرؐ ہیں نورِ وحدت ہیں
یہ سچ ہے آپ ہی اِک گوہرِ بحرِ سیادت ہیں ۔۔۔ کہ تاج فقراء رہبرِ راہِ شریعت ہیں
انہی کے نورِ ایماں سے یہ روشن دونوں عالم ہیں ۔۔۔ سراپا نُور ہیں وہ مظہرِ نُورِ رسالت ہیں
کیا اسلام کو شاہِ جماعت ہی نے زندہ آج ۔۔۔ اے فیاضؔ حضرت ما مشعلِ راہِ ہدایت ہیں

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۹۹۳ء میں حیدرآباد دکن میں ہوئی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

(۱) ''فیضانِ امیر ملت'' از مرزا ذوالفقار علی بیگ فیاض جماعتی، حیدر آباد دکن ۱۹۵۹ء۔

(۲) مکتوب گرامی مرزا ذوالفقار علی بیگ فیاض جماعتی از حیدر آباد دکن بنام مؤلف محررہ ۲۸ مئی ۱۹۸۷ء و ۶/ اگست ۱۹۹۱ء۔

(۳) مکتوب گرامی پیر سید نذر حسین علی پوری بنام مؤلف محررہ ۲۶/ مئی ۱۹۹۴ء۔

منشی مہر دل خاں مہر دلؔ مردانی رح

منشی مہر دل خاں مہر دلؔ ہوتی مردان (صوبہ سرحد) کے رہنے والے تھے۔ انجمن احمدیہ مردان کے صدر، زبردست عالم اور شعلہ بیاں مقرر اور شاعر تھے۔ احمدیت کے پرچار میں بڑے سرگرم رہتے تھے۔ ۱۹۱۳ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کی نگاہ کرم سے احمدیت سے تائب ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے اور حضرت امیر ملت قدس سرہ' العزیز ہی کے دست حق پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ میں بیعت کر کے روحانی مدارج طے کئے۔

منشی صاحب عرصہ تک مردان کے میونسپل کمشنر رہے۔ اپیل نویسی کا شغل بھی اختیار کئے رکھا۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت امیر ملت قدس سرہ، سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی۔ ان کی شان میں کئی ایک منقبتیں لکھیں۔ ہر سال انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں شریف کے سالانہ اجلاس میں باقاعدگی سے شریک ہو کر اپنے نورانی خطاب سے حاضرین کے قلوب کو گرماتے تھے۔ بعض دفعہ اپنے مضامین اور منظوم کلام سے بھی محظوظ فرماتے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ' العزیز نے کئی دفعہ خوش ہو کر تمغوں اور دیگر انعامات سے نوازا اور پھر ۱۱/ مئی ۱۹۱۴ء کو بر موقع گیارھواں سالانہ اجلاس علی پور سیداں شریف، ختم مبارک سے قبل آپ کو خرقہء خلافت سے نواز کر خدمت خلق کی تلقین کی۔

بطور نمونہء کلام آپ کی ایک فارسی منقبت درج ہے۔ جس سے پیر و مرشد سے محبت پھوٹ پھوٹ کر عیاں ہو رہی ہے۔

حبیب خالقِ اکبر جنابِ غوث صمدانی - نظر بر جودِ تو دارم کہ دریاء فیضانی
اغثنی یا حبیب اللہ انصرنی و امددنی - ہمہ مشکل زامدادت بگیرد رو بآسانی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

باشفاق تو نیارم بغربت دستگیری کن
که دارم تکیه برذات تو اے قطبِ ربانی

بزندانِ بلا محبوسم ومجبور و ناچارم
گرفتارم بقید و بند وسختِ نفسِ شیطانی

زپا افتادہ ام درقعرِ عصیاں ماندہ ام عاجز
بگیری دستِ من اے دستگیرِ دستگیرانی

نمے گویم کہ مقبولم کُنی از بندگان لیکن
غلامِ خود بگونہ برچنیں داغِ غلامانی

وجودِ پاک در عالم نشانِ رحمتِ حق است
شفاعت خواہ عصیانم شوازدرگاہِ رحمانی

حیاتم سخت شُد برمن دلم درسینہ تنگ آمد
زا مراضے کہ میدارم زقلبی و زجسمانی

سفر در پیش میدارم ندارم زادِ راہ ہیچ
بدست تُست و سامانم تو مارا برسامانی

طفیلِ ذاتِ پاک تو خدا جائے مرابخشد
بہ محشر زیرِدامان تو اے محبوبِ سبحانی

مہر دل چوں امیدے خاص تو دارد
گدائے خویش رابا شد کہ محرومش نگردانی

ماخذ

(۱) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور جون ۱۹۱۴ءص ۴ تا ۵ ، جولائی ۱۹۱۴ءص ۱۴، جون ۱۹۱۵ءص ۷، اگست ۱۹۱۵ءص ۳۲۔

عزیز مخدومی امرتسریؒ

پیرزادہ عبدالعزیز، عزیزؔ مخدومی، امرتسر (حال بھارت) کے رہنے والے تھے۔ بڑے عالم، فاضل اور اعلیٰ درجے کے شاعر تھے۔ امرتسر کے شعراء میں انہیں خاص مقام حاصل تھا۔ ماہنامہ ''الجماعت'' امرتسر کے ایڈیٹر تھے۔ ستمبر، اکتوبر ۱۹۲۴ء مطابق صفر/ربیع الاول ۱۳۴۳ھ میں آپ کی ادارت میں اس ماہنامے کا ایک عظیم الشان ''رسول نمبر'' چھپا تھا۔ حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز کے خصوصی مریدوں میں سے تھے۔ آپ کا کلام ماہنامہ ''طریقت'' لاہور، ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور اور ہفت روزہ ''الفقیہہ'' امرتسر میں بھی چھپتا تھا۔ ''عذرِ شکوہ'' کے نام سے آپ کی کتاب بھی چھپی مگر ہماری رسائی نہیں ہو سکی کیونکہ بالکل نایاب ہے۔

''جامِ حقیقت'' کے زیرِ عنوان ماہنامہ ''طریقت'' لاہور کے شمارہ جون ۱۹۱۶ء میں آپ کا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کلام بلاغت نظام ملاحظہ ہو۔

عجب تر ہے اس دور میں حال مُسلم — کہ برباد ہے خاک پامال مُسلم
سُنے جائیں ہر چند اقوال مُسلم — مگر ہیچ ہیں ہیچ اعمال مُسلم

کہاں ہے وہ جو کام اسلام کا ہے
جہاں میں فقط نام اسلام کا ہے

نہ ہیں اب وہ طاعت گذاری کی باتیں — نہ باقی ہیں پرہیزگاری کی باتیں
گئیں ہم سے تقوی شعاری کی باتیں — فقط رہ گئیں دینداری کی باتیں

جو یہ ہے تو کشتِ اہل ہو ہری کیا
تن آسانیوں میں ہو بارآوری کیا

تردّد ضروری ہے راہِ طلب میں — دھرا کچھ نہیں خوف رنج و تعب میں
روانی ہے درکار شور و شغب میں — سدا موت ہے زندگی کے عقب میں

جو غرقاب ہوں جلد ساحل پہ پہنچیں
الٰہی یہ پسماندہ منزل پہ پہنچیں

ملے دامنِ خضرِ راہِ طریقت — پڑے مہر سے اک نگاہِ طریقت
رہیں ساجد قبلہ گاہِ طریقت — کریں احتراز گناہِ طریقت

طریقت ہی مقصود ہے آدمی کی
طریقت ہی مسجود ہے آدمی کی

زمانے کے میداں میں آؤ تو دیکھو — تامل سے آنکھیں جھکاؤ تو دیکھو
حجاب کدورت اُٹھاؤ تو دیکھو — اُن آنکھوں سے آنکھیں ملاؤ تو دیکھو

نظر آئے وہ جلوۂ نُورتم کو
یہ کلبہ ہی معلوم ہو طُورتم کو

اسی سے ترقی ہے دینِ متیں کی — اسی سے امیدیں ہیں خُلدِ بریں کی
یہی اک بضاعت ہے علم الیقیں کی — اسی سے ہوئی رہبری متقیں کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

یہی اک دلیلِ نجاتِ ابد ہے
یہی حاجب بارگاہِ احد ہے

اگر کشورِ رُوح زیر نگیں ہو | اگر ایماں محکم ہو پختہ یقیں ہو
اگر جان صدق و صفا کے قریں ہو | اگر سایہ زبدۃ العارفیں۱ ہو

تو یہ مس ہوا کسیر اور ایک پل میں
بنادے فنافی الرسولؐ آج کل میں

اِسی سے ملا جس کسی کو ملا ہے | یہی بحرِ بخشش کی کانِ عطا ہے
اِسی در کا یہ فیض مشکلکشا ہے | یہی چیز اکسیر ہے کیمیا ہے

یہی ہے کہ بھرتی نہیں اس سے نیت
گدا کو یہی بخشتی ہے حکومت

کرو اے عزیزؔ التجا تم خدا سے | کہ نخل یقیں کو نہ جنبش ہو جا سے
رہے دور دل ذوق حرص و ہوا سے | تنفر ہے عالم ماسوا سے

خدا اپنی جانب ہمیں رہنموں ہو
نہ حالتِ ضلالت سے ہرگز زبوں ہو

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں ایک طویل منقبت کے بھی چند اشعار درج ذیل ہیں۔

(۱) زمانے میں جو آج یکتا ولی ہے | سیادت پنا ہی جماعت علی ہے
(۲) اسی در کو سرچشمۂ جود سمجھو | یہ دریا دُر فیض سے ممتلی ہے
(۳) ہوئے آپ سُلطان ملک ولائت | سکندر ہے دربان تو جم اردلی ہے
(۴) ہوئے سینکڑوں دل توجہ سے روشن | ہر آئینہ اس بزم کا صیقلی ہے
(۵) جسے بارشِ فیضِ حضرت نے سینچا | وہی کشت امید پھولی پھلی ہے
(۶) دعا کیجیئے ہے عزیزؔ آج مضطر | وہ نعم النصیر اور نعم الولی ہے

۱ مراد از حضرت حافظ حاجی جماعت علی شاہ صاحب قبلہ ۱۲ عزیز

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(۶) نہ ملجائے مٹی میں دل کی تمنا توقع کی آغوش میں یہ پلی ہے

حضور نبی کریم ﷺ سے عزیزؔ مخدومی کی عقیدت کا رنگ بھی ملاحظہ ہو۔

یا نبیؐ! آپؐ کی بعثت ہے فلاح امت آپؐ کی مہر نبوت ہے دلیل ثروت
آپؐ کے فیضِ قدم سے ہے جہاں کو زینت آپؐ سے عالمِ ناسوت کو ہے سو عزت
آپؐ نے خلق کو خالق کی بتائی وحدت کینہ توزوں کو دیا آپؐ نے درسِ الفت
آپؐ کی شانِ رسالت ہے عجب باشوکت آپؐ کا حسن ہے منظورِ نگاہِ قدرت

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حشر میں جب عرقِ شرم کے طوفاں ہوں گے معصیت کار سراسیمہ و حیراں ہوں گے
داغ سینے کے چراغِ تہِ داماں ہوں گے گوشہ دل میں تڑپتے ہوئے ارماں ہوں گے
سینہ کو باں کئی ہوں گے کئی گریاں ہوں گے الغرض اپنے ہی افعال سے نالاں ہوں گے
اے عزیزؔ! آپؐ وہاں مالکِ احساں ہوں گے ہر مسلماں کے گناہ قابلِ غفراں ہوں گے

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ماخذ

(۱) ماہنامہ "طریقت" لاہور جون ۱۹۱۶ء ص ۴۴۔

(۲) ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور جنوری ۱۹۱۴ء ص ۶، جولائی ۱۹۱۷ء ص ۱۷، دسمبر ۱۹۲۳ء ص ۲۸، ۲۹۔

(۳) "شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری" از پروفیسر محمد سلیم چوہدری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء ص ۲۰۴ تا ۲۰۵۔

(۴) مجلّہ "نعت رنگ" شمارہ ۶ بابت ستمبر ۱۹۹۸ء ص ۱۴۷۔

مولوی امام الدین مسافر گجراتیؒ

مولوی امام الدین مسافر گجراتی، حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے نہایت ہی مخلص

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مرید تھے۔ احمد آباد ضلع جہلم میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ شعروشاعری سے خصوصی دلچسپی تھی۔ ''نعت ومناقبت امیر ملت'' کے موضوع پر ایک کتاب ''تسبیح صد دانہ'' زیور طبع سے آراستہ بھی ہوئی جس کے خود ہی ناشر تھے۔ انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں کے سالانہ جلسوں میں اپنا کلام بلاغت نظام سنا کر داد تحسین حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ مئی ۱۹۱۲ء کے سالانہ جلسہ پر حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز نے آپ کے کلام سے خوش ہو کر ''نقری تمغہ'' عطا فرمایا تھا۔

مسافر صاحب نے حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کی شان میں ایک طویل فارسی منقبت لکھی جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

آنانکہ چشمِ مست بصد ناز وا کنند
یارب بحال زار نگاہے کجا کنند

کردند مور را کہ سلیماں بیک نظر
روزے بود کہ چغد زبوں راہما کنند

صد بار کیمیائے فناؤ بقائے خویش
بر خاکِ نقشِ پائے مبارک فدا کنند

آئینہ سیاہ دلم را چوں برق طور
از چشمکے چہ باشد گر پُر ضیا کنند

از وصفِ بارگاہِ معلیٰ ہمیں بس است
کز و بیاں طواف بصد التجا کنند

از غرب تا بشرق چو فیضت برابر است
باز ایں چرا تحمل تکلیف ہا کنند

مقصود جز توجہ ندارم زعرضِ حال
آلِ نبیؑ زجودوکرم کے ابا کنند

سائل فقیر للہ مساکیں غریب دار
دست طلب دراز بر اغنیا کنند

دامان آرزوئے مسافر ہزار بار
پر منعماں کنند کز اں ابتغا کنند

۳/ربیع الاول ۱۳۳۹ھ/۱۵/نومبر ۱۹۲۰ء بروز پیر حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کی اہلیہ محترمہ کی رحلت ہوئی اور ۱۵/ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ/۲۶/دسمبر ۱۹۲۰ء بروز اتوار تقریب چہلم منعقد ہوئی۔ اس موقعہ پر حضرت فیروز طغرائی (ف ۱۹۳۶ء) حافظ پیلی بھیتی (ف ۱۹۲۹ء) آزاد بیکانیری (ف ۱۹۴۷ء) اور دیگر بہت سے شعراء نے مرثیے اور قطعات تاریخ وصال کہے۔ مسافر صاحب نے جو قطعہ کہا وہ یوں ہے۔

روزِ روشن کس کے ماتم میں بنا لیلائے شب
دشتِ چرخِ نیلگوں میں کیوں ہے مہ مجنونِ غم

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

یہ نہیں وہ غم کرے جس کو بیاں کوئی زباں
تاب و طاقت ہے قلم کو اور یارائے رقم

ہے شہہ عالی علی پوری کا گھر بیت الحزن
حوریان عدن ہیں ماتم میں بادرد والم

اہلِ بیتِ شاہِ عالی بنتِ خاتونِ جناں
بارِ غم سے پشت فرزنداں ہوئی ہے جھک کے خم

غم نہیں اولاد تک ہی ان کے کچھ محدود ہے
تعزیت میں قوم ہی کی قوم اُن کے چشمِ نم

خیر جاری فیضِ عالم اس سعیدہ کے عام تھے
بے ریا لطف و سخاوت تھی بالطاف وکرم

بھول جاتی تھیں غم اپنا غیر کا غم دیکھ کر
درد پہلو میں تھا اٹھتا دیکھ کر ہوتا ستم

فکرِ سالِ رحلت تھا مسافر یک بیک
غیب سے آئی ندا یہ "ملکہء باغِ ارم"

۱۳۳۹ھ

ماخذ

(۱) ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور جون ۱۹۱۲ء ٹائیٹل ص آخر۔ دسمبر ۱۹۲۰ء ص ۲۴۔ جون ۱۹۲۲ء ص ۱۵، ۱۶

محمد رمضان سکھوی رح

محمد رمضان ولد فضل دین، پوٹھوہار کے مشہور موضع سکھو تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد ماجد نے اپنے گاؤں میں پرچون کی دکان کھول رکھی تھی۔ محمد رمضان، پلٹن گائیڈ مردان چھاؤنی میں ملازمت کرتے تھے اور حضرت امیر ملت پیر حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ العزیز کے دست حق پر بیعت تھے اور ان کو اپنے پیر و مرشد سے غایت درجہ عقیدت و محبت تھی۔

محمد رمضان پنجابی زبان میں شاعری کرتے تھے۔ اُن کی تمام شاعری اپنے پیر و مرشد سے اظہار عشق کے لیئے وقف ہے۔ ۱۹۳۲ء میں اُن کا پنجابی مجموعۂ کلام "سی حرفیاں مع باراں ماہ و جنڈری" حاجی عبدالرحمن تاجر کتب گوجر خان نے مقبول عام پریس لاہور سے چھپوایا جو ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں ۲ باراں ماہ ۴ سی حرفیاں، بھائی دے ناں چٹھی، جنڈڑی اور کچھ بے نقط اشعار شامل ہیں۔ کتاب کا زیادہ تر حصہ اپنے پیر و مرشد سے عقیدت و محبت کا اظہار ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

وچ علی پور یار دا ڈیرا نقشبندی او سید میرا
دور کیتا جس دلوں اندھیرا عشق حقیقی پایا پھیرا

☆

پیر خانہ کیلئے بے قراری ملاحظہ ہو:۔

ی۔یار دے وچ دربار جا کے دکھ درد دی عرض سُنا دیساں
شکھوں وچ میں سکھ دی آس ناہیں علی پور اندر جھگی پا بہساں
آب و ہوا پوٹھوہار دی نہ بھاوے علی پور دی واشنان جالیساں
قدماں وچ رمضان قربان ہو کے اوڑک رٹھڑا یار منالیساں

محمد رمضان کے باقی حالات پردۂ اخفا میں ہیں۔انہوں نے عالم جوانی میں گاؤں چھوڑ دیا تھا۔پیر مرشد کی محبت میں نجانے کہاں کہاں سرگرداں رہے اور کہاں وفات پائی۔

حق مغفرت کرے عجب عاشق مرد تھا

ماخذ

(۱)''سی حرفیاں معہ باراں ماہ و جندڑی'' از محمد رمضان مطبوعہ گوجرخان ۱۹۳۲ء۔

(۲)''جندڑی''،اردو ترجمہ شاہین ملک مطبوعہ لوک ورثے کا قومی ادارہ اسلام آباد ص ۱۷۹۔

سیّد محمد فیض محمد فیضؔ بیکانیریؒ

سیّد محمد فیض محمد فیضؔ،بیکانیر(راجستھان،انڈیا)کے رہنے والے تھے۔محکمہ خاص بیکانیر میں پیشکار کی آسامی پر فائز تھے۔حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے نہایت مخلص اور منظور نظر مرید تھے۔شاعری میں حضرت منشی نثار احمد نثار بیکانیری(مرید امیر ملتؒ)سے شرف تلمذ حاصل تھا۔نعت و منقبت سوا کوئی شعر نہیں کہا۔فارسی اور اُردو زبان میں شعر کہتے تھے اور بڑے پُرگو شاعر تھے۔

ملازمت سے پنشن یاب ہونے کے بعد سارا وقت عبادت و ریاضت میں گزرتا تھا۔ بیکانیر میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے محبوب خلیفہ شیخ محمد ابراہیم آزاد(ف ۱۹۴۷ء)کے مکان پر منعقدہ محفلوں میں بڑی عقیدت و محبت سے اپنا کلام سناتے تھے۔چنانچہ فرماتے ہیں:۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اللہ اللہ کا مزا آزاد کی منزل میں ہے!
خاک کوئے یار پنہاں اسکی خشت وگل میں ہے

بیخودی حلقہ نشینوں پر عجب چھائی ہے آج
اک تجلی نور ذات حق کی اس محفل میں ہے

غنچہء دل کردئے جس نے ہمارے باغ باغ
وہ گلِ باغِ خلیلی آج اس منزل میں ہے

کن کے قدموں سے ملی یہ بارگاہ شیخ ہمیں
کن کا یوں مرہون منت بچہ بچہ دل میں ہے

مل گئی دولت وہ ہم کو سینہء آزاد سے
جس کا مخزن آج قلب مرشدِ کامل میں ہے

ہیں یہی وہ قبلہء آزاد منزل کے مکیں
آج جو خدمت انہوں نے کی ہے شکل میں ہے

یاالٰہی یہ رہے منزل رہِ راہِ ھُدا
شیخ کی ہو آمیں پھر آمد تمنا دل میں ہے

اب نگاہِ فیض ہو شاہِ جماعت اس طرف
ان دنوں یہ فیض تیرا اک اہم مشکل میں ہے

ایک نعت ملاحظہ کیجئے اور اپنا دل عشق و محبت رسول ﷺ سے سرشار فرمائیے۔

نہ ہم سوئے جناں جائیں نہ وہ گلزار دیکھیں گے
تیرے شیدائی ہیں ہم تو تیرا دیدار دیکھیں گے

بھنور سے آپ بیڑا دم میں ہوتا پار دیکھیں گے
نگاہِ لطف سے جس دم شہ ابرارؐ دیکھیں گے

میری بگڑی سنور جائیگی اِک چشمِ زدن میں ہی
میرا آنکھوں سے جب آکر وہ حال زار دیکھیں گے

تمہارے جب سگِ در ہیں ہمیں دنیا میں کیا پرواہ
تمہارا چھوڑ کر در کیوں درِ اغیار دیکھیں گے

اندھیرے میں لحد کے جب وہ خود تشریف لادیں گے
نہ کیوں مرقد ہمارا آپ پر انوار دیکھیں گے

نشانہ ہوں گے جو اے دل نگاہِ نازِ ساقی کے
ہوائے شوق پر ہوں گے نہ وہ گھر بار دیکھیں گے

بلادیں گے درِ والا پہ جب وہ اپنے خادم کو
تو ساماں بے سرو ساماں کا تیار دیکھیں گے

نظر آتے ہیں مسجد میں یہ کیا شاہ و گدا یکجا
کہیں اس شان کا کوئی بھلا دربار دیکھیں گے

کسی شہ پر کے قدموں سے لگے ہیں مور بنکر ہم
کبھی تو فیض ہم وہ روضہء سرکار دیکھیں گے

اپنے پیرو مرشد حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ العزیز کی شان کہتے ہیں۔

کرم خاص مجھ پر اے رہبر ہو تیرا
مرا خانہء دل ہو اور گھر ہو تیرا

دم واپسیں دل میں آنکھوں میں میرے
وہ تلقین تیری تصور ہو تیرا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

عطا کلیم شش اوراد خدائے ہستی — اوّل تصور جاناں و ذکر قلبی
دگر کلیم ادائے کہ نماز پنج وقتی — بعد از نماز کلیم مراقبہ مرشدی
وقت سحر نفل و درود نبویؐ — عطا کلیم شش اوراد خدائے ہستی

آپ کی رحلت ۱۹ء میں بیکانیر میں ہی ہوئی اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔

ماخذ

ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہور مئی ۱۹۱۹ء ص ۳۲۔

ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیالکوٹ جون ۱۹۳۷ء ص ۶، جولائی ۱۹۳۹ء ص ۳۱، مئی ۱۹۴۱ء ص ۱، دسمبر ۱۹۵۴ء ص ۱۱۔

حکیم محمد علی آزاد بنگلوریؒ

مولوی حکیم محمد علی آزاد بنگلوریؒ ثم میسوری، حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے خصوصی مریدوں میں سے تھے۔ انھیں مذہب، علم و ادب، طب اور شاعری پر یکساں عبور حاصل تھا۔ حضرت امیر ملتؒ سے بے پناہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت قدس سرہٗ العزیز کو بھی آزاد صاحب کا بڑا خیال تھا۔ چنانچہ بخشی مصطفیٰ علی خاں بنگلوری (خلیفہ امیر ملت، ف ۱۹۷۴ء، مدفون مدینہ منورہ) کے نام اپنے ایک مکتوب گرامی محررہ ۱۴/ جولائی ۱۹۳۹ء میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''یا دم نمی کنی وز یادم نمی روی
عمرت دراز باد فراموش گار من

یہ شعر حضرت آزاد صاحب اور باقی یاروں کو بھی سنا دیں۔''

حضرت آزاد بنگلوری طب اور شاعری کے علاوہ بہت بڑے صحافی بھی تھے۔ ان کی ادارت میں میسور سے ایک اخبار ''صبح بہار'' نکلتا تھا جو بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ شاعری زیادہ تر نعت و منقبت تک ہی محدود تھی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کی شان میں ایک منقبت ملاحظہ ہو۔

ملک تیرے دربان جماعت علی شاہ — فلک تیرا ایوان جماعت علی شاہ
دُرِ بحرِ عرفان جماعت علی شاہ — نمِ ابرِ نیسان جماعت علی شاہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

بفرمانِ قرآن جماعت علی شاہ
تری عمر ہر آن جماعت علی شاہ

زمیں پر ترا دل فلک پُر منور
مہ و خور ہیں یکساں جماعت علی شاہ

کرامت تری خوش نصیبوں نے دیکھی
بڑھا نورِ ایقان جماعت علی شاہ

جنیدؒ اور شبلیؒ جو دیکھیں تو بولیں
تو ہے قطبِ دوران جماعت علی شاہ

تجھے مانتے ہیں جو مانے گئے ہیں
تری ایسی ہے شان جماعت علی شاہ

ترا لفظ بحرِ معانی کا گوہر
تری لب پہ عمان جماعت علی شاہ

علوم و عمل اور سیادت کرامت
یہ ہیں تیرے سامان جماعت علی شاہ

ترا کام ہے رفع ظلمات و غفلت
تو ہے مہرِ رخشان جماعت علی شاہ

تری بزم مکتب ہے، اہل معانی
سبق خوانِ عرفان جماعت علی شاہ

خدا و نبیؐ شاد ہیں تجھ سے ہر دم
تو دونوں پہ قربان جماعت علی شاہ

ہے آزاد کو یہ سعادت میسّر
قدم پر ہے قربان جماعت علی شاہ

آزاد بنگلوری کی رحلت بنگلور میں ہوئی۔تاریخ رحلت معلوم نہیں ہو سکی۔

ماخذ

(۱) "سیرت امیر ملت" ص ۵۷۵۔
(۲) "مکاتیب امیر ملت" از محمد صادق قصوری، برج کلاں قصور، ۲۰۰۵ء ص ۱۵۔
(۳) "وداع یاراں" مرتبہ محمد عبدالرحمن بنگلوری مطبوعہ بنگلور ۱۹۰۸ء ص ۱۷۔
(۴) "گلدستۂ خیر مقدم" مرتبہ بخشی مصطفٰی علی خاں مطبوعہ بنگلور ۱۹۳۱ء ص ۲ تا ۵۔
(۵) ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ بابت اگست، ستمبر، اکتوبر ۱۹۳۹ء ص ۳۳ تا ۳۶۔

مائل بنگلوریؒ

مولوی محمد اسمٰعیل خاں مائل بنگلوری عالم، فاضل اور شاعر بے بدل تھے۔بنگلور علاقہ میسور (انڈیا) کی اہم شخصیت تھے۔حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے خصوصی مریدوں میں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سے تھے۔ حضرت کو بھی ان سے بہت محبت تھی۔ حضرت امیر ملتؒ جب بھی بنگلور کا تبلیغی دورہ فرماتے، مائل صاحب دیدہ و دل فرش راہ کرتے۔ جلسوں کا اہتمام کرتے۔ جن میں حضرت امیر ملتؒ کو خصوصی طور پر مدعو کر کے عقیدت و محبت سے لبریز کلام سناتے، دوسرے شعراء کو بھی دعوت دیتے۔

۱۹۳۱ء میں حضرت قدس سرہ' نے شہر راجمندری (میسور) کا دورہ فرمایا تو مائل صاحب نے ایک خیر مقدمی مخمس اور ایک قطعہ پیش کیا۔ مخمس ملاحظہ ہو۔

شیخ عالی جناب و علامی ثانی بایزید بسطامیؒ
طالب حق اے دین کے حامی کرتے ہیں تیری دل سے خدامی
ہندی و مکی رومی و شامی

آسمانِ ہُدا کے بدرِ منیر تیرا فیض و کرم ہے عالمگیر
تو ہے واللہ پیر پاک ضمیر حاجی و حافظ و فقیہ شہیر
عارفِ حق محدثِ نامی

تو ہے عالی حسب و والا نسب خدمتِ خلق ہے ترا منصب
ہے طریقہ ترا بہت انسب نقشبندی مجددی مشرب
فردِ افراد شیخ اسلامی

رازدانِ شریعتِ نبویؐ واقفِ نکتہ دانِ سرّ خفی
اے گلِ بوستانِ مصطفویؐ شرفِ خاندانِ مرتضویؓ
مظہرِ خلق و نیک فرجامی

عالم باعمل و فیض رساں صوفی و سالکِ رہِ احساں
پیشوا و سعید و نیک نشاں مقتدائے طریقت و عرفاں
ماحیٔ شرک و شرع را حامی

آفتاب زماں فرید العصر رحمتِ دہر اور سعید العصر
مائل حق ہے وہ وحید العصر شہ جماعت علی جنید العصر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

رفع اللہ قدرہٗ السامی

۳۰/اگست ۱۹۵۱ء کو حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کا وصال ہوا تو مائل صاحب پر قیامت طاری ہو گئی۔ ملکی تقسیم اور حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے علی پور شریف حاضر نہ ہو سکے۔ رو رو کر برا حال کر لیا۔ پیرو مرشد کی رحلت پر دو قطعات کہے، ایک درج ذیل ہے:۔

عارف حق مرشدِ روشن ضمیر ۔۔۔ پائے ہیں اب قربِ ربِّ ذوالجلال
"آہ! شیخ عصر موجودہ گئے" ۔۔۔ کہدیا مائل نے یہ سالِ وصال

—— ۱۳۷۰ھ ——

مائل صاحب فارسی زبان میں اپنے پیر خانہ کا شجرہ طریقت بھی منظوم کیا۔ جس سے ان کی عقیدت و محبت ہویدا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

ہاتھ میں ہاتھ یہ دے دیں گے خدا کے مائل
بیعت پیر خرابات سے انکار نہ کر

الٰہی غرقِ دریائے گناہم مغفرت خواہم ۔۔۔ توسل پیشِ تو آوردہ ام پاکانِ خاصاں را
بپئے خواجہ محمد[1] باحسیم قبلہ و کعبہ ۔۔۔ الٰہی التجا دارم برائے آں کرم فرما
بپائے حضرت شاہ جماعت[2] ذرہء خاکم ۔۔۔ فقیر[3] و نور[4] دارم رہبر و فیض اللہ[5] و عیسےٰ[6]
جمال اللہ و قطب الدین[8]، زبیر[9] و حجۃ اللہ[10] ہم ۔۔۔ شفیع آوردہ ام معصوم[11] و شیخ احمد مجدد[12] را
طفیل باقی باللہ[13] و بروح خواجہ امکنگی[14] ۔۔۔ بہ درویش[15] و محمد زاہد[16] و شاہ عبیداللہ[17]
شہ یعقوب چرخ[18] و حضرت خواجہ علاء الدین[19] ۔۔۔ بہاء الدین شاہ نقشبند[20] اوّل اولیٰ
کلال[21] و بابا سماسی[22]، علی[23]، محمود[24] و شاہ عارف[25] ۔۔۔ بہ عبدالخالق[26] و یوسف[27] بجاہ بو علی[28] اعلیٰ
بحق بو الحسن خرقانی[29] وہم شاہ بسطامی[30] ۔۔۔ بہ جعفر صادق[31] و قاسم[32] بہ سلماں فارسی[33] مولےٰ
بصدق حضرت صدیق[34] و نور احمد مرسل[35] ۔۔۔ مرا یارب محبت، معرفت، رحمت عطا فرما

مائل صاحب کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہو سکی۔ ستمبر ۱۹۵۱ء تک تو زندہ تھے، پیرو مرشد کے غم فراق میں گھلتے گھلتے نجانے کب داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

خدا رحمت کند بر ایں عاشقان پاک طینت را

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com
https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ماخذ

(۱) "سیرت امیر ملت" ص ۵۳۶۔
(۲) ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیال کوٹ فروری ۱۹۴۰ء ص ۲۰، اکتوبر ۱۹۵۱ء ص ۱۰،۳۴۔
(۳) قلمی شجرہ طریقت۔

منظور حسین نامیؒ

منظور حسین نامیؔ ایم اے، ایم ایس سی (علیگ) ہندوستان کے معروف ادیب اور شاعر تھے۔ آپ کی اہلیہ امۃ الکافی لیلیٰ حسین پوری بھی نامور ادیبہ اور شاعرہ تھیں۔ میاں بیوی سنوسی ہند امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (ف ۱۹۵۱ء) کے مرید تھے۔

نامیؔ صاحب کی حضرت امیر ملتؒ سے پہلی ملاقات کس انداز میں ہوئی، اس کا تذکرہ خود نامیؔ صاحب نے ماہنامہ "آستانہ" دہلی بابت مارچ ۱۹۴۹ء میں اس طرح کیا ہے:۔

"ہندوستان کے وسیع النظر اور انصاف پسند مسلمان جانتے ہیں کہ ہمارا ملک اولیاء اللہ کے وجود سے خالی نہیں ہوا۔ راقم الحروف نے اپنی شادی سے پہلے کبھی حضرت الحاج حافظ امیر ملت سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ عالم علی پوری مدظلہ العالی کی زیارت نہیں کی تھی۔ اہلیہ لڑکپن سے مرید ہیں۔ ایک مرتبہ کسی موقع پر اہلیہ کے وطن جانے کا اتفاق ہوا۔ راستے میں ایک بہت بڑے جنکشن پر گاڑی تبدیل کرنی پڑتی تھی اور اس جنکشن پر مختلف سمت سے ریل گاڑیاں آتی تھیں۔ گاڑی سے اترا تو اسٹیشن پر ایک مقام پر اجتماع نظر آیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ حضرت شاہ صاحب موصوف کے عقیدت مند ہیں۔ حضرت قبلہ عالم ایک سمت سے تشریف لانیوالے ہیں اور یہ ارادت مند مختلف مقامات سے پیشوائی کے لیئے آئے ہیں۔ راقم الحروف کو نہ کوئی جانتا تھا نہ کسی سے قرابت تھی۔ جس گاڑی سے حضرت شاہ صاحب قبلہ تشریف لانے والے تھے، اس کے آنے میں آدھے گھنٹے کی دیر تھی۔ راقم الحروف نے ہوٹل میں چائے پی اور ٹہلتا ہوا اس پلیٹ فارم پر گیا جس پر وہ گاڑی آنے والی تھی اور پلیٹ فارم کے ایک آہنی کھمبے سے کمر لگا کر کھڑا ہو گیا اور دل میں کہا کہ اگر شاہ صاحب قبلہ موجودہ زمانے کے ولی اور قطب ہیں تو

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(۱) میں نے چونکہ نیاز کبھی حاصل نہیں کیا اور حضرت کو مسافروں میں سے نہیں پہچان سکتا اس لیئے وہ اپنی شناخت کا خود اہتمام کریں۔

(۲) جس ڈبے میں حضرت سوار ہوں گے وہ ڈبہ عین میرے سامنے آ کر رکے۔

(۳) حضرت قبلہ مجھے خود میری اہلیہ کے تعلق سے بلائیں۔

(۴) حضرت قبلہ مجھ پر دوسروں سے زیادہ توجہ فرمائیں۔

گاڑی کے آنے کا وقت ہو گیا۔ حضرت قبلہء عالم کے مریدین، مخلصین اس پلیٹ فارم پر آ کر اس طرح پھیل گئے کہ راقم الحروف اس سیلاب میں ایک قطرے کی طرح فنا ہو گیا۔ یکا یک شور ہوا، ''گاڑی آ گئی''۔ راقم الحروف وہیں کھڑا رہا۔ گاڑی کی رفتار بہت دھیمی ہوئی اور ایک ڈبہ عین اسی مقام پر رکا۔ اس میں ایک بزرگ جن کے چہرے سے نورانی کرنیں نکلتی ہوئی نظر آئیں تشریف فرما تھے۔ شائقین کے بڑھتے ہوئے ہجوم نے ظاہر کر دیا کہ آپ ہی حضرت ممدوح ہیں۔ حضرت گاڑی سے اترے، راقم الحروف پر ایک نگاہ ڈالی جو روح کی گہرائیوں میں اترتی چلی گئی۔ اشارے سے راقم الحروف کو قریب بلایا اور نورانی تبسم کے ساتھ فرمایا، کیا تم ہی لیلیٰ حسین پوری کے شوہر ہو''؟

اس واقعہ کے بعد ناؔمی صاحب، حضرت امیر ملّت قدس سرّہ، کے حلقہء ارادت سے وابستہ ہو گئے اور پھر تا زیست غلامی کا حق ادا کیا۔ اُن کی اہلیہ تو حضرت امیر ملّت قدس سرہ، کی دیوانی تھیں۔ جن کے حالات اسی کتاب میں کسی دوسری جگہ ملاحظہ کیئے جا سکتے ہیں۔

ناؔمی صاحب کئی سال تک مصور فطرت خواجہ حسؔن نظامی دہلوی (ف ۱۹۵۵ء) کے پاس بسلسلہ ملازمت رہے۔ ان کے اخبار ''منادی'' اور دوسرے ادبی کاموں میں معاونت کرتے تھے۔ خواجہ صاحب ہمیشہ حضرت امیر ملّت قدس سرّہ، کی مخالفت کرتے رہتے تھے جو نامی صاحب کے لیئے پریشانی کا باعث تھی۔ ناؔمی صاحب اس سلسلہ میں ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور اکتوبر نومبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں کہ:۔

''خواجہ صاحب جو حضور امیر ملت سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی ہمیشہ مخالفت کرتے رہتے تھے۔ اور میں دل میں دعائیں کیا کرتا تھا کہ یارب العالمین! ایک مرتبہ خواجہ صاحب کا حضور قبلہء عالم سے آمنا سامنا کروا دے۔ اتفاقاً ۱۹۳۳ء میں حضور قبلہ علی پور شریف، تشریف

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

لے جاتے ہوئے دہلی سے گزرے۔ خواجہ صاحب زیارت کے لیئے گئے، آتے ہی مجھ سے اپنے اخبار "منادی" میں نوٹ لکھوایا۔ "آج حضرت جماعت علی شاہ صاحب سے ملا۔ بلاشبہ حضرت اس وقت قطب اعظم ہیں"۔

ماہنامہ "آستانہ" دہلی کی فائل ۱۹۵۴ء راقم الحروف کے پیش نظر ہے۔ مارچ ۱۹۵۴ء کے شمارے کے صفحہ ۱۴ پر دو "حمدیں" طبع ہوئی ہیں، دو دو شعر ملاحظہ ہوں۔

قادر ذوالجلال یا اللہ واحد بے مثال یا اللہ
ایک تیری ہی اقدس و اطہر ذات ہے لایزال یا اللہ

☆

مسلماں سے ترے برگشتہ ہے تقدیر یا اللہ نہیں ہے زندگانی کی کوئی تدبیر یا اللہ
حضوری میں کسی دن اس کو اذن باریابی دے تڑپتی ہے فغانِ ناتی، دگیر یا اللہ

مئی ۱۹۵۴ء کے شمارہ صفحہ ۲۹ پر ناتی صاحب کے سترہ اشعار پر مشتمل نعت چھپی ہے جس کا پہلا بند یوں ہے:۔

باعثِ کن فکاں ، وجہء ہر دوسرا اصلِ بنیادِ تخلیقِ ارض و سما
آپؐ سے ابتدا ، آپؐ پر انتہا صد صلوٰۃ و سلام اے شہ انبیاء

یا حبیبؐ خدا، یا حبیبؐ خدا

مارچ ۱۹۵۴ء کے صفحہ ۳۲ پر "سلام بحضور ﷺ" کے زیر عنوان حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں جو ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے، اس کا پہلا بند ملاحظہ ہو:۔

شہنشاہِ کونین فخرِ دو عالم سکونِ دل و جاں ہے ذاتِ مکرم
ہوا آپؐ سے نظمِ ہستی منظم ظہور آپؐ کا وجہء تخلیقِ آدم

سلام آپ پر یا نبیء معظم

ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور بابت دسمبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۳ پر ناتی صاحب کی ایک نعتیہ نظم بعنوان "بعثت خاتم المرسلین کی پیشگوئی" چھپی ہے جو درج ذیل ہے:۔

ابھی حقانیت کتم عدم کا سرِ مخفی تھی، ابھی فطرت کسی گوشے میں گہری نیند سوتی تھی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

نہیں تھا خامۂ نقاش ابھی مائل بہ نقاشی ۔۔۔ نہیں کی تھی ابھی نور رسالت نے ضیا پاشی
ابھی تک تشنۂ تکمیل تھی انسانیت یکسر ۔۔۔ ابھی گوہر نے حاصل کی نہ تھی تابانیٔ گوہر
بشارت دے جاتا تھا مگر ہر ایک پیغمبر ۔۔۔ کہ ظاہر ہونے والے ہیں محمدؐ شافع محشر
یہ لکھا ہے تبع تھا یمن کے بادشاہوں میں ۔۔۔ کھٹکتے تھے عرب والے بہت اس کی نگاہوں میں
وہ یثرب کے لیئے ہر وقت کا آزار رہتا تھا ۔۔۔ مسلسل کر کے حملے برسر پیکار رہتا تھا
اوس، خزرج، یہود اس دور میں سب اہل یثرب تھے ۔۔۔ مقابل دشمنوں کے مل کے یک جان دو قالب تھے
مگر اہل عرب کے حوصلوں کی رفعتیں دیکھو ۔۔۔ کہ لڑتے ہیں دن میں دیتے تھے دعوت شب میں تبّع کو
خجل تھا دل میں تبع انکی اس مہمان نوازی پر ۔۔۔ بہت حیران تھا اہلِ عرب کی بے نیازی پر
یہودی ایک بنیامین تھا توریت کا عالم ۔۔۔ بہت دانا بہت عاقل طبیعت کا بہت سالم
کہا تبع سے اس نے ایک شب دعوت کے موقع پر ۔۔۔ کہ اے تبع چلا جانا یہاں سے ہے ترا بہتر
کہ یثرب کی زمیں وہ سرزمیں پاک واطہر ہے ۔۔۔ ملائک کی جبینوں کا جہاں جھکنا مقرر ہے
کسی دن غیرتِ نہ آسماں یہ سرزمیں ہوگی ۔۔۔ نجاتِ دو جہاں کی آخری صورت یہیں ہوگی
زمیں یثرب کی اکدن سجدہ گاہِ قدسیاں ہوگی ۔۔۔ محمدؐ مصطفیٰ کی جلوہ فرمائی یہاں ہوگی
اسے اک روز انوار الٰہی جگمگائیں گے ۔۔۔ جہاں والے خدا کا آخری انعام پائیں گے
یہ سن کر شعر تبع نے کہے نعت پیمبر میں! ۔۔۔ اُسی دم اُٹھ کے واپس آگیا وہ اپنے لشکر میں
یمن کو پھر گیا اور صلح کر لی اہلِ یثرب سے ۔۔۔ تمنا تھی کہ آنکھوں سے رسولؐ اللہ کو دیکھے

مبارک نام پر قربان جان زار اے نامیؔ
دو عالم ہوں فدائے احمدؐ مختار اے نامیؔ

اسکے بعد ''انوار الصوفیہ'' میں ہمیں نامیؔ صاحب کا کلام نہیں مل سکا۔ گمان غالب ہے کہ ۱۹۶۵ء کے بعد ان کی رحلت ہوگئی ہوگی ورنہ ان کا کلام ضرور چھپتا۔ واللہ اعلم و رسولہٗ۔

ان کی اہلیہ امتہ الکافی لیلیٰ کا کلام ۱۹۶۹ء تک مسلسل طبع ہوتا رہا۔ اس کے بعد ان کی بھی رحلت ہوگئی۔

گر ہو مقدور تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم!
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کیے

bakhtiar2k@hotmail.com www.maktabah.org

ماخذ

(۱) ''تذکرہ شاہ جماعت'' از سید محمد حسین علی پوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء ص ۲۵۹ تا ۲۶۰۔

(۲) ماہنامہ ''آستانہ'' دہلی بابت مارچ ۱۹۵۴ء ص ۱۴، ۱۸، ۳۲۔ مئی ۱۹۵۴ء ص ۲۸، ۲۹۔

(۳) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور بابت اکتوبر نومبر ۱۹۶۵ء ص ۱۱ تا ۱۵، دسمبر ۱۹۶۵ء ص ۳، اگست ستمبر ۱۹۷۴ء ''امیر ملت نمبر'' ص ۲۹۔

(۴) ماہنامہ ''نعت'' لاہور مئی ۱۹۸۹ء ص ۵، اپریل ۱۹۹۰ء ص ۶۸، فروری ۱۹۹۵ء ص ۴۰، جولائی ۱۹۹۶ء ص ۳۲۔

لیلیٰ حسین پوریؒ

امۃ الکافی لیلیٰ حسین پوری ثم بیکانیری ثم مالیر کوٹلوی، ہندوستان کی سحر طراز ادیبہ اور باکمال شاعرہ تھیں۔ موصوفہ نے ایک ایسے مقدس گھرانے میں پرورش پائی جہاں فضل و کمال کے سمندر موجزن تھے اور جہاں علم و ادب کے گلشن آراستہ تھے۔ ان کے اندازِ بیاں کی ندرت، دلکش تراکیب اور طرزِ ادا کی سادگی کا ایک زمانہ معترف تھا۔ اُن کے شوہر منظور حسین ناجیؔ (ملیگ) ایک مشہور ادیب اور ایک بلند پایہ شاعر تھے۔ میاں بیوی دونوں امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (۱۸۴۱ـ۱۹۵۱ء) کے مرید تھے۔ لیلیٰ صاحبہ تو بچپن ہی سے حلقۂ ارادت میں آ گئی تھیں۔ چنانچہ ماہنامہ ''آستانہ'' دہلی شمارہ اگست ۱۹۵۳ء صفحہ ۳۲ پر ایک مناجات میں حضرت امیر ملتؒ کا ذکر کچھ یوں کیا ہے۔

واسطہ ہستی کے خضرِ راہ کا
واسطہ سید جماعت علی شاہ کا

لیلیٰ حسین پوری کے ابتدائی حالات، خاندانی تاریخ اور تعلیم کے بارے میں تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔ اتنا پتہ چل سکا ہے کہ وہ اپنے بھائی سے مشورۂ سخن کرتی تھیں۔ جیسا کہ وہ خود اپنی ایک عارفانہ غزل کے مقطع میں کہتی ہیں ۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

خدا ایسے مرے بھائی کو دائم شادماں رکھے
سخن میں میرے جس کے فیض سے زورِ کلام آیا

ماہنامہ ''آستانہ'' دہلی میں اُن کا کلام چھپتا رہا ہے۔اُن کے نام کے ساتھ ''شاعرۂ آستانہ'' لکھا جاتا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور میں بھی اُن کا کلام پورے التزام کیساتھ شائع ہوتا رہا ہے۔''انوار الصوفیہ'' قصور کے شمارہ جولائی اگست ۱۹۶۳ء کے صفحہ ۴۰ پر اپنے پیرو مرشد حضرت امیر ملت قدس سرّہ، کے چھوٹے صاحبزادے شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ (ف ۱۹۷۸ء) کے حضور ''نذرِ عقیدت'' کے نام سے سترہ اشعار پر مشتمل ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ شمارہ اگست ۱۹۶۴ء کے صفحہ ۷ پر ''نعت شریف'' طبع ہوئی ہے جو درج ذیل ہے۔

جاتے ہیں طیبہ کو ہم اس شوق سے اس چاہ سے
خاک پلکوں سے چنیں گے سب وہاں کی راہ سے

جا کے روضہ پر حبیب پاکؐ کے بادِ صبا
حال میرا عرض کر دینا رسولؐ اللہ سے

اُن کے آنے کا بھی یہ کتنا حسین انداز ہے
آتے ہیں چھپ چھپ کے آنکھوں میں دل کی راہ سے

اُس نے جا کے رازِ دل سب اُن پہ افشا کر دیا
اک صدائے درد نکلی تھی جو دل کی آہ سے

خواب میں ہی دولتِ دیدار پاؤں بے نقاب
یہ دعائیں کر رہی ہوں رات دن اللہ سے

روضہ رحمت نشاں پر میں بھی ہوں جاروب کش
دامن امید بھر لوں اُس بڑی درگاہ سے

مجھ کو بھی دیجیئے جگہ تھوڑی سی روضہ کے قریب
یوں کروں گی عرض اُس سرکار عالی جاہ سے

خوبیء قسمت سے گر کر لے مقدر یاوری
رُوبرُو باتیں کروں پھر میں رسولؐ اللہ سے

اُس خدائی نُور کی تشبیہ دوں کس نُور سے
میرا ہادی ارفع و اعلیٰ ہے مہر و ماہ سے

مہربانی سے جو مجھ کو پاس بلوائیں حضورؐ
کام لُوں میں رہبری کا اپنے دل کی آہ سے

اے خدا تو نے جہاں کی بہتری کے واسطے
کعبہ کی تعمیر کروائی خلیل اللہ سے

مل گئی ہے آپؐ کے باعث ہمیں ام الکتاب
راز سربستہ کھلے ہم پر کلام اللہ سے

ایک مدت سے ہیں میرے دیدہ و دل منتظر
دل میں اک دن آیئے لطف و کرم کی راہ سے

اس طرح سے عاشق جانباز ہوتے ہیں فدا
یہ سبق ہم کو ملا، مولا ذبیحؐ اللہ سے

کون ہو سکتا ہے ہمسر صد مرحبا
میرا مرشد مل کے آیا ہے رسولؐ اللہ سے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

زندگی بھر کی یہ لیلیٰؔ آرزو اس دل میں ہے
جالیوں میں بھی کبھی اپنے رسولؐ اللہ سے

شمارہ ستمبر اکتوبر ۱۹۶۴ء کے صفحہ ۲۸ پر امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ، کے حضور سولہ اشعار پر مشتمل ''سلام بھیجا ہے''۔ مطلع اور مقطع ملاحظہ ہو: ۔

یا مجدد الف ثانی آپ پر لاکھوں سلام
رحمتِ حق کی نشانی ، آپ پر لاکھوں سلام
ہے یہ لیلیٰؔ کا عقیدہ ، یا مجدد آپ کا
کون ہوسکتا ثانی ، آپ پر لاکھوں سلام

شمارہ نومبر دسمبر ۱۹۶۴ء کے صفحہ ۱۳، ۱۴ پر ''دربارِ مجدد میں معروض'' کے عنوان سے ۲۶ اشعار پر مشتمل جو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے ، اس پر ایڈیٹر ''انوار الصوفیہ'' مولانا غلام رسول گوہرؔ (ف ۱۹۸۵ء) نے یہ نوٹ لکھا ہے:

''ذیل میں خواہر طریقت ا۔ک۔ لیلیٰ مقیم مالیر کوٹلہ (ہندوستان) کے وہ جذبات عقیدت ہدیہ ناظرین کیئے جا رہے ہیں جو ایک ایسی حقیقت کے آئینہ دار ہیں جس کی کنہ کو شیدائیان رُوحانیت ہی سمجھ سکتے ہیں اور وہی اُس کے سچے نقاد ہو سکتے ہیں۔ بہن لیلیٰ کی والہانہ عقیدت اُن کے سادہ اور صاف قلم سے ٹپک رہی ہے۔ یہ تصنع اور بناوٹ سے یکسر عاری ہے اور یہی چیز اصل حقیقت کی ضامن ہے۔ قارئین اس سے لطف اندوز ہوں اور عقیدت کو مزید روشنی پہنچائیں''۔

اگر چہ طوالت کا خوف دامن گیر ہے لیکن میرے ذوق اور وجدان کا تقاضا ہے کہ یہ ''معروض'' تمام کی تمام نذر قارئین کر دوں:

اُن کا قاصد شاد ماں اے دل نظر آتا تو ہے
غالباً پیغام اُن کا کچھ نہ کچھ لایا تو ہے

یہ مجدد الف ثانیؒ کا ہی فیضِ عام ہے
جن کے در پر جا کے ہر اک کچھ نہ کچھ پاتا تو ہے

اُس درِ اقدس کی بھی کتنی نرالی شان ہے
جھولیاں بھرتا ہے سب کی آخرش داتا تو ہے

بے خبر ہے راہ سے یہ دل مگر دربار تک
پا ہی لے گا راستہ خود راہبر اپنا تو ہے

تابشِ خورشیدِ محشر کا ہو کیوں کھٹکا ہمیں
سر پہ اپنے اُس مجددؒ پیر کا سایہ تو ہے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اُن کے روضہ کو تو دیکھو سر سے پا تک نور ہے ذات میں جس کی خدا ہم کو نظر آتا تو ہے
حاضری دی میں نے جا کر جب بصد عجز و نیاز سن کر حالِ زار میرا رحم فرمایا تو ہے
پاس اُن کے جاتے ہی سب کام اپنے بن گئے کیوں ترس کھاتا نہ وہ مشکل کشا اپنا تو ہے
ہنس کے فرمایا۔ سُنی جب فریاد و فغاں "کر نہ اتنا تو فکر"۔ تیرا نیاز اچھا تو ہے
لوٹ آئی میں تو جا کر اُن کی بزم ناز سے میں وہاں حاضر نہیں مگر میرا چرچا تو ہے
وہ مجدّد الف ثانیؒ کتنا اچھا پیر ہے جب پکاریں ہم اُسے وہ پاس آجاتا تو ہے
دُور کر دیتا ہے سب بیماریاں۔ امراض سب سنتا ہے فریاد سب کی مہرباں اپنا تو ہے
یا مجدّد المدد۔ محبوب سبحان المدد دیکھئے ہم کو پریشانی نے آگھیرا تو ہے
دور کر دے نیازؔ کی بیماری ۔ بہر خدا اے مسیحائے زماں تو ہی مرا مولیٰ تو ہے
کر دے اچھا نیاز کو اپنے کرم سے پیر ما بیکسوں کا تو ہی مولیٰ، ملجا و ماوٰی تو ہے
حاضری دی روضۂ اطہر پہ اُس نے بار ہا آپ نے مولیٰ کبھی شاید اُسے دیکھا تو ہے
میرے مرشد اپنی یہ زندہ کرامت دے دکھا بخش دے صحت اُسے تیرا ہی بیٹا تو ہے
صدقے میں معصومؒ کے کر رحم معصوموں پہ تو کر دے خوش بچوں کو۔ خوش کرنا تجھے آتا تو ہے
یا مجدّدؒ رحم کر ، یا غوثِ رحمٰن رحم کر رکھ لے دل سجّاد کا وہ تیرا ہی پوتا تو ہے
شاد رکھ رضیہ کو ، منّی کو اور سب بچوں کو سُن لے فریادوں کو اُن کی سب کا تو مولا تو ہے
سب سے بڑھ کر رحم فرما میری اُس پیری پہ بھی اُس دل ناشاد کا وہ ایک ہی تکیہ تو ہے
مشکلیں جتنی ہیں اپنی دُور سب ہو جائیں گی کرنے حل مشکل کو وہ مشکل کشا آیا تو ہے
زندہ باد اِسم مجدّد ۔ کام میرا کر دیا نیاز کی صحت کی خوشخبری کو لے آیا تو ہے
اسم اعظم ہے بھرا قدرت نے نام پاک میں جب لیا نامِ مبارک ۔ کام بن جاتا تو ہے
ان کے فیض عام کی جا کر وہیں لوٹو بہار بخششوں کا اُن کی بہتا رات دن دریا تو ہے

خود وہ آجائیں گے اپنے پاس اِک دن دیکھنا
ہم نے لیلیٰ بارہا اس دل کو سمجھایا تو ہے

مئی ۱۹۶۵ء کے شمارہ کے صفحہ ۳۳ پر حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے خلفِ اکبر حضرت خواجہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar.zk@hotmail.com www.marfat.com

محمد معصوم سرہندیؒ کی شان میں ایک زوردار منقبت کہی ہے جو گیارہ اشعار پر مشتمل ہے۔ اگست ۱۹۶۵ء کے ''انوارالصوفیہ'' صفحہ ۲۵ پر ''چادر'' کے زیرِعنوان اپنے پیرومرشد کی ''چادر'' کو جی بھر کر خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ تین اشعار ملاحظہ ہوں:

صاحب حال و دقال کی چادر — اِک فقید المثال کی چادر

لے کے آئے ہیں آستانے پر — مرشدِ بے مثال کی چادر

اپنی پلکیں بنا دوں اے لیلیٰ! — پیر صاحب جمال کی چادر

۱۹۶۷ء میں لیلیٰ صاحبہ علیل ہو گئیں تو انہوں نے ایڈیٹر ''انوارالصوفیہ'' قصور کو بڑا پرسوز خط لکھا۔ جو اپریل مئی ۱۹۶۷ء کے شمارہ میں صفحہ ۴۴ پر شائع ہوا۔ خط سے پہلے ایڈیٹر نے ایک نوٹ لکھا۔ نوٹ اور خط دونوں درج ذیل ہیں۔

''مکتوب لیلیٰ از مالیر کوٹلہ''

''محترمہ لیلیٰ صاحبہ ہماری پیر بہن ہیں اور شاعرہ بھی ہیں، اُن کی لکھی ہوئی نعتیں اور مناقب وقصائد اکثر ''انوارالصوفیہ'' کے صفحات میں شائع ہوتے رہتے ہیں، کچھ عرصہ سے جب ان کا کوئی مکتوب نہ آیا تو دل کو بے حد تشویش ہوئی اور فکر ہوئی۔ آخر آپ نے یاد فرما ہی لیا، آپ نے ایک نعت بھی اشاعت کے واسطے بھیجی ہے اور اپنا حال بھی لکھا ہے کہ وہ بیمار ہیں، اپریشن کروانے والی ہیں، ان کی علالت سے دل کو بے حد اضطراب ہوا ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو شفاء اور صحت کلی عطا کرے اور اُن کا اپریشن کامیاب ہو۔

ذیل میں اُن کا مکتوب اُن کے اپنے الفاظ میں درج ہے، آپ اپنے پیروں، پیر بھائیوں اور پیر بہنوں کو سلام عرض کرتیں ہیں۔ قارئین کرام سے استدعا ہے کہ اُن کے لیئے بخلوصِ قلب صحت کی دعا کریں''۔ (گوہر)

جناب غلام رسول صاحب مکرّم

السلام علیکم ورحمتہ: اب میں اپنا حال کچھ تحریر کرتی ہوں، اپریل کے پہلے عشرہ میں میرا آپریشن ہوگا، عجب نہیں کہ میرا یہ خط آخری ہو اور سلام بھی آخری ہو، بھائی صاحب! میرے پیٹ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

میں تقریباً تیس سال سے رسولی ہے جس کو میں نے اپنی نادانی سے پال پال کر اتنا بڑا بنا لیا ہے کہ اس کا نکلنا بھی مشکل نظر آتا ہے، اپریشن اب تک اس لیئے نہ کروایا کہ مرد کریں گے مگر اب جب کہ میں بڑھاپے کی وجہ سے اتنی کمزور ہوگئی ہوں کہ اٹھنا بیٹھنا بھی مشکل ہے،، دیکھئے قدرت کیا کرتی ہے۔ آپ برائے مہربانی اتنا کرم ضرور فرما دیں کہ میرا آخری سلام حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب اور معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب و جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب، میرے مرشد کے سب افراد مرد یا عورت کی خدمت میں پہنچا دیں اور میرے سب پیر بھائی اور پیر بہنوں کو میرا اسلام پہنچا دیں، میری روح خوش ہوگی۔

خدا حافظ (راقمہ لیلیٰ)

مذکورہ خط کے ساتھ لیلیٰ صاحبہ نے جو نعت ارسال فرمائی ہے وہ حضرت انجم وزیر آبادی نقشبندی جماعتی کی نعت پر تضمین ہے۔ تضمین کیا ہے، اپنے سوز دروں کا اظہار ہے۔ بڑی ناانصافی ہوگی اگر میں پوری تضمین نقل نہ کروں۔ لیجئے! پڑھئے اور عشق رسول ﷺ میں اپنی آنکھوں کو پرنم کر لیجئے۔

یہ حالت دکھانے کو جی چاہتا ہے غمِ دل سُنانے کو جی چاہتا ہے
یہ سجدے لٹانے کو جی چاہتا ہے ترے در پہ آنے کو جی چاہتا ہے
نصیب آزمانے کو جی چاہتا ہے

نبیؐ اور خیر البشرؐ کے برابر! کہاں ہے شہِ بحر و بر کے برابر
بھلا خلد ہو تیرے گھر کے برابر! کوئی در نہیں تیرے در کے برابر
یہیں سر جھکانے کو جی چاہتا ہے

وہ پر کیف لمحے ملیں زندگی میں! تمنا بس اتنی سی ہے اپنے جی میں
کٹے زندگانی تری بندگی میں! بسر رات دن ہو تری حاضری میں
یہیں سر جھکانے کو جی چاہتا ہے

کسی دن عقیدت کی ڈالی سجا کر تری بزمِ پر نور میں بار پا کر!
حریمِ مقدس کا پردہ اُٹھا کر! تری نعت شاہا ترے در پہ آ کر!

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

سنادوں سنانے کو جی چاہتا ہے

بنی ہے ہزاروں غریبوں کی بگڑی　　بنی ہے مصیبت کے ماروں کی بگڑی
بنا دی ہے گم کردہ راہوں کی بگڑی　　بنا دو بنائی ہے لاکھوں کی بگڑی

کہ بگڑی بنانے کو جی چاہتا ہے

یہ جو دو عنایات اللہ اکبر!　　سخاوت کا ہے موجزن اک سمندر!
کرم ہے ترا عام شاہ و گدا پر!　　عطا ہو شہؐ دو جہاں جامِ کوثر

کہ پینے پلانے کو جی چاہتا ہے

یہ لیلیٰ ہے گو دل کے جذبات میں گم　　بپا ہے اُمیدوں کے اندر تلاطم
نہیں ناتوانی سے تابِ تکلّم　　عقیدت کے آنسو ہیں آنکھوں میں انجم

یہ موتی لٹانے کو جی چاہتا ہے

اس کے بعد ''انوار الصوفیہ'' جون ۱۹۶۷ء صفحہ ۴۰ پر ''آستانہ پر حاضری'' کے زیرعنوان لیلیٰ نے دس اشعار میں اپنے پیرومرشد حضرت امیر ملّت قدس سرّہٗ العزیز کی بارگاہ میں بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ مقطع پیش خدمت ہے:۔

میرے مرشد اپنی لیلیٰ کی فغاں سُن لے
جان و دل سے جو نثار شاہِ والا ہو گئی

لیلیٰ کی آخری نعت ''انوار الصوفیہ'' مئی جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۷، ۱۸ پر شائع ہوئی اس کے بعد عشق رسول ﷺ سے چور اور اپنے پیرومرشد کی محبت میں مستغرق یہ آواز ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے خاموش ہو گئی۔ باقی رہے نام اللہ کا۔ اس آخری نعت کا مطلع اور مقطع یوں ہے۔

نبیؐ کا نور ہے جس سے یہ روشن بزم امکاں ہے
کرے کسب ضیا اس سے یہی ہر دل کا ارماں ہے

قدم بوسی کی خاطر باادب استادہ ہو لیلیٰ
کہ آمد کا محمدؐ مصطفٰے کی ساز و ساماں ہے

ماخذ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(۱) ماہنامہ ''نعت'' لاہور، ''خواتین کی نعت گوئی نمبر'' جولائی اگست ۱۹۹۵ء ص ۳۱۱ تا ۳۱۸، ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۸۷۔

(۲) ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' قصور جولائی اگست ۱۹۶۳ء ص ۴۰، ستمبر اکتوبر ۱۹۶۴ء ص ۲۸، نومبر دسمبر ۱۹۶۴ء ص ۱۳، ۱۴، مئی ۱۹۶۵ء ص ۳۳، اگست ۱۹۶۵ء ص ۲۵، اپریل مئی ۱۹۶۷ء ص ۴۴، جون ۱۹۶۷ء ص ۴۰، مئی جون ۱۹۶۹ء ص ۱۷، ۱۸۔

محمد عثمان، عارفؔ بیکانیری رح

محمد عثمان عارفؔ کی ولادت ۵/ اپریل ۱۹۲۳ء کو بیکانیر (راجستھان، انڈیا) کے مشہور شاعر جناب علامہ محمد عبداللہ بیدلؔ بیکانیری (۱۸۸۸ء۔ ۱۹۷۰ء) کے ہاں ہوئی۔ ڈونگر کالج بیکانیر اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ ایم اے کے بعد ایل ایل بی کر کے بیکانیر میں وکالت شروع کر دی۔

۴۲۔ ۱۹۴۱ء میں علی پور سیداں میں بموقعہ عرس شریف حاضر ہو کر حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ شاعری میں غالباً والد ماجد کے شاگرد ہیں۔

۱۹۸۱ء میں پہلا نعتیہ مجموعہ ''عقیدت کے پھول'' شائع ہوا جو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ ۱۹۸۶ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن چھپا۔ ۱۹۸۲ء میں ''قلم کاشت'' (غزلیات) ۱۹۸۳ء میں ''نورِ زندگی'' (قطعات و رباعیات)''، ۱۹۸۵ء میں ''لمحوں کی ڈھڑکنیں'' (غزلیات)، ۱۹۸۸ء میں دوسرا نعتیہ مجموعہ ''فیضان مصطفےٰ'' اور ۱۹۹۰ء میں تیسرا نعتیہ مجموعہ ''توفیق الٰہی'' منظر عام آیا۔ اس کے علاوہ ''نذرِ وطن'' ''میرا دیش میرا پیار'' اور ''فکر و احساس'' بھی منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ ''ذکر محبوب'' کے نام سے تصوف اور بیکانیر کے مشہور چشتی بزرگ حضرت پیر محبوب بخش رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر بھی ایک کتاب لکھی۔

عارف صاحب نے سیاست میں بھی گہری دلچسپی لی۔ بہت سی سرکاری اور غیر سرکاری کمیٹیوں کے ممبر اور صدر رہے۔ کئی دفعہ صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ مرکزی حکومت میں کئی محکموں کے نائب وزیر رہے۔ کئی دفعہ بیرونی ممالک کا سفر بھی کیا۔ دو دفعہ حج کی سعادت سے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

مشرف ہوئے۔ ۳۱/ مارچ ۱۹۸۵ء کو گورنر یو پی (اتر پردیش) لکھنؤ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ گورنر بننے کے بعد انہوں نے قابلیت کے خوب جوہر دکھائے۔ لیکن ایک کارنامہ ایسا بھی سرانجام دیا جو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ وہ یہ کہ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۱ء تک یو پی میں جشن عید میلاد النبی ﷺ سرکاری طور پر منایا جاتا تھا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ عارفؔ صاحب نے ۴/ جنوری ۱۹۸۸ء کو صوبہ اتر پردیش (یو پی) کے گورنر ہاؤس میں بڑے تزک و احتشام سے یہ جشن منایا جس میں خوب چراغاں کیا گیا اور محفل کا اختتام حسب معمول صلوٰۃ و سلام پر ہوا۔ اس پاکیزہ تقریب کے احیاء کا کریڈٹ انہیں جاتا ہے۔

عارفؔ صاحب کے تینوں نعتیہ مجموعے ہمارے پیش نظر ہیں۔ ''کلام حق'' کے عنوان سے ایک بند ملاحظہ ہو۔

حمد اُس کی ہے جو مالکِ علم و کلام ہے — یکتا صفات و ذات میں اُس کا ہی نام ہے
اُن پر درود جن پہ نبوّت تمام ہے — رحمت کا جن کی دونوں جہاں کو پیام ہے

محفل کی ابتدا ہے کلامِ مجید سے
رحمت کے پھول برسیں گے ذکرِ سعید سے

ایک نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

جاتے ہیں جو کعبہ سے زوّار مدینے میں — آغوش میں لیتے ہیں سرکارؐ مدینے میں
کیا طور کو نسبت ہے ہلکی سی جھلک دیکھی — سب حُسنِ خدا کے ہیں انوار مدینے میں
سلطان ترستے ہیں اُس در کی گدائی کو — کس شان کا لگتا ہے دربار مدینے میں
وہ خاکِ مقدس ہے سر آنکھوں پہ رکھنے کی — جس خاک پہ چلتے تھے سرکارؐ مدینے میں
میخانۂ عرفان کا وہ کیف و اثر دیکھا — ہیں عشقؐ میں سب سرشار مدینے میں
عارفؔ اُسے کیا نسبت اس نعت مقدس سے — ساغر کو نہیں چھوتے میخوار مدینے میں

عارفؔ صاحب کو اپنے پیر و مرشد سے جو محبت تھی وہ ذیل کی منقبت کے چند اشعار سے عیاں ہے۔

نبیؐ نے جو دکھائی، راہ تھی شاہ جماعتؒ کی — خدا کی ذات منزل آخری شاہِ جماعتؒ کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

نفس کی آمد و شد میں اسی کا ذکر ہوتا ہے
یہی آٹھوں پہر تھی بندگی شاہ جماعتؒ کی
مدینہ اُن کے دل میں تھا، تو اُن کا دل مدینہ تھا
رسولِؐ پاک سے قربت یہ تھی شاہ جماعتؒ کی
خدا نے سر سے پا تک نُور کے سانچے میں ڈھالا تھا
نبیؐ کا عکس تھا یا روشنی شاہ جماعتؒ کی
شریعت میں، طریقت میں، ولایت میں، کرامت میں
مسلّم تھی فضیلت، برتری شاہ جماعتؒ کی
غلاموں میں ہے اُن کے عارفؔ ناچیز بھی یا رب
عطا ہو جائے اُس کو روشنی شاہ جماعتؒ کی

آپ کی رحلت ۲۱/ اگست ۱۹۹۵ء بروز پیر بیکانیر میں ہی ہوئی اور وہیں آسودہ ء خاک ہوئے۔ رہے نام اللہ کا۔ حضرت صابرؔ براری ثم کراچوی نے یہ قطعہ ء تاریخ رحلت کہا۔

چل دیئے آج وہ عاشق مصطفےٰؐ
جن کی قربت بھی تھی باعثِ انبساط
فیضیابِ جماعت علی شاہؒ تھے
ذکر میں تھے وہ مشغول با احتیاط
نعت گوئی کا وہ اَجر یوں پائیں گے
اُن پہ آسان ہوگی رہ پلصراط
خُلد سے آئی صابرؔ صدا سالِ غم
کہدو۔ ''عثمان عارف تبارک نشاط''

۱۹۹۵ء

حضرت صاحبزادہ محمد فیض الامین فاروقی مدظلہ، نے یوں تاریخ کہی۔

رفت عثمان عارف محبّ خدا
پیکرِ آگہی خو گرِ اتقا
زندگی کرد در اُلفتِ مصطفےٰؐ
ذوقِ نعتِ نبیؐ یافت از کبریا
دراُمور حکومت مقامش بلند
منتظم ہم مدبر خجستہ لقا
بُد مشرف زلُطفِ جماعت علیؒ
کاں جنیدِ زماں زُبدۂ اولیاء
بست و سہ ماہِ میلادِ خیر البشرؐ
روز دوشنبہ نوشید جامِ قضا
مرقدش را خدایا فروزاں بکن
مسکنش وسط خلد بریں کن عطا

مصرعِ رحلتش گفت فیضؔ الامیں
''عثمان عارف عزیزِ جہاں مرحبا''

۱۴۱۶ھ

حضرت طارق سلطان پوری نے یہ تاریخ نکالی۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ملا مجھ کو مکتوب قصوری — جسے پڑھ کر ہوئی بیکل طبیعت
جلیل المرتبت عثمان عارفؔ — گئے بزمِ فنا سے سوئے جنت
دریغا حسرتا دستِ اجل سے — لُٹا سرمایۂ اعزازِ ملت
علی گڑھ کے چمن کا پھول تھا وہ — علی گڑھ گلشنِ تعلیم و حکمت
عمل ہیں قابلِ تعریف اُس کے — برائے احتشامِ قوم و ملت
شرف اُس کا یہ کوئی کم نہیں ہے — کہ اس کی میر ملت سے تھی بیعت
نمایاں امتیاز اُس مردِ حق کا — حبیبِ حق تعالیٰ سے محبت
غلامِ سرورِ کون و مکاں تھا — یہی ہے اُس کی عظمت اس کی عزت
کیے ہیں پیش بزمِ مصطفیٰؐ میں — بصد اخلاص گلہائے عقیدت
یہ ہے نقصان عشاقِ محمدؐ — زبانِ اہلِ حق ہے اس کی رحلت

"موہوب" سے سن ترحیل اس کا
کہا "زیبِ چراغِ میر ملت"

۵۲+ ۱۹۴۳= ۱۹۹۵ء

ماخذ

(۱) "عقیدت کے پھول" از محمد عثمان عارفؔ طبع دوم ۱۹۸۶ء بیکانیر۔

(۲) "فیضانِ مصطفیٰ" از محمد عثمان عارفؔ مطبوعہ بیکانیر ۱۹۸۸ء۔

(۳) "توفیق الٰہی" از محمد عثمان عارفؔ مطبوعہ بیکانیر ۱۹۹۰ء۔

(۴) "جانِ جاناں" از پروفیسر محمد مسعود احمد مطبوعہ حیدر آباد سندھ ۱۹۸۸ء ص ۱۱۷، ۱۱۸۔

(۵) "سوانحی خاکہ محمد عثمان عارفؔ گورنر اترپردیش" مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۸۵ء۔

(۶) مکتوب گرامی جناب محمد عثمان عارفؔ بنام محمد صادق قصوری از بیکانیر محررہ ۳۰/اگست ۱۹۹۳ء۔

(۷) "ہندوستان کے اردو مصنفین اور شعراء" از گوپی چند نارنگ و عبدالطیف اعظمی مطبوعہ دہلی ۱۹۹۶ء ص ۳۴۵ تا ۳۴۶۔

ڈاکٹر مغیث الدین فریدیؒ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اُستاذِ زمن عارف باللہ مولانا احمد حسن کانپوریؒ (ف ۱۹۳۱ء) کے نام نامی اسم گرامی سے کون واقف نہیں ہے۔ موصوف نے علم وادب اور شریعت وطریقت کے میدان میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں، زمانہ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (۱۸۴۱ء۔ ۱۹۵۱ء) مولانا احمد حسن کانپوریؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ علاوہ ازیں برصغیر کے نامور علماء ومشائخ نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے علم وفضل کے موتی رولے۔

ہمارے ممدوح ڈاکٹر مغیث الدین فریدی ابن عظیم الدین فریدی، مولانا احمد حسن کانپوریؒ کے حقیقی نواسے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی ولادت باسعادت یکم/مئی ۱۹۲۶ء/۱۷/شوال ۱۳۴۴ھ کو فتح پور سیکری (آگرہ) میں ہوئی۔ ۱۹۴۶ء میں سینٹ جانسن کالج آگرہ سے بی اے کیا۔ ۱۹۴۸ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایم اے (اردو) کیا۔ ۱۹۷۵ء میں دہلی یونیورسٹی سے ''اردو شاعری میں قومیت کا تصور'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۴۸ء تا ۱۹۶۲ء سینٹ جانسن کالج آگرہ میں استاد شعبہ اردو، فارسی رہے۔ ۱۹۶۲ء تا ۱۹۹۱ء دہلی یونیورسٹی میں شعبہ اردو کے استاد رہے۔

دورانِ تعلیم مولانا پروفیسر حامد حسن قادری (خلیفۂ امیر ملتؒ، ف ۱۹۶۴ء کراچی) اور پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی (مرید امیر ملت، ف ۱۹۷۸ء پشاور) سے بھرپور استفادہ کیا۔ ۴۴،۱۹۴۳ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، حیدرآباد دکن سے آگرہ تشریف لائے اور مولانا پروفیسر عابد حسن فریدی (ف ۱۹۴۵ء) کے مکان پر جلوہ افروز ہوئے تو پروفیسر حامد حسن قادریؒ نے ڈاکٹر صاحب کو حضرت قدس سرہ، کی خدمت میں پیش کیا۔ جب حضرت اقدس کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب اُن کے استاد مولانا احمد حسن کانپوریؒ کے نواسا ہیں تو بڑی شفقت سے اٹھ کر گلے لگایا اور دسترخوان پر اپنے پاس بٹھا کر کھانا کھلایا۔ دوسرے دن ڈاکٹر صاحب حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر شرف غلامی سے مشرف ہو گئے۔

ڈاکٹر فریدی نے شاعری میں نظام فتح پوری سے ابتدا میں اصلاح لی۔ پھر سینٹ جانسن کالج آگرہ میں دورانِ تعلیم پروفیسر حامد حسن قادری اور پروفیسر محمد طاہر فاروقی سے شرف تلمذ سے مشرف ہو کر شاعری میں پختگی کا رنگ بھرا۔ ۱۹۸۷ء میں غزلوں کا مجموعہ ''کفر تمنا'' چھپ کر منظر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

عام پر آیا تو دلی اردو اکیڈمی نے "ایوارڈ برائے شاعری ۱۹۸۷ء" سے نوازا۔

فریدی ابتدا میں "سلام و مرثیہ" بھی کہتے رہے مگر پھر جلد ہی اپنی تمام تر توجہ "غزل" پر مرکوز کر دی۔ وہ خود کہتے ہیں۔

ہے فریدی تقاضائے رنگِ غزل، ذہن کی روشنی روح کی تازگی
شعلۂ احساس کا پیکرِ حرف میں ڈھل کے نکھرے کسی شعلہ زد کی طرح

ہزار شیوے تھے گفتگو کے ہزار انداز تھے سخن کے
مگر بہ ایمائے دل فریدی، فدائے رنگِ غزل رہا ہے

نمونے کے اشعار ملاحظہ ہوں:۔

اس دور میں انسان کا چہرہ نہیں ملتا
کب سے میں نقابوں کی تہیں کھول رہا ہوں

جہاں اُگتی ہیں فصلیں خنجروں کی
وہیں بارش بھی ہوتی ہے سروں کی

ہم اپنا سر کہاں جا کر چھپائیں
چھتیں ٹوٹی ہوئی ہیں سب گھروں کی

جاتی ہی نہیں دل سے تری یاد کی خوشبو
میں دورِ خزاں میں بھی مہکتا ہی رہا ہوں

☆

جبیں پر شکن ہے، نہ دامن پہ دھبا، خرد کا ہر اک وار ہنس کر سہا ہے
جہاں سے ملا ہم کو سنگِ ملامت، وہیں ہم نے ایک آئینہ رکھ دیا ہے
کیا ہوا جسم کے بام و در لٹ گئے دل کے آنگن میں ہنگامہ ہوتا رہے
رُوح کے آئینے کو سجاتے رہو بیتے لمحوں کی پرچھائیاں ہی سہی
سینہ کوبی، علاج ستم تو نہیں، دستِ قاتل میں تلوار رہنے نہ دو
ورنہ تلوار مانگے گی اپنا ہدف گردن و سر نہیں تو زباں ہی سہی
ہم وہی، غم وہی، پھر یہ کیا ہو گیا ہم خود اپنے لئے اجنبی ہو گئے
گردشِ وقت سے دل مگر جھوم اُٹھا کچھ تو بدلا وہ رنگِ جہاں ہی سہی
لذتِ سود و درد زیاں کا فسوں، وحشتِ دل پہ پہلے بھی چلتا نہ تھا
اور اب تو جنوں کا تقاضا یہ ہے کچھ نہیں ہے تو جی کا زیاں ہی سہی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ڈاکٹر فریدی نے نعتیں بھی کہی ہیں۔ اس میدان میں بھی ان کا پلہ بھاری ہے۔ ایک نعت ملاحظہ ہو۔

جو تیرے بھکاری کہلائے محتاج کے وَ جم ہو نہ سکے
جو سر ترے سَدَر پر جھک کے اُٹھے پھر اور کہیں خم ہو نہ سکے
وہ زخمِ محبت مل جائے جس کا کوئی مرہم ہو نہ سکے
خود تیری نظر تھکے لیکن درد اور بڑھے کم ہو نہ سکے
اک تیرے عَلاوہ جتنے نبی دنیا میں خدا نے بھیجے ہیں
پیغامبر رحمت ہی رہے خود رحمتِ عالم ہو نہ سکے
بھٹکے ہوئے مردِ مومن کو پھر ایسی نظر ایسا دل دے
دنیا میں ہلالی پرچم سے اونچا کوئی پرچم ہو نہ سکے

ماہنامہ ''آستانہ'' دہلی شمارہ دسمبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۷ اپر ''مجاہدِ اعظم'' کے زیرِ عنوان سیّد الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حضور آٹھ بندوں پر مشتمل جو عقیدت و محبت کے پھول پیش کیے ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

کفر کی کالی گھٹا مذہب پہ جب چھانے لگی — دین کے شانوں پہ زُلفِ شرک لہرانے لگی
جب عبادت کو مسلماں سے حیا آنے لگی — چاندنی جب ملّتِ بیضا کی گہنانے لگی
نفس کی موجوں میں جب رُوحِ شریعت بہہ گئی
جب اذاں سکوں کی جھنکاروں میں دب کر رہ گئی

ایسے نازک دور میں اک مردِ حق حجرہ نشیں — محرمِ رمزِ شریعت، واقفِ اسرارِ دیں
جانِ خاتونِؓ جنّت، رُوحِ ختم المرسلینؐ — جس کی عظمت کا تصور کوئی کر سکتا نہیں
گوشۂ عزلت سے باہر آ گیا مردانہ وار
لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار

وہ حسینؓ ابن علیؓ رازِ ازل کا راز دار — جس کے تیور پر نظامِ دو جہاں کا انحصار
پھیر دیں جس کی نگاہیں گردشِ لیل و نہار — جس کی ہر تشنہ نظر تسنیم و کوثر در کنار

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com
www.marfat.com

ملّتِ اسلام کی عُقدہ کشائی اُس نے کی
بندگی کا نام تھا ورنہ خدائی اُس نے کی

نُور پھیلایا جہاں میں نور کی تنویر نے
اک نئی انگڑائی لی اسلام کی تقدیر نے
حوصلے دل کے بڑھائے نعرۂ تکبیر نے
موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں شبیرؑ نے

آشکارا کر دیا باطل اُبھر سکتا نہیں
موت سے بھی زندۂ جاوید مر سکتا نہیں

السّلام اے پاسبانِ قصرِ ایماں السّلام
السّلام اے رہنمائے راہِ عرفاں السّلام
السّلام اے مظہرِ انوارِ یزداں السّلام
السّلام اے پیکرِ تصویرِ قرآں السّلام

السّلام اے نازشِ صبر و اطاعت السّلام
السّلام اے زینت افزائے شہادت السّلام

اے امامِ دین! اے شہزادۂ کون و مکاں
اے نگہبانِ شریعت، ترجمانِ کن فکاں
اے سرِ مقتل نبوّت کے اکیلے پاسباں
حشر تک گونجے گی تیرے خشک ہونٹوں کی زباں

جان دے کر صور پھونکا نعرۂ تکبیر کا
رنگ گہرا کر دیا ایمان کی تصویر کا

خون سے تیرے بنائے شرع محکم ہو گئی
تیری قربانی سے تنظیمِ دو عالم ہو گئی
بزمِ باطل تیرا نعرہ سُن کے برہم ہو گئی
تیری خونیں آستیں ملّت کا پرچم ہو گئی

ظلم سے انسانیت مجروح ہو سکتی نہیں
جسم ہو سکتا ہے فانی روح ہو سکتی نہیں

تو نے سمجھایا کہ شانِ آمریت کچھ نہیں
قوتِ حق کے علاوہ کوئی قوت کچھ نہیں
دل غنی ہے تو یہ دولت یہ حکومت کچھ نہیں
ذہن کا اک خوشنما دھوکا ہے عشرت کچھ نہیں

جان دیتا ہے مسلماں وعدۂ دیدار پر
رقص کرتا ہے مجاہد تیغ کی جھنکار پر

اپنے پیر و مرشد حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہ، کی شان میں کئی ایک منقبتیں بھی کہیں۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain
http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

ایک منقبت درج ذیل ہے۔

ولی پاک باطن دیں کے سرور قبلۂ عالم
مقدس قبلۂ عالم، مطہر قبلۂ عالم

سلام اے قطب دیں شاہ جماعت مرشد کامل
سلام اے معنی قرآں کے مظہر قبلۂ عالم

مجسم آئینہ خلق نبیؐ کا ذات پاک ان کی
سراپا بود شرح پیمبرؐ قبلۂ عالم

علی پور اپنی قسمت پر رہے گا حشر تک نازاں
نمایاں کر گئے اس کو بسا کر قبلۂ عالم

وہ تھی پہلی توجہ جب مجھے اپنا بنایا تھا
کرم ہو جائے اب مجھ پر مکرر قبلۂ عالم

مری رفتار میں لغزش نہ آئے سخت ہے منزل
سہارا دیجئے اے میرے رہبر قبلۂ عالم

فریدیؔ پر توجہ کیجئے یا مُرشد و آقا
مصیبت میں ہے اس کا حال ابتر قبلۂ عالم

مندرجہ ذیل کتابیں آپ کے قلم سے نکلیں۔ ''انتخاب کلام غالب مع شرح و مقدمہ'' (۱۹۵۴ء) ''انتخابِ مثنویات اردو'' (۱۹۵۵ء) ''انتخاب قصائد اردو'' (۱۹۵۷ء) ''انتخاب غزلیات حافظ'' (۱۹۷۶ء) ''کفرِ تمنا'' (شعری مجموعہ، ۱۹۸۷ء)

آپ کی وفاتِ حسرت آیات ۱۵/ جولائی ۲۰۰۱ء/۲۴/ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ بروز اتوار کانپور (بھارت) میں ہوئی اور وہیں آخری آرامگاہ بنی۔ حضرت صابرؔ براری ثم کراچوی نے یہ قطعۂ تاریخ رحلت کہا۔

''آہ پاک دیدہ مغیث الدین فریدی''

۲۰۰۱ء

آج رخصت ہوئے وہ دانشور
جملہ احباب ہیں بہت غمگیں

جانِ بابا فرید گنج شکر
تھے گلستانِ علمِ دین متیں

تھے مصنف کئی کتابوں کے
آسمانِ ادب کے مہر مبیں

سالِ رحلت ہے ان کا یہ صابرؔ
''صاحب فلسفہ مغیث الدین''

۲۰۰۱ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

حضرت طارق سلطانپوری نے بھی تاریخ رحلت کہی۔

(۱) "باب مجد، مغیث الدین فریدی"

۲۰۰۱ء

شمس علم و معرفت، احمد حسنؒ نکتہ دان و آشنائے خوب و زشت
اُن کے گلشن کا تھا یہ وردِ حسیں خوب تر زیبا تر اُس کی سرنوشت
وہ نشانِ اہلِ حق، انجام کار ہو گیا آسودۂ باغِ بہشت

سالِ رحلت اس کا ہے از روئے "درد"
"آہ مردِ باکمال و حق سرشت"

۴+۱۴۱۸=۱۴۲۲ھ

(۲)

میر ملتؒ کے تھے اُستادِ جلیل محتشم احمد حسنؒ والا گہر
آفتابِ بُرجِ عرفان و یقیں تاجدارِ کشورِ علم و نظر
سر گروہِ عارفاں لاریب وہ بالیقیں دیدہ وروں کے دیدہ ور
اُس کے نانا تھے وہ فخر روز گار خود بھی تھا وہ صاحب فضل و ہنر
میر ملتؒ کا مریدِ باصفا تھا بجا ناز اُس کو اِس اعزاز پر

سالِ رحلت از سرِ بیدارِ مغز
یوں کہا طارق نے "مردِ خوش سیر"

۲+۱۴۲۰=۱۴۲۲ھ

ماخذ

(۱) "کفر تمنا" از ڈاکٹر مغیث الدین فریدی، دہلی ۱۹۸۷ء

(۲) ماہنامہ "آستانہ" دہلی بابت دسمبر ۱۹۵۲ء ص ۱۷

(۳) مکتوب گرامی محترمہ پروفیسر شمسہ تاجدار صاحبہ از کراچی بنام مؤلف محررہ ۲۶ ستمبر ۱۹۹۵ء

(۴) مکتوب گرامی ڈاکٹر مغیث الدین فریدی بنام مؤلف از کانپور (انڈیا) محررہ ۱۹۔ اگست ۱۹۹۶ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

(۵) ''ہندوستان کے اُردو مصنفین اور شعراء'' از گوپی چند نارنگ و عبدالطیف اعظمی مطبوعہ دہلی (انڈیا) ۱۹۹۶ء ص ۴۰۳

(۶) مکتوب گرامی پروفیسر شمسہ تاجدار صاحبہ از کراچی محررہ ۲۔ اگست ۲۰۰۱ء بنام محمد صادق قصوری۔

اسلم کاشمیریؒ

اسلم کاشمیری بن میاں کرم الٰہی ۳۱/ مارچ ۱۹۲۴ء بروز پیر کوٹ پنڈی داس تحصیل شاہدرہ (حال فیروز والا) ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور سے میٹرک کرنے کے بعد ادیب فاضل کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ ۱۹۴۳ء میں صحافت کا آغاز کیا۔ روزنامہ ''آج'' دہلی، ''انقلاب'' بمبئی، ''انقلاب'' لاہور، ''احسان''، لاہور، ''شہباز'' پشاور، ''تعمیر'' راولپنڈی، ''امروز'' لاہور اور ''پاکستان'' لاہور وغیرہ میں ۱۹۹۱ء کے آخر تک مختلف حیثیتوں سے کام کیا۔ درمیان میں سہ روزہ ''بیدار'' بمبئی میں بھی کام کرتے رہے۔

نثر میں افسانہ، تنقید، تحقیق، دینی موضوعات اور طنز و مزاح میں زیادہ دلچسپی رہی۔ ۱۹۴۴ء میں اردو افسانوں کا مجموعہ ''ساغر و مینا'' طبع ہوا۔ شاعری میں حمد و نعت، غزل اور نظم لکھتے رہے۔ مومن ثانی علامہ تاج الدین احمد تاجؔ عرفانی لاہوری (ف ۱۹۵۹ء) سے شرف تلمذ تھا۔

۱۹۴۱ء میں حضرت امیر ملت قدس سرّہ، لاہور تشریف لائے تو علامہ تاج عرفانیؒ آپ کو خدمت اقدس میں لے گئے اور عرض کیا، ''حضرت جی! یہ لڑکا خدا پر ایمان نہیں رکھتا''۔ اس پر حضرت اقدس قدس سرّہ، نے ارشاد کیا:۔ ''جو کفر میں سخت ہوتے ہیں وہ اسلام میں بھی سخت ہوتے ہیں''۔ حضرت کے اس ارشاد کے معجزانہ اثر کی بدولت ایمان اسلم صاحب کے دل کی گہرائیوں تک راسخ ہو گیا اور پھر ایک دن شرف بیعت سے مشرف ہو گئے۔

بیعت کرنے کے بعد سالانہ جلسہ علی پور شریف میں پابندی سے حاضر ہوتے۔ لاہور میں جب بھی حضرت تشریف لاتے حاضر ہو کر فیوض و برکات کے خزانے لوٹتے۔ ایک دفعہ سالانہ جلسہ علی پور شریف میں حضرت امیر ملت قدس سرّہ، کی شان میں ایک زوردار منقبت پڑھی جس کا صرف ایک ہی شعر حاصل ہو سکا ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

آپ نے اُن کے زور کو توڑا اور مسلمانوں کو جھنجھوڑا
اُٹھتے رہے ہیں ورنہ ہزاروں کفر کے طوفاں شاہ جماعت

اس پر حضرت اقدس نے خوش ہو کر نقد انعام دیا اور دعائے خیر و مسرت دی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے ایک دفعہ خوش ہو کر فرمایا تھا! "اسلم صاحب، خدا آپ کو خوش رکھے"۔ حضرت کی رحلت کے بعد اکثر و بیشتر اخبارات و رسائل میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، کی حیات مبارکہ اور کارہائے عظیمہ پر مضامین لکھتے رہے۔ نعت بڑی سادہ مگر عشق و محبت میں ڈوب کر کہتے تھے۔

لیئے زندگی کا پیغام آگئے ہیں
مبارک ہو خیر الانامؐ آگئے ہیں

تباہی سے انسانیت کو بچانے
خود انسانیت کے امام آگئے ہیں

مٹانے جہالت کی تاریکیوں کو
رسالت کے ماہِ تمام آگئے ہیں

غریبوں ضعیفوں یتیموں کو مژدہ
کہ سرچشمۂ فیضِ عام آگئے ہیں

عطا کرنے بگڑے ہوئے میکشوں کو
ہدایت کا لبریز جام آگئے ہیں

تصوّر کا عالم بھی کتنا حسیں ہے
مدینے کے دیوار و بام آگئے ہیں

ہر اک شے پہ ہے عالمِ کیف طاری
یہ گردش میں کس شے کے جام آگئے ہیں

رسائی ہوئی اُن کے قدموں تک اسلم
عقیدت کے جذبات کام آگئے ہیں

غزل کے چند اشعار بھی قابلِ داد ہیں۔

احباب کے ہجوم میں تنہا رہا ہوں میں
اپنے دکھوں کی آگ میں جلتا رہا ہوں میں

محرومیوں کی تند ہواؤں کے رُوبرو
امید کے چراغ جلاتا رہا ہوں میں

پہچاننے سے مجھ کو گریزاں ہے آج وہ
جس کا بھی اس جہاں میں شناسا رہا ہوں میں

ایسا بھی وقت آیا ہے مجھ پہ کبھی کبھی
اپنے شعورِ ذات سے ڈرتا رہا ہوں میں

آپ کی وفات ۳۔ مارچ ۲۰۰۵ء بروز بدھ لاہور میں ہوئی اور سپردِ خاک لاہور ہوئے۔

ماخذ

مکاتیب گرامی جناب اسلم کاشمیری بنام محمد صادق قصوری از لاہور محررہ ۲۸۔ جون، ۱۰۔ اگست ۱۹۹۲ء و ۱۹۔ اپریل ۱۹۹۴ء۔ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور بابت ۴۔ مارچ ۲۰۰۵ء۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مؤلف	جائے طباعت	سنِ طباعت
۱	پنجابی شاعراں دا تذکرہ	مولا بخش کشتہ	لاہور	۱۹۶۰ء
۲	شجرۂ طریقت	منشی رحیم بخش	سیال کوٹ	سن ندارد
۳	پنجابی کتابیات جلد اوّل	ڈاکٹر شہباز ملک	اسلام آباد	۱۹۹۱ء
۴	حضرت امیرِ ملت اور اُن کے خلفاء	محمد صادق قصوری	سیال کوٹ	۱۹۸۳ء
۵	وداعِ یاراں	محمد عبدالرحمٰن بنگلوری	بنگلور	۱۹۰۸ء
۶	سیرتِ امیرِ ملت	پروفیسر محمد طاہر فاروقی	علی پور سیّداں	۱۹۷۵ء
۷	تذکرہ شاہِ جماعت	سیّد حیدر حسین علی پوری	لاہور	۱۹۷۳ء
۸	تذکرۂ شہ جماعت	فیاض بلکوڈوی	بلکوڈ (میسور)	۱۹۵۴ء
۹	فیضانِ امیرِ ملت	مرزا ذوالفقار علی بیگ	حیدر آباد دکن	۱۹۵۹ء
۱۰	تاریخ پسرور	ڈاکٹر سیّد سلطان محمود حسین	لاہور	۱۹۸۱ء
۱۱	ذخیرۂ آخرت	میر سعید اللہ امرتسری	امرتسر	۱۹۲۷ء
۱۲	انوارِ امیرِ ملت	محمد صادق قصوری	برج کلاں	۱۹۷۹ء
۱۳	کراماتِ امیرِ ملت	بخشی مصطفیٰ علی خاں	کراچی	۱۹۶۵ء
۱۴	پنج گنج علی پوری	مولانا محمد ادریس غوری	لیہ	سن ندارد
۱۵	تذکرۂ اسلاف	مولانا محمد بہاء الحق قاسمی	لاہور	۱۹۶۴ء
۱۶	غلامی سے آزادی تک	مولانا غلام فرید قریشی	سیال کوٹ	۱۹۶۹ء
۱۷	کلیاتِ طغرائی	صوفی غلام مصطفیٰ تبسم	لاہور	۱۹۳۳ء
۱۸	ارمغانِ نعت	شفیق بریلوی	کراچی	۱۹۷۵ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۱۹	تذکرہ علماء اہلسنت	علامہ محمود احمد قادری	کانپور	۱۳۹۱ھ
۲۰	علامہ اقبال سے آخری ملاقاتیں	صوفی غلام مصطفیٰ تبسم	لاہور	۱۹۸۹ء
۲۱	سات ستارے	حکیم محمد حسین بدرؔ	لاہور	۱۹۷۹ء
۲۲	نقش ہائے رنگ رنگ	حکیم محمد حسین عرشی امرتسری	راولپنڈی	۱۹۷۵ء
۲۳	وے صورتیں الٰہی	ڈاکٹر عبدالسلام خورشید	لاہور	۱۹۷۶ء
۲۴	فدایانِ امیرِ ملت	محمد صادق قصوری	بُرج کلاں	۱۹۸۱ء
۲۵	راقبؔ قصوری دیاں نعتاں	ڈاکٹر شہباز ملک	بُرج کلاں	۱۹۸۲ء
۲۶	ہیر وارث شاہ	سیّد وارث شاہ	لاہور	۱۹۳۴ء
۲۷	مجموعۂ نعتیاتِ راقبؔ	مولانا غلام رسول گوہرؔ	قصور	۱۹۶۱ء
۲۸	انوارِ شاہِ جماعت	مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتی	حیدرآباد دکن	قلمی
۲۹	مُرادالعاشقین	سیّد محمد غوث سکھوچکی	لاہور	سن ندارد
۳۰	گلزارِ مدینہ	مولانا محمد عظیم فیروزپوری	لاہور	۱۳۳۷ھ
۳۱	ذخیرۂ آخرت	شمشیرؔ بٹالوی	لاہور	سن ندارد
۳۲	قصائد شمشیر حصہ اول	شمشیرؔ بٹالوی	لاہور	سن ندارد
۳۳	آفتابِ عالمتاب	بخشی مصطفیٰ علی خاں	کراچی	۱۹۶۳ء
۳۴	گلدستۂ خیر مقدم	بخشی مصطفیٰ علی خاں	بنگلور	۱۹۵۰ء
۳۵	افکارِ راولپنڈی ڈائریکٹری	سیّد غلام مصطفیٰ خالد گیلانی	راولپنڈی	۱۹۶۲ء
۳۶	دیوانِ آزادؔ	شیخ محمد ابراہیم آزادؔ بیکانیری	آگرہ	۱۹۳۲ء
۳۷	سیرتِ طالبؔ کنجاہی	کیپٹن محمد امین عاصی	کنجاہ	۱۹۹۱ء
۳۸	تاریخ گجرات	شیخ کرامت اللہ	گجرات	۱۹۷۷ء
۳۹	خفتگانِ خاکِ لاہور	پروفیسر محمد اسلم	لاہور	۱۹۹۳ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۴۰	وفیاتِ مشاہیر پاکستان	پروفیسر محمد اسلم	اسلام آباد	۱۹۹۰ء
۴۱	جامع اردو انسائیکلوپیڈیا جلد اول	شیخ غلام علی اینڈ سنز	لاہور	۱۹۸۷ء
۴۲	مولانا غلام محمد ترنم	حکیم محمد موسیٰ امرتسری	لاہور	۱۹۷۱ء
۴۳	اکابر تحریک پاکستان جلد اوّل	محمد صادق قصوری	گجرات	۱۹۷۶ء
۴۴	تذکرہ علمائے اہلسنت لاہور	اقبال احمد فاروقی	لاہور	۱۹۷۵ء
۴۵	اقبالؔ اور انجمن حمایت اسلام	محمد حنیف شاہدؔ	لاہور	۱۹۷۶ء
۴۶	خطباتِ آل انڈیا سنّی کانفرنس	محمد جلال الدین قادری	لاہور	۱۹۷۸ء
۴۷	تذکرہ نقشبندیہ	مولانا نور بخش توکلی	لاہور	۱۹۷۶ء
۴۸	خفتگانِ کراچی	پروفیسر محمد اسلم	لاہور	۱۹۹۱ء
۴۹	دکن کا آخری تاجدار	محمد احمد خاں	کراچی	۱۹۷۸ء
۵۰	نذرِ سعید	تابشؔ صمدانی	ملتان	۱۹۸۷ء
۵۱	برگِ ثنا	تابشؔ صمدانی	ملتان	۱۹۸۸ء
۵۲	اولیائے سیال کوٹ	رشید نیاز	سیال کوٹ	۱۹۹۲ء
۵۳	عظیم قائد عظیم تحریک جلد اوّل	ولی مظہر ایڈووکیٹ	ملتان	۱۹۸۳ء
۵۴	مکاتیبِ امیرِ ملّتؒ	محمد صادق قصوری	بُرج کلاں	۲۰۰۵ء
۵۵	شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری	پروفیسر محمد سلیم چوہدری	لاہور	۱۹۹۶ء
۵۶	مجموعۂ نُور	نُور محمد نُور خالدی	قصور	۱۹۷۴ء
۵۷	تحریکِ پاکستان میں سیال کوٹ کا کردار	خواجہ محمد طفیل	سیالکوٹ	۱۹۸۷ء
۵۸	مینائے کوثر	انجمؔ وزیر آبادی	لاہور	۱۹۶۹ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

۵۹	وفیاتِ اعیانِ پاکستان	پروفیسر محمد اسلم	لاہور	۱۹۹۱ء
۶۰	سی حرفیاں مع باراں ماہ	محمد رمضان	گوجر خان	۱۹۳۲ء
۶۱	جنتڑی	شاہین ملک	اسلام آباد	سن ندارد
۶۲	عقیدت کے پھول	محمد عثمان عارفؔ	بیکانیر	۱۹۸۶ء
۶۳	فیضانِ مصطفیٰ ﷺ	محمد عثمان عارفؔ	بیکانیر	۱۹۸۸ء
۶۴	توفیقِ الٰہی	محمد عثمان عارفؔ	بیکانیر	۱۹۹۰ء
۶۵	سوانحی خاکہ محمد عثمان عارفؔ گورنر اترپردیش	——	لکھنؤ	۱۹۸۵ء
۶۶	جانِ جاناں	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	حیدر آباد سندھ	۱۹۸۸ء
۶۷	کفرِ تمنا	ڈاکٹر مغیث الدین فریدیؔ	دہلی	۱۹۸۷ء
۶۸	پاکستان کے نعت گو شعراء جلد اوّل	سید محمد قاسم	کراچی	۱۹۹۳ء
۶۹	گجرات میں اردو شاعری	پروفیسر کلیم احسان بٹ	جلالپور جٹاں	۱۹۹۶ء
۷۰	خفتگانِ خاکِ گجرات	ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ	گجرات	۱۹۹۶ء
۷۱	ہندوستان کے اُردو مصنفین اور شعراء	گوپی چند نارنگ/ عبداللطیف اعظمی	دہلی	۱۹۹۶ء
۷۲	کلیاتِ راقبؔ قصوری	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۹۶ء
۷۳	انسائیکلوپیڈیا تحریک پاکستان	اسد سلیم شیخ	لاہور	۱۹۹۹ء

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

۷۴	تذکرۂ شعرائے کنجاہ	محمد صدیق مجاہد	کنجاہ ضلع گجرات	۲۰۰۰ء
۷۵	آزادی دے مجاہد لکھاری	ڈاکٹر شہباز ملک	لاہور	۱۹۸۱ء
۷۶	ششماہی ''کھوج''	ڈاکٹر شہباز ملک	پنجاب یونیورسٹی لاہور	جنوری تا جون ۱۹۷۹ء
۷۷	مجلّہ ''اوج''	ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی	گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور	۱۹۹۰ـ۹۱ء
۷۸	مجلّہ ''نعت رنگ شمارہ ۶	صبیح رحمانی	کراچی	ستمبر ۱۹۹۸ء
۷۹	متعدد ماہنامے	---	---	---
۸۰	شیدایانِ امیرِ ملتؒ	محمد صادق قصوری	بُرج کلاں	۱۹۹۸ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

قطعاتِ تاریخِ طباعت

☆(حضرتِ صابرؔ برابری صاحب مدظلہٗ، کورنگی، کراچی)

"لعلِ خنداں سنِ طباعت"

—— ۱۴۲۷ھ ——

(درصنعتِ تضاعف)

"رونق بیان تذکرہ شعرائے جماعتیہ"

۲۸۵۴--۲=۱۴۲۷ھ

"مرتب حنیفِ ادب محمد صادق قصوری نقشبندی"

۲۰۰۶ء

(قطعہ، درصنعتِ منقوط)

مذکور اس کتاب میں ہیں اُن کے جاں نثار
تھے جواہرِ ملّت وصوفی باصفا

کہلاتے ہیں مرید سب اُن کے جماعتی
عالم میں اُن بزرگ کا پھیلا ہے سلسلہ

وابستہ اُن بزرگ کے دامن سے یہ تمام
شعروسخن کی بزم میں تھے اعلیٰ مرتبہ

پڑھیے کلام اُن کا بڑے ذوق وشوق سے
سیرت بھی اُن کی دیکھیے ہے کتنی جانفزا

منقوط سالِ طبع اے صابرؔ یہی کہو
"حق جلدِ حق جماعتی شعراء کا تذکرہ"

۲۰۰۶ء

ق۔ ج۔ ق۔ ج۔ ت۔ ش۔ ت۔ ذ

۱۰۰+۳ +۱۰۰+۳ +۴۰۰+۳۰۰+۴۰۰+۷۰۰=۲۰۰۶

۱۳۔جنوری ۲۰۰۶ء

☆

☆(حضرتِ طارقؔ سلطانپوری صاحب مدظلہٗ حسن ابدال ضلع اٹک)

مسلسل جانبِ منزل رواں ہے
قصوری کے قلم کا زخشِ ہمت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

طریقت، دین وملت، حزبِ حق پر
کتابیں کیں رقم اُس نے بہ کثرت
خدا و مصطفیٰ کے عاشقوں سے
وہ حق اندیش رکھتا ہے عقیدت
فدائے امیرِ ملتؒ ازدل وجاں
محبِ خاندانِ شہِ جماعتؒ
رواں رکھا سفر اس نے قلم کا
وسائل کی رہی ہرچند قلت
مسائل نے کبھی پیچھا نہ چھوڑا
نہ چھوڑی اس نے راہِ استقامت
وہ دُور افتادہ قریے کا ہے باسی
قلم کاری جہاں ہے بے سہولت
طویل عرصے سے وہ ہے خامہ فرسا
نہیں اَب اچھا اُس کا حالِ صحت
پسند اُس کو نہیں بے کار رہنا
کہ تازہ کار ہے اُس کی نسبت
اُسے تاریخ سے بھی ہے لگاؤ
سخن گوئی سے بھی ہے اُس کی نسبت
کمالات ومحاسن کا ہے پیکر
وہ خوش قسمت وہ مردِ باسعادت

☆

یہ ہے اُس کے قلم کا نقشِ تازہ
توانا اُس کے جذبوں کی علامت
تعلق رکھنے والے شاعری سے
جو تھے وابستگانِ میرِ ملتؒ
اُن اہلِ حق کے روشن تذکرے سے
ہے زیبا یہ کتابِ خوب صورت
اَدب سے آشنا اہلِ نظر میں
سَراہی جائے گی اُس کی یہ محنت
رکھی جائے گی بزمِ فکر وفن میں
ہمیشہ یادِ صادق کی یہ خدمت

زرُوئے "صدق" تاریخِ طباعت

۹۰

کہی ہے "بدرِ فیضِ شاہِ جماعت"

۱۹۱۶+۹۰=۲۰۰۶ء

یہ ہے "یادِ اکابر" اِس کی تاریخ

۲۳۹

رقم طارق نے کی ہے "شان وعظمت"

۲۳۹+۱۷۶۷=۲۰۰۶ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

کہی ہے سالِ ہجری میں بھی تاریخ

''یہ شانِ علم و عرفانِ جماعت''

۱۴۲۷ھ

۱۱۔جنوری ۲۰۰۶ء (یومِ عید الاضحیٰ)

☆ (حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین صاحب مدظلہٗ مونیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات)

''تذکرہ اہل اللہ''

۱۴۲۷ء

صادق قصوری صاحبِ ادراک و دانش ذی علمی
مردِ خرد مند پیکرِ اخلاص واخلاق ووفا

اُس کو ودیعت حق تعالیٰ سے نرالا ذوق ہے
اقلیمِ قرطاس وقلم کا ہے وہ اِک فرماں روا

اُس کے قلم کا فیض ہے مدّت سے جاری دہر میں
ممدوح اُس کے سب سلاسل کے مشائخ اولیاء

تاریخِ ملّت کو نئی اِک اُس نے بخشی ہے جلا
تالیف ہے ہر ایک اُس کی دیدہ زیب وخوش نما

حُبِّ زر ومال وحشم سے ہے وہ یکسر بے نیاز
اُس کا ہے سرمایہ فقط عشقِ رسول ﷺ دوسرا

اُس پر سادات علی پور کا بڑا لُطف وکرم
مجھ کو یقین ہے اُس پر راضی ہیں خدا و مصطفیٰ ﷺ

ہے خاص اُس پر خان نیازیؒ کی نگاہِ التفات
افلاک پر ہے جن کی عظمت کا ترانہ گونجتا

تحریر اُس نے جو بھی لکھی ہے وہی اِک شاہکار
اہلِ بصیرت مانتے ہیں اُس کی عظمت کا لوہا

ترتیب اُس نے خوب دی ہے یہ نئی نادر کتاب
تاریخ کا اِک بابِ زرّیں کوزے میں بند کر دیا

ہے اُن نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ یہ دلنواز
جن کو مقدر کا سکندر گر کہیں تو ہے بجا

خوش بخت وہ وابستۂ سیّد جماعت پیرؒ تھے
ہے مرتبہ جن کا مرے فکر وتخیل سے ورا

مقبول خاص وعام ہوگی لازماً تالیف یہ
اِس کارنامہ کو سراہے گا ہر اِک شیخ وفتا

سالِ اشاعت اِس کا یوں فیض الامین نے کہہ دیا

''تالیفِ صادق معدنِ عرفان وحکمت مرحبا''

۲۰۰۶ء ۲۵۔جنوری ۲۰۰۶ء

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktaba.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اظہارِ تشکّر

مندرجہ ذیل حضرات گرامی نے اس کتاب کی اشاعت وطباعت کے سلسلے میں "مالی تعاون" فرمایا ہے۔ اللہ کریم اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اِن سب کو جزائے خیر سے نوازے اور دین ودنیا اور آخرت میں کامیاب وکامران فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

☆ جناب محترم حاجی محمد شوکت علی، نوٹنگھم (برطانیہ)

☆ جناب محترم غلام مرتضیٰ کولاچی، میرپور ماتھیلہ (سندھ)

☆ جناب محترم محمد طاہر صدیقی، چکوال

☆ جناب محترم محمد جنید، راولپنڈی

☆ جناب محترم امانت علی ٹیلر ماسٹر، بُرج کلاں، قصور

☆ جناب محترم فیاض اختر سجاد اختر قصور شوز، لاہور

☆ جناب محترم رانا محمد سلیم خاں ایڈووکیٹ وہاڑی

☆ جناب سیّد ظہیر حسین شاہ، اسلام آباد

☆ جناب ظفر الحسن، اسلام آباد

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اپیل

جملہ برادرانِ طریقت سے خصوصاً اور عوام وخواصِ اہلسنت سے پُر زور اپیل ہے کہ اگر ان کے پاس حضرت امیرِ مِلّت قدس سرہٗ العزیز کی کوئی تحریر، تقریر، خط، رقعہ، مضمون، کتاب ، رسالہ یا حوالہ ہو اور ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' لاہو، سیالکوٹ، قصور، ماہنامہ ''لمعات الصوفیہ'' سیالکوٹ، ماہنامہ ''الجماعت'' امرتسر ہفت روزہ ''الفقیہہ'' امرتسر وغیرہ کی فائلیں، پرچے ہوں تو براہِ کرم ہمیں ارسال فرمائیں تاکہ ہم تحقیقی کام کو آگے بڑھا کر آپ کو زیادہ سے زیادہ لٹریچر پیش کرسکیں۔

نیز جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ''مرکزی مجلس امیرِ مِلّت'' کی طرف سے لٹریچر چھاپ کر آپ کی خدمت میں بلاقیمت پیش کیا جاتا ہے لہٰذا ہمارے ساتھ بھرپور ''مالی تعاون'' فرمائیں تاکہ یہ سلسلۂ علم وادب، خیر وبرکت اور عشق ومحبت جاری وساری رہے۔ اللہ کریم آپ کو دین ودنیا اور آخرت میں کامیاب وکامران فرمائے اور سعادتِ دارین سے نوازے۔ آمین ثم آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

محمد صادق قصوری

بانی وناظم اعلیٰ

مرکزی مجلس امیرِ مِلّت پاکستان

بُرج کلاں ضلع قصور

پوسٹ کوڈ: 55051

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/

bakhtiar2k@hotmail.com www.marfat.com

اپیل

جملہ برادرانِ طریقت سے خصوصاً اور عوام و خواصِ اہلسنت سے پُر زور اپیل ہے کہ اگر اُن کے پاس حضرت امیرِ مِلّت قدس سرہٗ العزیز کی کوئی تحریر، تقریر، خط، رقعہ، مضمون، کتاب، رسالہ یا حوالہ ہو اور ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہو، سیالکوٹ، قصور، ماہنامہ "لمعات الصوفیہ" سیالکوٹ، ماہنامہ "الجماعت" امرتسر ہفت روزہ "الفقیہہ" امرتسر وغیرہ کی فائلیں، پرچے ہوں تو براہِ کرم ہمیں ارسال فرمائیں تاکہ ہم تحقیقی کام کو آگے بڑھا کر آپ کو زیادہ سے زیادہ لٹریچر پیش کر سکیں۔

نیز جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ "مرکزی مجلس امیرِ مِلّت" کی طرف سے لٹریچر چھاپ کر آپ کی خدمت میں بلا قیمت پیش کیا جاتا ہے لہٰذا ہمارے ساتھ بھرپور "مالی تعاون" فرمائیں تاکہ یہ سلسلۂ علم و ادب، خیر و برکت اور عشق و محبت جاری و ساری رہے۔ اللہ کریم آپ کو دین و دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران فرمائے اور سعادتِ دارین سے نوازے۔ آمین ثم آمین بجاہِ سیّد المرسلین ﷺ۔

محمد صادق قصوری

بانی و ناظمِ اعلیٰ

مرکزی مجلس امیرِ مِلّت پاکستان

بُرج کلاں ضلع قصور

پوسٹ کوڈ: 55051

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain http://www.maktabah.org/en/